bakhtiar2k@hotmail.com

تذکرہ

شاہِ جماعت رح

تسوید و ترتیب
حضرت الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ رح صاحب
نسبیہ اعلیٰ حضرت امیرِ ملت محدث علی پوری

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ
مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ

تذکرہ
شاہِ جماعتؒ

تسوید و ترتیب

حضرت الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہؒ صاحب

نسبیہ اعلیٰ حضرت امیرِ ملت محدث علی پوری

جماعتیہ حیدریہ پبلشرز
400- ہنزہ بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
Cell: 0300-4660246

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ضابطہ

کتاب ـــــــــ تذکرۂ شاہِ جماعتؒ

تسوید و ترتیب ـــــــــ حضرت الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب
نبیرہ اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری

تعداد ـــــــــ 1000

قیمت ـــــــــ 225 روپے

سال اشاعت سوئم ـــــــــ 2008ء ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

سرورق۔کمپوزر ـــــــــ محمد راشد، سرور عباس

پبلشر ـــــــــ جماعتیہ حیدریہ پبلشرز 400 - ہنزہ بلاک، علامہ اقبال لاہور

پرنٹرز ـــــــــ سلطان ڈیزائنر اینڈ پرنٹرز لاہور 6304333,6371333

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ترتیب

شکر و سپاس ۴
عرض ناشر ۷
ایفائے عہد ۸
دیباچہ ۱۰
حمد ۱۵
زمزمۂ نعت ۱۶
شانِ اولیاء ۱۸
قصیدہ در صفت باغِ علی پور شریف ۱۹
خطبۂ مسنونہ و تقریر ۲۱
آغاز "تذکرۂ شاہِ جماعت"
علی پور شریف کا محل وقوع ۲۶
خاندانی حالات ۲۷
نسب نامہ ۲۸
تعلیم و تربیت ۲۹
سند حدیث ۲۹
بیعت ۳۰
عمر شریف ۳۱
حلیۂ مبارک ۳۲
لباس ۳۳
غذا ۳۴
بچپن ۳۵
عقدِ مسعود اور اولادِ امجاد ۳۶
خلافت ۳۸
حجاز اور اہلِ حجاز سے محبت ۴۰
حجاز ریلوے کا قیام ۴۱
سفرِ حجاز و حج ۴۲

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ترتیب

بے مثال مذہبی خدمات	۴۳	علمی مساعی	۱۱۴
تبلیغ وہدایت	۶۵	یادگاریں	۱۲۲
اشاعت سلسلہ نقشبندیہ	۷۱	مسجدِ نور	۱۲۷
خلفاء کا انتخاب	۷۲	کتب خانہ	۱۳۱
فہرست خلفاء	۷۳	لنگر	۱۳۳
تحریکِ خلافت	۷۸	ادبی خدمات	۱۳۸
سارد اایکٹ کی مخالفت	۸۵	تصانیف	۱۴۳
تحریک حریتِ کشمیر	۸۹	آخری حج	۱۴۵
شاہانہ امداد	۹۵	اخلاق وعادات	۱۵۰
مسلم لیگ کی حمایت	۹۶	کشف وکرامت	۲۳۷
امیرِ ملت اور حضرت قائدِ اعظم	۹۹	صحیفۂ حیات کا آخری باب	۲۹۸
مکتوب شریف	۱۰۱	مادہ ہائے تاریخ اشاعت	۳۱۹
رفاہی خدمات	۱۱۰		

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

شکر و سپاس

بتوفیقِ ذوالجلال والاکرام جلّ جلالہٗ و عم نوالہٗ و بتائیدِ حضور سیّد الانام علیہ التحیاۃ والصلوٰۃ والسّلام و بحمایتِ ظلّ رحمانی اعلحضرت امیرِ ملّت شاہ جماعت محدث علی پوری فردوس مکانی اس کتاب کی تسوید و ترتیب علی پور سیّداں شریف میں ہوئی جو حضور قبلہ عالمؒ کا مولد و مسکن ہے حضور کی زائد از صد سالہ پاکیزہ زندگی کے حالات اور سو سالہ خدماتِ جلیلہ کے متعلق جس قدر معلومات معتبر ذرائع سے مجھ تک پہنچیں یک جا کیا اور شائقین کے بے حد اصرار پر بالاختصار مرتب کر کے طباعت و اشاعت کا اہتمام کیا۔ اس ذمہ دارانہ کام کی تکمیل میں توفیقِ الٰہی میرے شاملِ حال رہی اس کے لئے ربِ العزّت کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے کیونکہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی　　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس پیشکش سے میرا مقصد حضور قبلہ عالمؒ کی فضیلت و منزلت اور آپ کے مرتبہ کی عظمت و رفعت نیز رُوحانی قوّت سے اربابِ دہر کو آگاہ کرنا ہے تاکہ توفیقِ الٰہی ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر کے دُنیا و آخرت میں فائز المرام ہوں۔

اس تذکرہ کی طباعت و اشاعت کے لئے برادرِ محترم پیر سیّد منہاج الدین صاحب

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

(لاہور) نے جو جانفشانی کی ہے اس کا مجھے بہت احساس ہے اور ان کی مساعیٔ جمیلہ کی قدر کرتا ہوں اور برادرِ محترم ملک اعظم رسول صاحب ایڈووکیٹ (لاہور) نے اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کے باوجود قیمتی وقت صرف کر کے مسودہ کا عمیق مطالعہ کیا اور بیش قیمت مشوروں سے استفادہ کا موقع بہم پہنچایا۔ ملک صاحب موصوف کا یہ تعاون بھی قابلِ ستائش ہے۔

مَیں نے اس سال قیامِ مدینہ منوّرہ کے زمانہ میں برادرم عزیزم کلیم صاحب جماعتی کو کتابت کی تصحیح پر خط لکھ کر متقرّر کیا۔ انہوں نے اپنے فرض کی تکمیل میں ممکنہ کوشش کی۔ نیز قطعات تواریخ اشاعت بھی کتاب میں شامل کرنے کے لئے پیش کئے۔ مَیں اُن کی ہمّت کو آفریں کہتا ہوں اور اپنے ان معاونین کو ربّ تعالیٰ کی طرف سے جزاء اور حضور قبلۂ عالمؒ کی خوشنودی اور فیضِ باطنی کا مژدہ سُناتا ہوں۔ مولا کریم ہم سب کو حضور پُرنُور امیرِ ملتؒ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور دُعا کرتا ہوں

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ بِالْحَقِّ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔ اَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ وَعِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَاَذِلِّ الشِّرْكَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَدَمِّرْ اَعْدَاءَ الدِّيْنَ۔ وَاجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا سَخَاءً۔ وَسَائِرَ بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اٰمِنَّا فِيْ دُوْرِنَا وَاَصْلِحْ لَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا وَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

وَلَا يَتَنَا فِيمَنْ خَافَكَ وَاتَّقَاكَ وَاتَّبَعَ رِضَاكَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ -

اَللّٰهُمَّ اَقِمْ عَلَمَ الْجِهَادِ وَاقْمَعْ اَهْلَ الشِّرْكِ فِى الْفَسَادِ وَالْعِنَادِ وَالنَّشْرِ رَحْمَتَكَ

عَلَى الْعِبَادِ - يَا مَنْ لَّهُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ وَاِلَيْهِ الْمِيْعَادِ - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

وَاغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اَلْاَحْيَاءُ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ - اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ عَلٰى

اَهْلَ الْقُبُوْرِ قُبُوْرَهُمْ - اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَى التَّائِبِيْنَ وَاغْفِرْ ذُنُوْبَ الْمُسْلِمِيْنَ

وَاقْضِ الدَّيْنَ عَنِ الْمَدْيُوْنِيْنَ وَاشْفِ مَرْضَى الْمُسْلِمِيْنَ وَاكْتُبِ الصِّحَّتَ وَالْعَافِيَتَ

وَالسَّلَامَتَ وَالتَّوْفِيْقَ وَالْعَافِيَةَ وَلِعَبِيْدِكَ الْحُجَّاجَ وَالْغُزَاةَ وَالْمُسَافِرِيْنَ

وَالْكَافَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ فِى بَرِّكَ وَبَحْرِكَ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ - اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ اُمَّةَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ - اَللّٰهُمَّ اشْفِ

اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ - اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ - اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ

اُمَّةَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ - اَللّٰهُمَّ احْفَظْ اُمَّةَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ - سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ

وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ -

الٰہی بحق بنی فاطمہ　　که بر قول ایماں کنم خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور نہ قبول　　من و دست و داماں آل رسول

گدائے مدینہ حافظ سید حیدر حسین علی پوری

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

تذکرۂ شاہ جماعت محدّث علی پوری نوّر اللہ مرقدہٗ آپ کے پیشِ نظر ہے۔ اس میں اعلیٰحضرت امیر الملّت الحاج حافظ قاری پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدّث علی پوری نوّر اللہ مرقدہٗ کی حیاتِ طیبہ وسیرتِ مقدسہ اور آپ کی تعلیمات کا خلاصہ و مرقعِ محبّت و عقیدت میں ڈوبے ہُوئے عالیجناب فیض مآب حضرت معین الملّت الحاج حافظ قاری پیر سیّد حیدر حسین شاہ صاحب مدّ عمرہٗ نبسۂ اعلیٰحضرت ممدوح کی زبانِ مُبارک اور قلمِ فیض رقم سے سادہ و دلنشیں انداز میں پیش کیا گیا ہے تاکہ یہ پیش کش، اصلاحِ عقائد۔ تزکیۂ نفس تہذیبِ اخلاق۔ تعمیرِ سیرت۔ تنظیم و اصلاحِ جماعت۔ ترغیبِ عبادت اور فلاح و بقائے انسانیت کا ذریعہ ثابت ہو۔ اُمید ہے کہ ناظرین اس کے مُطالعہ سے فیضیاب ہوں گے اور ناشر کو دُعائے خیر سے نوازیں گے۔

سیّد محمد منہاج الدین حیدری

بازار جج سیّد محمد لطیف
اندرُون بھاٹی دروازہ لاہور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ایفائے وعدہ

عالیجناب فیض مآب صاحبُ الفضیلۃ والارشاد مُربی المریدین عمدۃ السالکین مُحب الفقرأ والمساکین حاجی الحرمین الشریفین مصدر حسنات وخیرات مجسمۂ شریعت مرقعِ رُوحانیت رہبرِ طریقت معدن جُود وسخا مخزنِ رُشد وہدایت سیّدی ومولائی ومرشدی مولانا مولوی قاری معین الملت صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سیّد حیدر حُسین شاہ صاحب جماعتی نقشبندی مجددی علی پوری مدظلہ العالی نے بتاریخ یکم جُون ۱۹۷۰ء بتقریب "یومِ شاہ جماعت" منعقدہ کارخانہ مفصل والاواقع قصُور ضلع لاہور بعنوان "تذکرۂ شاہِ جماعت" مسلسل چار گھنٹے سے زیادہ اجلاس سے خطاب فرمایا۔ تذکرہ ہنوز ناتمام تھا کہ وقت کی کمی کے پیشِ نظر جلسہ برخاست کر دیا گیا اور حاضرین کے دلوں میں شوق وآرزو کی خلش باقی رہ گئی۔ بنأبرآں سب یارانِ طریقت نے مل کر حضرت والا کی خدمت میں قیام گاہ پر حاضر ہو کر بالاتفاق بصد ادب واحترام عرض کی کہ اگر یہ تذکرہ شائع کرا دیا جائے تو سب یارانِ طریقت اس سے استفادہ کر سکیں گے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

چنانچہ آپ نے بکمال لطف وعنایت تذکرہ کی اشاعت کا وعدہ فرمایا۔ لہٰذا یہ "تذکرہ شاہ جماعت" بصورت ایفائے عہد زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے۔ اس تذکرہ کا مطالعہ ہرگز فیض و برکت سے خالی نہ ہوگا۔ اس لیے اس کا ہر یارِ طریقت کے گھر میں رہنا نہایت ضروری ہے۔

"تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ دیرینہ را

یکے از خدامِ شاہ جماعتؒ
سید محمد منہاج الدین حیدری
بازار جج سید محمد لطیف
اندرون بھاٹی دروازہ لاہور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

برِّعظیم ہند و پاک میں بے شمار علمائے اسلام۔ لاتعداد اولیائے کرام۔ اَن گنت صوفیائے عظام اور بے حساب پیرانِ عالی مقام و اکابرینِ ملّت کی زندہ یادگاریں پائی جاتی ہیں۔ لیکن جن کی مسلسل جدّ و جہد سے اس ظلمت کدۂ کفر و شرک میں نورِ حق جگمگایا اور آفتابِ اسلام ضوفشاں ہُوا۔ علم و معرفت کے چشمے پھوٹے اور سوتے بہے جن سے تشنگانِ علم و عرفان سیراب ہُوئے۔ ان میں سے ہر ایک "ہر گلے را رنگ و بُوئے دیگر است" کا مصداق ہے۔ اور جُداگانہ حیثیت و مرتبت کا حامل ہے۔ بجمیع صفات اور جامعِ تمام کمالات ہونا بہت کم کے یا شاید کسی ایک کے حصّے میں آیا ہو۔ گو اللہ تعالٰے کے فضل و عطا کے خزانے معمور ہیں لیکن جس کو وہ جو چاہے عطا فرمائے۔ کسی کے حسب و نسب اور ہنر و کسب پر منحصر نہیں۔

اس برِّعظیم کی تاریخِ اسلام کا عہد بعہد مطالعہ کیا جائے تو ایک بھی شخصیت ایسی کامل نظر نہ آئے گی جو بیک وقت نجیب الطرفین سیّد ہونے کا شرف بھی رکھتی ہو اور متبحر عالمِ دینِ متین بھی ہو فقیہہ کامل بھی ہو۔ عامل و حاملِ شریعت بھی ہو۔ مفتی بھی ہو حافظ بھی ہو قاری بھی ہو۔ حاجی بھی ہو مفسّر و محدّث بھی ہو واعظ و مبلّغ بھی ہو۔ اثر آفریں تحریر پر قادر بھی ہو۔ کریم النفس بھی ہو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حلیم الطبع بھی ہو۔ فقیر بھی ہو امیر بھی ہو۔ قانع بھی ہو متوکل بھی ہو فیاض بھی ہو ایسا کہ لُٹا لُٹا کر شرمسار اور دے دے کر خدا کی رضا کا طلبگار بھی ہو۔ مسافر نوازی جس کا وطیرہ بھی ہو۔ مہمان نواز بھی ہو اور ایسا کہ کھلا کھلا کر خوش ہو اور شکرِ خدا بجالائے بصد عجز و انکسار۔ ماہرِ طریقت بھی ہو۔ مردِ میدانِ سیاست بھی۔ عوام اور خواص کے لیئے نقطۂ کشش کی حیثیت بھی رکھتا ہو۔ دُور بینی و خیراندیشی میں بھی اپنی نظیر نہ رکھتا ہو۔ جو تاجروں کو رموزِ حکمرانی و طریقِ جہانبانی کی تعلیم دے تو تاجروں کو اصولِ تجارت کے سبق دے حاکموں کو حکومت کے ڈھب سکھائے۔ رعیت کو امیر کی اطاعت کی تلقین کرے اور جری ایسا کہ حق گوئی و صداقت شعاری کے موقع پر شاہ و گدا میں امتیاز نہ کرے اور حاکم جابر سے مرعوب ہو نہ اس کی پروا کرے۔ قال اللہ و قال الرسول پر از سرتا بقدم کما حقہ عمل کر کے دکھائے اور بلا استثنیٰ عمل کرنے کی ہدایت میں "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ" کی سچی تصویر بھی ہو۔ متقی بھی ہو اور ایسا کہ مشرک یا بد مذہب و بدعقیدہ کے ہاتھ سے پانی پینا بھی گوارا نہ کرے اور اپنی زبان کو ممنوعات و مکروہات سے پاک بھی رکھے۔ اور صاف ظاہر و پاک باطن بھی ہو اور خلقِ خدا کے لیئے مشعلِ راہِ ہدایت کا بھی کام دے اور ان کے ظواہر و بواطن کو اپنی توجہ سے یکسر بدلنے کی طاقت بھی رکھتا ہو۔ جس کی نگاہِ حق آگاہ میں انسانوں کی تقدیروں کے بدلنے کی سکت بھی ہو۔ جس کی صورت دستِ ازل کی صنعت کا شاہکار اور سیرت، سیرتِ مصطفوی کی آئینہ دار بھی ہو۔ متبعِ سُنّت بھی ہو اور ایسا کہ زندگی کا ہر لمحہ اتباعِ سُنّت اور ادائے فرض میں بلا تساہل بسر کرے عاشقِ مصطفےٰ بھی ایسا کہ گنبدِ خضریٰ کا ہمہ وقت دلدادہ رہے اور ارضِ مقدس مدینہ طیبہ کے انسان

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

توانسان وہاں کے جانوروں کی بھی تکلیف پر تڑپ اُٹھے۔ خلق کی حاجت روائی میں آٹھوں پہر ہمہ تن دامے۔ درمے۔ قلمے۔ سخنے۔ قدمے مصروف و مستعد بھی رہے۔ شبانہ روز درس و تعلیم دین میں سرگرمِ عمل بھی رہے اور لاکھوں عقیدت کیشوں اور ارادت مندوں کا وسیع حلقہ بھی رکھے۔ اور اس کی خدمت کے لئے سینکڑوں باوقار و معزز خدّام شب و روز کمربستہ حاضر بھی ہوں لیکن بایں ہمہ وہ خود منکسر المزاج و متواضع بھی ہو۔ خلیق و حلیم بھی ہو، شب زندہ دار و تہجّد گزار بھی ہو۔ علم و عمل کی دُنیا میں ملّی و قومی و سیاسی مجالس میں مسندِ صدارت اس کی ذات سے رونق بھی پائے۔ الغرض ایسی تمام خصوصیاتِ عالیہ و صفاتِ پسندیدہ کی حامل اور ایسی مُبارک شخصیت اس زمانے میں فریدِ عرفاں فریدِ دوراں وحیدِ زماں قطبِ جہاں غوثِ زماں خواجۂ خواجگاں مہ برج دیں مسند آرائے ملکِ یقیں فخر الملوک والسلاطین و تاج و نگیں سُلطان الاولیاء والعارفین امام الاتقیاء والسالکین حجۃ اللہ فی العالمین والکاملین رأس المحدثین فقیہہِ اعظم وارث العلم انبیاء صاحب الحجتہ القاہرہ مویدالملۃ طاہرہ مجدّد مائۃ الحاضرہ ذوالفضل والجاہ امام اہلسنّت آفتابِ سپہر شریعت رہبرِ راہِ طریقت گنجینۂ انوارِ معرفت آشنائے اسرارِ حقیقت حامیٔ سنّت ماحی بدعت و کفر و ضلالت اعلحضرت عظیم المرتبت رفیع الدرجت عالی منزلت سراپا برکت منبع رُشد و ہدایت مصدرِ لطف و عنایت معدنِ جود و سخاوت پاسدارِ ختم نبوّت دلبند مرتضےٰ جگر گوشۂ مصطفےٰ محبوبِ الٰہ تاج العلمأ و فضلا فخرِ الحکما سندالاصفیأ سرتاج فقرا مُطاع الجن والانس جامع علوم معقول و منقول فاضلِ اجل عالم بے بدل مفتی امجد عارف باللہ حاجی بیت اللہ زائر روضۂ رسُول اللہ شیخ الشیوخ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

عمدۃ الاماثل سنوسی الہند ابو العرب حضور قبلۂ عالم امیر الملت والدین مرشدنا و ہادینا و ملجانا و ماوانا مولٰنا علامہ فہامہ حافظ قاری سیّد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری انار اللہ برہانہ کے سوائے نظر نہیں آتی۔

ہیں یکتا دِلبری میں اور یگانہ دِل رُبائی میں
نہیں ان سا کوئی ہم نے بہت سے دِلرُبا دیکھے

جو خُوبیاں معنوی ہیں اور صوری ہیں
اِک ذات میں سب جمع اور پُوری ہیں

یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت کرم و احسان ہے کہ اس نے ایسے پُرآشوب دَور میں جب کہ افقِ ہند کیا اقطاعِ عالم پر کفر و الحاد و زندقہ کے گھٹاٹوپ بادل چھائے ہُوئے تھے ایسے وجود کو منصۂ شہود پر بھیجا۔ اور اس ذات والاصفات نے اپنے مقصدِ حیات کی تکمیل میں کماحقہٗ سعیٔ بلیغ فرمائی اور نیکی کے لاکھوں چراغ روشن کر دیئے۔ جن کی ضیاباریں عالم کو منوّر کر رہی ہیں۔ آپ دُنیا میں افسرِ ولایت سے مزیّن ہو کر تشریف لائے تھے لیکن آخر العمر میں علوئے مرتبت و مقامِ فضیلت کا مشخص و متعین کرنا اور ٹھیک اندازہ لگانا ہر کس و ناکس کے بس کا کام نہیں ہے کیونکہ پھولوں کی نزہت شفق کی رنگت نمودِ سحر کی صباحت ماہتاب کی لطافت دریا کی روانی مناظرِ فطرت کی دلکشی کا اندازہ بامذاق دیدۂ بینا ہی کو ہو سکتا ہے یا بالفاظِ دیگر جوہر کی قدر بادشاہ ہی کو ہو سکتی ہے یا جوہری کو۔ اس حال میں کہ نہ ہماری نظر اتنی بلیغ و پاکیزہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نہ ہمارا مذاق اتنا برگزیدہ، نہ ہم علم وعمل میں ان کے ہم مرتبہ، لہٰذا ہمارا اس بارے میں کچھ کہنا اپنے آپ کو مرتبہ شناس بنانا ہے جو میرے خیال میں خود نمائی کے مترادف ہے اس مقام پر صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اعلیحضرت ممدوح الشان انسان تھے مگر کروڑوں میں ایک۔

الحمد للہ والمنۃ کہ تاریخ اسلام کی اس عظیم المرتبت شخصیت کے سوانح حیات و مہتم بالشان کارنامے اپنے ذاتی علم اور متدین یارانِ طریقت کے تعاون سے بالاختصار مرتب کرکے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور مالکِ ارض وسما کے حضور بصد عجز ونیاز بصمیم قلب ملتجی ہوں کہ اس پیشکش کو شرفِ قبول و منظور عطا فرما کر طالبانِ حق و ہدایت کے لیے مشعلِ راہ اور میرے لیے ذریعۂ نجات وفلاح بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

راقم
گدائے مدینہ
حافظ سید حیدر حسین شاہ جماعتی
علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حمد

اے نامِ تُو زیبِ ہر نگارے
از حسنِ تُو رنگِ ہر بہارے

بلبل بہ ثنائے تُو سرایاں
ہر منبرِ سبز شاخسارے

سرو بیست برائے عظمتِ تُو
استادہ کنارِ جوئبارے

تسبیح بدست حمد گویاں
ہر قطرۂ جواہرِ نو بہارے

بر خادمِ زارِ خود نگاہے

آمد بدرت اُمید وارے

حضرت فخر الاطبا مولانا الحاج حکیم خادم علی صاحب
نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

زمزمۂ نعت

کسی کو در سے خالی ہاتھ لوٹایا نہیں کرتے
مرے آقا کبھی مایوس فرمایا نہیں کرتے

یہاں کی حاضری پر جس قدر بھی ناز ہو۔ کم ہے
بُلائے جاتے ہیں دربار میں آیا نہیں کرتے

بہت روتے ہوئے جب غم کے مارے در پہ آتے ہیں
اُنہیں سرکار خوش کرتے ہیں رُلوایا نہیں کرتے

پسندیدہ غلام اُن کے جو ہیں اللہ والے ہیں
جو گھبرانے کے موقع پر بھی گھبرایا نہیں کرتے

ہمیشہ شکر ہی کرتے ہیں جو مقبول بندے ہیں
کبھی حرفِ شکایت لب پہ وہ لایا نہیں کرتے

کرم والے وہ آقا ہیں جو اپنے دشمنوں کو بھی
دُعا دیتے ہیں کچھ تکلیف پہنچایا نہیں کرتے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تڑپ کر چاہنے والے اُنہیں جب یاد کرتے ہیں
وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

یہاں پر نعمتیں ہی نعمتیں دن رات بٹتی ہیں
مگر ان نعمتوں کو بے ادب پایا نہیں کرتے

مدینے کے چمن میں جو کرم کے پھول ملتے ہیں
کسی موسم میں بھی وہ پھول مُرجھایا نہیں کرتے

طبیب ایسا ملا جو غیب داں ہے اور مشفق بھی
مریض اب کیفیت کہنے میں شرمایا نہیں کرتے

خدا شاہد! اُنہیں ملتی نہیں توفیق توبہ کی
جو بد کرداریوں پر اپنی پچھتایا نہیں کرتے

سخی اُن سے بڑا کوئی نہیں ہے پھر بھی اُس در سے
اُنہیں کو بھیک ملتی ہے جو اِترایا نہیں کرتے

خدا رکھے مدینے کو مدینے کے گدا اب بھی
شہنشاہوں کے آگے ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

حقیقت آپ ہی اپنے کو منوا لیتی ہے۔ حیدر
حقیقت کو کبھی بھی لوگ منوایا نہیں کرتے

گدائے مدینہ سیّد حیدر حسین شاہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

شانِ اولیاء اللہ

قلندراں کہ بہ تسخیرِ آب و گِل کوشند
زشاہ باج بستانند و خرقہ می پوشند
بجلوت اند و کمندے بمہر و ماہ پیچند
بخلوت اند زمان و مکاں دَر آغوشند
بروزِ بزم سراپا چو پرنیان و حریر
بروزِ رزم خود آگاہ و تن فراموشند
نظامِ تازہ بچرخ دو رنگ می بخشند
ستارہ ہائے کہن را جنازہ بردوشند

(علامہ اقبالؒ)

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

قصیدہ

در صفت علی پور شریف

خوشا جنت نشاں باغ علی پور، | تری عظمت کا قائل اِک جہاں ہے
عجم سے تا عرب ہر اہلِ ایماں | تری توصیف میں رطب اللساں ہے
ترا فیضانِ عالم آشکارا | سخاوت میں تُو بحرِ بے کراں ہے
تری آغوش میں آسودۂ خواب | امیرِ ملت و شاہِ شہاں ہے
تھی جس کی دید حاصل زندگی کا | وُہ اب چشمِ تصور میں نہاں ہے
حریمِ دل میں لیکن جلوہ فرما | بصد جاہ و جلال و عز و شاں ہے
یہیں مخدومِ ملت شاہِ خادمؒ | بآغوشِ پدر راحت کناں ہے
جو زینت بخشِ سجادہ تھا کل تک | وُہ اب چشمِ زمانہ سے نہاں ہے
وہی یعنی سراجِ ملت و دیں | ریاضِ خلد میں جلوہ کناں ہے
کہیں کس سے کہ کیا گزری ہے دل پر | نہ مُونس ہے نہ کوئی رازداں ہے
دکھائیں داغہائے سینہ کس کو | کہ دِل اپنا غموں کا اِک جہاں ہے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بنا وہ صدرِ بزمِ اہلِ ایقاں — جو بیشک فخرِ ابنائے زماں ہے

عطا ہو زندگیٔ خضر یارب — کہ سجادہ نشیں اعظمؔ جواں[1] ہے

ثمرور ہو نہالِ زندگانی — یہی تو ایک جانِ گلستاں ہے

رہے ہوتی مشامِ جاں معطر — زمانہ اِس دُعا میں ہم زباں ہے

رہے آباد یارب تا قیامت — یہی ہم غمزدوں کا آستاں ہے

کلیمؔ اِس کے سوا اپنا جہاں میں
اگر ہے تو خدائے مہرباں ہے

کلیم جماعتی مجددی

[1] اعلحضرت شمس الملت سجادہ نشین ثانی مدظلہ العالی کا تاریخی اسم مبارک "اعظم شاہ" ۱۳۱۷ھ ہے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تذکرہ شاہِ جماعتؒ

(با جلاس "یومِ شاہ جماعت" منعقدہ مفضّل والا کارخانہ، قصور ـــ ضلع لاہور)

خُطبۂ مسنونہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَّلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ؁

ترجمہ: "جو شخص نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو، تو ہم اس کو دُنیا میں پاک اور آرام کی زندگی اور آخرت میں اس کے اعمال کا اچھا صلہ دیں گے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

رباعی

نسبت

للہ الحمد ملی ہم کو یہ نسبت اچھی

اور کیا چاہیئے اس سے ہمیں نعمت اچھی

تم ملے ہم کو ملی دونوں جہاں کی دولت

واہ کیا بات ہوئی شاہِ جماعت اچھی

؎ اُلٹ دیں گے نقابِ معرفت کو بزمِ ہستی میں

بزرگوں کی بزرگی کو نمایاں کر کے چھوڑیں گے

؎ کوئی مل جائے یارب محرمِ راز مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

میرے حد سے زیادہ مہربان ومکرم ومحترم صاحبِ صدر جوہرالملت مدظلہ العالی اور میرے برادرِ مکرم ومعظم صاحبزادہ پیر سیّد انور حسین شاہ صاحب مدعمرہٗ و برادرانِ طریقت وحاضرینِ جلسہ!

حضور پُرنور امیر الملت شاہ جماعت محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ آج ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے اور ہم سے پردہ فرما چکے ہیں۔ آپ ہم سے دُوسرے صلحأ اور اولیأ ہی کی طرح رُخصت ہوگئے۔ جس کی وجہ سے ہمارے دل وجگر چُور چُور ہیں۔ ہماری آنکھوں نے آنسو بہائے اور زبانوں نے آہیں بھریں۔ جلسہ ہائے تعزیت منعقد ہُوئے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں پیغاماتِ تعزیت موصول ہُوئے۔ منانے والوں نے تقریبات سوم۔ دہم۔ چہلم اور برسی تک

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtjar2k@hotmail.com

نہایت خلوص وشوق و ذوق سے شایانِ شان طریقہ پر منایا اور تعزیتی قراردادیں بھی منظور کیں۔ ان سب کے بعد بھی ایک سوال باقی رہ جاتا ہے۔

ع چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما

کیا یہی ہمارے لیے کافی ہے اور یہ ظاہری مظاہرے حد ہیں۔ یا ہمیں اور بھی کچھ کرنا ہے۔ اعلیحضرت امیرِ ملت محدث علی پوری نوّر اللہ مرقدہٗ کے فرمان واجب الاذعان کو باقی رکھنا چاہیے یا نہیں۔ ہم تمام یارانِ طریقت نے پہلے ہی دن اس مردِ خدا آگاہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر یہ عہد کیا تھا کہ ہم حضور کی ہدایات وارشادات کی تعمیل بسر وچشم و بدل وجاں ہر وقت کرتے رہیں گے اور اس شمع حقیقت کو تادمِ آخر اپنے سینوں میں روشن رکھیں گے۔ اب جبکہ حضورِ اقدس و عالی رُوحی فداہٗ ہم سے رُوپوش ہو چکے ہیں۔ کیا یہ ہمارا فرض نہیں کہ ہم ایفائے عہد میں سرگرمِ عمل رہیں۔ کیا یہ شمع بجھ جائے گی۔ کیا یہ حسنِ اعتقاد اور محبت کی چڑھی ہوئی ندی اُتر جائے گی۔ کیا جلسوں اور قراردادوں کے بعد جذبات عقیدت کے جوش کو سرد ہو جانا چاہیئے۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ کسی بزرگ کی سچی محبت کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے وصال کے بعد بھی اس کی یاد زندہ رہے۔ اس کی اتباع اور اصول کی پیروی کی شمع روشن رہے۔ میں سنگ وخشت۔ گچی اور گارے کی یادگاروں کا حامی نہیں جو صرف ظاہری نمائش کو برقرار رکھ سکیں۔ میرے نزدیک تو وہی یادگار بہتر ہو سکتی ہے جس کا اثر دلوں میں نور بن کر سمایا رہے اور کردار بن کر نمایاں ہو۔ مبارک ہو یارانِ طریقت علاقہ قصور کو اور خصوصاً جناب میاں علی اکبر صاحب مالک کارخانہ مفصل الاولیٰ

bakhtjar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حاجی مولانا محمد دین صاحب خطیب جامع مسجد شاہ جماعت قصور اور مکرمی و محترمی چوہدری احمد دین صاحب مالک جماعتیہ فلور ملز محلہ جماعت پورہ قصور کو جنہوں نے شہر قصور میں "یومِ شاہ جماعت" کے انعقاد کا اہتمام کر کے سعادتِ دارین حاصل کی اور لوگوں کے دلوں کو حضور شاہ جماعتؒ کی یاد سے پھر ایک بار معمور کر دیا۔ خدا کرے کہ شہر شہر کے یارانِ طریقت مل کر ایسی یادیں ہمیشہ منائیں اور حضورؒ کے سوانح حیات۔ روزمرہ کے معمولات۔ اخلاق و عادات سن کر اپنے لیے آویزہ گوش بنائیں اور ان پر عمل کر کے فلاح دارین حاصل کریں۔ اب میں اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں اور "تذکرہ شاہ جماعت" بیان کرتا ہوں تاکہ مشتاقوں کو مزید انتظار کی زحمت نہ ہو کیونکہ ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے۔

آغاز

سلطنتِ مغلیہ کا زوال اور انگریزوں کا اقتدار

ہندوستان کی تاریخ شاہد ہے کہ انیسویں صدی عیسوی میں مغلوں کی وسیع و عریض سلطنت اور عظیم و طاقتور حکومت کو بتدریج زوال آتا گیا اور اس کی کمزوریاں نووارد عیسائی طاقت کے لیے حوصلہ افزا ثابت ہونے لگیں اور بالآخر معدودے چند انگریز جو ہندوستان میں تاجر بن کر آئے تھے جہانگیر اور شاہ جہاں کے درباروں سے تجارتی مراعات حاصل کرتے رہے، اور آہستہ آہستہ برسرِ اقتدار آنے لگے۔ حتیٰ کہ مغلوں کو تخت و تاج سے بے دخل کر کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

خودمختار حکمران بن بیٹھے۔ انگریزی اقتدار کا سب سے زیادہ خطرناک اور تباہی خیز حربہ اُس وقت کے مروجہ طریقِ تعلیم کی تبدیلی تھا۔ انگریز جانتے تھے کہ جب تک ہندوستانیوں کو رُوحانیت اور خدا پرستی سے دُور نہیں کیا جاتا اس وقت تک انہیں اپنے مقاصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی اور وُہ چین سے حکومت نہیں کر سکتے۔ اس لیے انہوں نے سب سے پہلے ہند کے نوجوانوں کی ذہنیت بدلنے کی کوشش کی۔ غیر رُوحانی نظامِ تعلیم رائج کیا اور جدید نظریات کا انہیں درس دیا جانے لگا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ یہاں کے نوجوان شجاعت۔ عدالت اور حقانیت کا سبق بھُول گئے، خداوند کریم کی ہستی کا آہستہ آہستہ انکار اور مذہب سے گریز کرنے لگے۔ صاف اور سادہ الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے نوجوان صراطِ مستقیم سے دُور جا پڑے تھے۔۔۔ ایسے دَورِ لادینیت میں بہ تقاضائے فطرت ایک قطبِ ارشاد کے ظہور کی سخت ضرورت تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس دَورِ پُرفتن میں پیشوائے کاملین حامئ اسلام والمسلمین اعلیٰحضرت پیر و مرشد الحاج حافظ سیّد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ نقشبندی مجددی کو موضع علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (پنجاب) میں ۱۸۴۱ء میں پیدا فرمایا۔ تاکہ دین اسلام کی حفاظت و استحکام ہو اور اس کی تعلیمات باقی و جاری رہے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے دَر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

علی پور شریف

(محلِّ وقوع)

مُلک پاکستان کے صُوبہ پنجاب کے دارالخلافہ لاہور سے تقریباً ۶۳ میل کے فاصلہ پر جانب شمال اور ضلع سیالکوٹ سے تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب مشرق اور ریلوے جنکشن نارووال سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر ایک نہایت سرسبز و شاداب خطّہ علی پور سیّداں کے نام سے موسوم ہے۔ جو شہر کے ہنگاموں اور شور و شغب سے مامون ایک پُرسکون اور پاکیزہ ماحول میں واقع ہے۔ یہاں سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک پختہ سڑک واقع ہے جو نارووال سے سیالکوٹ کی طرف جاتی ہے۔ یہاں کی آبادی کم و بیش دُو ہزار ہو گی۔ یہ علاقہ صدیوں سے بزرگوں کا مسکن رہا ہے۔ اس کی آبادی کی ابتدا بعہد شہنشاہ ہمایوں ہوئی۔ یہیں اعلحضرت امیرِ ملت شاہ جماعت محدّث علی پوری نوّر اللہ مرقدہٗ کا آستانہ مبارک ہے جو جماعت منزل کے نام سے متعارف و مشہور ہے یہ کبھی ایک خام عمارت تھی۔ اب بفضلہٖ تعالےٰ شاندار پختہ دو منزلہ ہے۔ یہاں چھ پختہ عالیشان مساجد ہیں۔ اور خاص کر "مسجدِ نُور" تو تمام کی تمام اندرو باہر سنگ مرمر کی بنی ہُوئی ہے۔ اور قابلِ دید ہے۔ یہ مسجد حضُور قبلۂ عالمؒ نے نہایت شوق سے تعمیر کرائی ہے۔ اس کی تعمیر پر کئی لاکھ روپے خرچ ہُوئے ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

خاندانی حالات

حضورِ والا کا خاندان عالیہ سادات شیراز سے تعلق رکھتا ہے۔ آپؒ کے اجداد میں حضرت سید محمد نور شاہ صاحبؒ وہ نامی بزرگ ہیں جو ہمایوں تاجدارِ سلطنتِ مغلیہ کی استدعا پر اس خطہ میں تبلیغ دین اور اس کی رُوحانی امداد کے لیے شیراز سے تشریف لائے اور موضع علی پور سیداں میں اقامت گزیں ہوئے۔ شہنشاہ ہند نے آپؒ کے خدّام کی ضروریات کی تکمیل کے لیے علی پور اور اس کے ملحقات کی اراضی وقف کر دی۔ یہی وُہ مبارک سرزمین ہے جسے اعلحضرت امیرِ ملتؒ کے مولد و مسکن اور پھر مدفن بننے کا شرف حاصل ہے۔ اور آپؒ کا خاندانِ عالیہ تاحال اسی موضع میں اقامت پذیر رہ کر علاوہ ہند و پاک کے بیرُونی ممالک میں رُوحانیت کی کرنیں پہنچا رہا ہے۔ اور یہیں آپؒ کے خاندان کے اولیائے کاملین کے مزارات بھی ہیں۔ اسی غیرت فردوس سرزمین میں حضورِ سراپا نور کا جسدِ خاکی بھی آرام فرما ہے۔ آپؒ ہی کے فیض و برکت سے علی پور سیداں دُنیا بھر میں مشہور و معروف ہے۔ اور علی پور شریف کہلاتا ہے۔ حضورؒ کا اسمِ گرامی جماعت علی عرف حافظ جی، لقب امیر الملّت ہے۔ علی پور سیداں کے کہن سال ساکنین کا قول ہے کہ بعض بزرگ حضورؒ کی ولادت کی خبر دیتے رہے ہیں۔ حضور نجیب الطرفین و صحیح النسب سید ہیں اور سادات شیراز میں حضرت سید محمد مامونؒ المعروف بہ قطب شیرازی کی اولاد امجاد اور سلسلہ نسب کے لحاظ سے حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب زوج سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کی اڑتیسویں پُشت ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نسب نامہ

اعلیحضرت امیر الملت والدین سیدی ومولائی الحاج حافظ سید جماعت علی شاہ صاحبؒ قبلہ ابنِ حضرت سید کریم شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید منور علی شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید محمد حنیف شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید محمد عابد شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید امان اللہ شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید عبدالرحیم شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید محمد میر شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید علی شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید محمد نوروز شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید حسین شاہ صاحبؒ شیرازی ابنِ حضرت سید محی الدین شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت امیر احمد شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید امام الدین شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید علی شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید علاء الدین شاہ صاحبؒ ابن حضرت سید جلال الدین شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید منصور شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید نظام الدین شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید خلیل اللہ شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید شمس الدین شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید عبداللہ شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید نور اللہ شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید کمال الدین شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید اسد اللہ شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید فرد شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید عارف اللہ شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید ابراہیم شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید طاہر احمد شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید حسین شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید علی العارض شاہ صاحبؒ ابنِ حضرت سید محمد المامون شاہ صاحبؒ المعروف بہ قطب شیرازی ابنِ حضرت سیدنا امام جعفر صادق صاحب رضی اللہ عنہ ابنِ حضرت سیدنا امام باقر صاحبؓ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ابنِ حضرت سیدنا امام زین العابدین صاحب رضی اللہ عنہ ابنِ حضرت سیدنا امام حسین صاحب رضی اللہ عنہ ابنِ حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضٰے زوج حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضوان اللہ تعالےٰ علیہم۔

تعلیم و تربیت

حضورؒ کے حالات اور آثار خود ایک روشن مستقبل اور علوئے مرتبت کا پتہ دے رہے تھے۔ آپؒ نے قرآن شریف حضرت حافظ شہاب الدین صاحب کشمیری سے علی پور سیداں میں ۱۲۹۱ ہجری میں حفظ کیا۔ اور اس کے بعد ابتدائی کتب فارسی و عربی مولوی میاں عبدالرشید صاحب علی پوری اور مولانا مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب امرتسری سے پڑھیں اور بعد ازاں مولانا مولوی غلام قادر صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ سے جو مولوی عالم کے مدرس تھے، علم حاصل کیا اور مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی اور مولانا مولوی محمد مظہر صاحب مدرس اوّل مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے اکتسابِ علم کیا۔ کانپور میں مولانا مولوی محمد علی صاحب ناظمِ ندوہ سے بھی شرفِ تلمذ حاصل رہا۔ مولانا مولوی فاضلِ کل جناب احمد حسین صاحب کانپوری سے بھی علمی استفادہ فرمایا۔ آپؒ کی ایک خاص تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپؒ نے حضرت مولانا مولوی ادیب فاضل فیض الحسن صاحب استاد الکل سے بھی علم حاصل کیا ہے۔ غرضیکہ بڑے بڑے قابل و نامور اساتذۂ عصر سے کتب معقول و منقول تفسیر و فقہ و حدیث وغیرہ علومِ متداولہ میں کمالِ تام

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حاصل کرکے سندِ فضیلت حاصل کی۔ غالباً آپؒ کے دُوسرے حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں آپؒ کو سندِ حدیث ملی۔ خود حضور پُرنور اپنے ایک کرامت نامہ میں جو مدیر رسالہ انوار الصوفیہ[1] کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ رقمطراز ہیں کہ بفضلِ خدا یہاں کے عالم اکمل فاضلِ اجل مولنا مولوی صُوفی عبدالحق صاحب محدث سے حدیث شریف صحاح ستہ و موطا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نیز دلائل الخیرات وحزب الاعظم کی اجازت وسند فقیر کو مِل گئی ہے۔

ع بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

بیعت

حضور قبلہ عالم رُوحی فداہ نے جب تمام علومِ ظاہری کی منزلیں طے کرکے جملہ کتب معقول منقول فقہ و تفسیر و حدیث وغیرہم میں سندِ کمال حاصل کر چکے تو اب فیوضِ باطنی وحصولِ کمالات رُوحانی کی ضرورت تھی کیونکہ ایک عالی مرتبہ خانوادہ سعادت و سیادت اس مبارک عطیہ سے محروم نہیں رہ سکتا تھا گو آپؒ کا خاندانِ ذیشان ہادیٔ راہِ طریقت اور رہنمائے منزلِ شریعت تھا۔ پھر بھی آپؒ نے اپنا دستِ حق پرست بفحوائے "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" اعلحضرت قبلہ عالم امام الکاملین پیشوائے واصلین محبوبِ احد مقبولِ احمدؐ نُورِ نگاہِ فاروقی جناب فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ باباجی صاحب تیراہی نقشبندی کے دستِ مبارک میں دے دیا۔ اور

---

[1] انوار الصوفیہ، ماہ ذی قعد ۱۳۲۳ھ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بیعتِ طریقت سے مشرف ہوئے اور قلیل مدت اپنے پیر و مرشد کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہ کر خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور ملک کے طول و عرض میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت پر مامور ہوئے۔ حضرت باباجی صاحبؒ قبلہ اپنے تمام وابستگان سے زیادہ آپؒ پر شفقت فرماتے تھے اور بطورِ خاص آپؒ پر مہربان تھے۔ کیونکہ مرشدِ باخدا نے اپنے اس سعادت مند اور ہونہار مرید صادق کی خوبیوں اور بہترین صلاحیتوں کو پہلی ہی نگاہ میں بھانپ لیا تھا۔ اس مخصوص التفات یا خاص توجہ پر آپؒ کے ہم مشربوں اور ساتھیوں کو آپؒ پر رشک آنا ایک فطری بات تھی۔ باباجی قبلہ نے فرمایا، آج (حافظ جی) جماعت علی شاہ میری خدمت کرتا ہے کل دُنیا اس کی خدمت کرے گی۔ حضرت باباجی قبلہ کے بعض مقربین نے پوچھا کہ حضور "حافظ جی" پر خاص نظرِ عنایت کی کیا وجہ ہے۔ تو مرشدِ کامل نے فرمایا کہ "حافظ جی" اپنے ہمراہ شمع۔ بتّی۔ روغن دیا سلائی لایا ہے۔ میرا کام صرف یہ ہے کہ اسے رَوشن کردوں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا کہ حضورؒ میں پہلے ہی سے ارفع و اعلیٰ صلاحیتیں موجود تھیں اور پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری نے ان میں اور جِلا پیدا کر دی۔ حضور امیر الملت نے اپنے پیر و مرشد کی صحیح پیروی و اتباع کر کے وہ اعلیٰ ترین مدارج سلوک اور ارفع ترین مقامِ عزّت حاصل فرمایا۔ جو شاید و باید کسی اور کو نصیب ہوئے ہوں۔

عُمر شریف

آپؒ کی صحیح تاریخ ولادت کا پتہ نہ چل سکا۔ کہا جاتا ہے کہ آپؒ نے کبھی اپنی تاریخِ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ولادت نہیں بتلائی۔ بعضوں نے آپؒ کا سنِ ولادت ۱۸۴۵ء لکھا ہے، جس کی رُو سے آپؒ کی عمر شریف بوقتِ وصال ۱۰۶ سال ہوتی ہے۔ مگر آپؒ نے ۱۹۴۹ء میں روانگیٔ حج کے موقع پر جبکہ اس سفرِ مبارک میں آپؒ کے ہمرکاب میں خود بھی تھا پاسپورٹ میں آپؒ نے عمر شریف ۱۰۸ سال لکھوائی تھی۔ اس حساب سے بوقت وصال آپؒ کی عمر ۱۱۰ سال تھی اور سالِ ولادت ۱۸۴۱ء ہونا چاہیئے۔ رسالہ انوار الصوفیہ اور رسالہ لمعات الصوفیہ والوں نے آپؒ کی عمر شریف ۱۲۰ سال لکھی ہے۔ لیکن بارہا آپؒ سے سُنا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں غدر دہلی ہوا۔ آپؒ نے ان دنوں ہوش سنبھالا تھا اور امرتسر میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس لحاظ سے بھی آپؒ کی عمر شریف ۱۱۰ سال ہوئی اور سالِ ولادت ۱۸۴۱ء۔ اس طرح رحلتِ اقدس کے وقت بحساب سالِ شمسی آپؒ کی عمر ۱۱۰ سال اور بحساب سال قمری ۱۱۴ سال تھی۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

حُلیہ مُبارک

آپؒ کا رنگ سفید گور انُورانی۔ قد درمیانہ۔ جسم بہت ہی دُبلا تھا حتّٰی کہ عمر شریف کے آخری حصّہ میں صرف ہڈی اور چمڑا باقی رہ گیا تھا۔ گوشت بالکل برائے نام تھا۔ آنکھیں نیلگوں ریش مبارک قدرتی طور پر ایک مشت تھی اور حنا شدہ رہتی۔ دانت سفید چمکدار تھے۔ وصال مبارک سے تین سال قبل تک تمام دانت سالم رہے۔ پشت مبارک پر بانس کی ہڈی اور شانوں کے درمیان خوب اُبھری ہوئی تھی گویا بتلاتی تھی کہ آپؒ تاجدارِ مہرِ نبوّت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقیقی وارث ہیں۔ عمُر کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آخری دو سالوں میں آپؒ کی بینائی قدرے کمزور ہو گئی تھی اور سامنے کے چار دانت یکے بعد دیگرے گر گئے تھے۔ آپؒ ہمیشہ عصا استعمال فرماتے تھے۔ آپؒ کے ہاتھوں کی اُنگلیاں لمبی لمبی نرم و نازک اور پیشانی مبارک کشادہ۔ سینہ فراخ ضعفِ پیری کے باوجود بصارت و سماعت میں کچھ فرق نہیں آیا تھا۔ آپؒ کا چہرہ پُر نور تھا۔ ہر شخص بلا لحاظ مذہب و ملت آپؒ کی نُورانیت سے متاثر ہوتا۔ اور آپؒ کی قدر و منزلت عزت و تکریم کرتا اور اپنے عقیدت کے گوہر لُٹاتا۔ بہت سے ہندوؤں اور سکھوں سے جو ذی اثر اور تعلیم یافتہ تھے، میں نے خود سُنا ہے وُہ کہتے تھے کہ آپؒ کے چہرے کی ملاحت اور نُور اس بات کا ثبوت ہے کہ آپؒ ولی باخدا ہیں۔

لباس

آپؒ کو سفید لباس عموماً پسند تھا۔ بڑا سفید عمامہ ململ کا زیبِ سر فرماتے۔ چکن کا کُھلے گلے کا لمبا کرتا۔ لٹھے کی سفید شلوار پہنتے تھے۔ پاپوش مبارک پوٹھوہاری ہوتی اور دھاری دار برمیانی استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ دھاری دار چادر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پسند فرما کر استعمال کی تھی۔ سردیوں میں گرم چغہ پہنتے تھے۔ جمعہ کو ہمیشہ کپڑوں میں عطر لگایا کرتے۔ دیسی عطر صندل آپؒ کو مرغوب تھا۔ آپؒ نے کبھی بھی سبز رنگ کا تہمد نہیں باندھا بلکہ دوسروں کو بھی کمر کے نیچے سبز رنگ کا کپڑا استعمال کرنے سے منع فرماتے کیونکہ آپؒ سبز رنگ کا ہمیشہ احترام فرماتے کہ یہ گنبدِ خضرا کا رنگ ہے۔ اسی طرح سبز رنگ کے جائے نماز پر بھی نماز پڑھنا آپؒ کے نزدیک بے ادبی میں داخل تھا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

غذا

آپؒ کھانا وہی نوش فرماتے جو وطن میں آپؒ کے حرمِ اقدس سے پک کر آتا اور سفر میں آپؒ کا خادمِ خاص حاجی محمد بُوٹا مرحوم و مغفور بحالتِ وضو پکاتا۔ اگر آپؒ کسی کی دعوت قبول فرماتے تو میزبان کے گھر خود اپنے اسی خادمِ خاص کو بھیج دیا کرتے کہ جو کچھ میزبان دے مثلاً آٹا۔ چاول۔ گھی وغیرہ لے کر آپؒ کی روٹی اور سالن تیار کرے۔ یہ احتیاط اس لیے ملحوظِ خاطر ہوتی کہ کہیں کوئی چیز بے وُضو شخص کے ہاتھوں سے نہ پکی ہو۔ اور نہ کوئی مشتبہ و مشکوک چیز استعمال میں آجائے۔ بازاری گوشت سے سخت پرہیز تھا اور اس لیے کہ ذبح کرنے والا نہ معلوم بے نماز۔ بے وضو یا بد عقیدہ شخص ہو۔ اس وجہ سے آپؒ بازاری گوشت استعمال نہ فرماتے۔ آپؒ اکثر مُرغ کا گوشت استعمال فرماتے جسے آپؒ کا خادمِ خاص حاجی محمد بُوٹا مرحوم ذبح کرتا۔ آپؒ کے دسترخوان پر گوناگوں نعمتیں موجُود ہونے کے باوجود آپؒ بُہت کم کھایا کرتے۔ سادہ روٹی جو بغیر گھی کے نرم پکی ہُوئی ہو یعنی پُھلکا اور چاول قدرے شوربہ کے ساتھ استعمال فرماتے اور جس قدر چیزیں دسترخوان پر ہوتیں آپؒ انہیں صرف چکھ کر دوسرں کی جانب بڑھا دیا کرتے اور سب حاضرین دسترخوان تک پہنچانے کی تاکید فرماتے۔ شہد، سرکہ، گھیا کدو باتباعِ سنّت آپؒ کو بُہت مرغوب تھے۔ گجریلا (گاجر، چینی۔ دُودھ چاول کا مرکب) آپؒ کو بُہت پسند تھا۔ اس میں مدینہ منورہ کی خشک کردہ گاجریں شامل کی جاتی تھیں۔ کھانے کے آخر میں کھیرا، ککڑی۔ مُولی اگر موجود ہو تو ضرور چکھتے۔ میوہ جات میں کھجور (اگر مدینہ منورہ کی ہوں) گنڈیریاں (گنے کی) آم۔ خربوزہ۔ پپیتا بُہت پسند تھے۔ گنا آخری عمر تک

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اپنے دندان مبارک سے خود چھیل لیتے تھے۔ مدینہ منورہ کی کھجوریں جو آپ نوش فرماتے یا دوسروں کو تحفتہً عنایت فرماتے ان کی گٹھلیاں پاک زمین میں دفن کرنے کی تاکید فرماتے کہ دیارِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا متبرک تحفہ ہے۔ اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ ناپاک جگہوں پر نہ پڑیں اور نہ پیروں میں روندی جائیں۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد آخر میں نمک چکھتے۔ کھانے کے بعد ہمیشہ شکرِ نعمت ادا کرتے اور دعا فرماتے۔ کھانا کھاتے وقت دایاں پاؤں گھٹنے سے موڑا ہوا کھڑا رکھتے اور بایاں زمین پر رکھتے اور دوسروں کو بھی اسی طرح بیٹھنے کی تاکید فرماتے کہ یہ سنت ہے۔ دسترخوان آپؒ کا نہایت وسیع ہوتا تھا۔ آپؒ کی غذا تو صرف سادہ روٹی خشک پھلکا۔ خشک سادہ چاول اور تھوڑا سا سالن تھی یا جو بھی حلال وطیب دسترخوان پر میسر آجائے آپؒ اس کے چند لقمے تناول فرما لیتے تھے مگر مہمانوں کو پرتکلف کھانا کھلاتے تھے۔ ایک مرتبہ تجویز پیش ہوئی کہ سالانہ عرس شریف کے موقع پر جس طرح دوسرے درباروں پر لنگر میں دال روٹی تقسیم ہوتی ہے اسی طرح سے یہاں پر بھی ہو۔ پلاؤ زردہ نہ ہوا کرے۔ تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بوڑھا آدمی ڈیرہ غازیخاں کے ضلع سے ہر سال آیا کرتا ہے وہ مجھ سے کہا کرتا ہے کہ میں تو سال بھر کے بعد یہاں آکر ہی لنگر سے زردہ پلاؤ کھاتا ہوں۔ بھائی اگر زردہ پلاؤ بند کر دیا تو وہ مجھے آکر کیا کہے گا۔ اس لیے ضرور ضرور زردہ پلاؤ ہی دیا جائے۔

بچپن

آپؒ مقدس سرزمین علی پور پر مایہ صد ناز شہبازِ طریقت واقفِ اسرارِ حقیقت، مخزنِ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

فیض و برکت شہنشاہِ ولایت اعلٰحضرت پیر سیّد کریم شاہ صاحبؒ کے گھر ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپؒ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ بچپن ہی سے متقی و پرہیز گار تھے۔ ہونہاری اور مجدّدانہ بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔ آپؒ کی طبیعت خصوصیت کے ساتھ دیگر بچّوں سے مختلف تھی۔ کھیل کُود اور لہو بازی سے ایسے مادر زاد اولیاء اللہ کو بچپن ہی سے نفرت ہوتی ہے۔ آپؒ بچپن ہی سے نہایت حیادار تھے۔ محلّے سے جب گزرتے تو آپؒ کی اس حیاداری کے باعث محلّے کی عورتیں کہا کرتیں کہ ہمارے محلّے میں ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جو چہرہ پر نقاب لے کر چلتی ہے۔ آپؒ کے دل میں عشقِ الٰہی کا دریا موجزن تھا۔ موج میں آتے تو دہکتے ہوئے انگاروں کو پھولوں کی طرح ہاتھوں میں اُٹھا لیتے تھے۔ آپؒ کو عام بچّوں کی طرح کھیل کُود سے شغف نہ تھا۔ عموماً الگ تھلگ رہتے لیکن جب کبھی ہم عمر بچّوں کے ساتھ بیٹھنے کا اتفاق ہوتا ان کو اللہ کے ذکر میں محو کر دیتے اور ذکر و اذکار سے شغف رکھتے۔ اپنے ساتھیوں کو مسجد کی چھت پر لے جاتے اور وہاں پر بڑے ذوق شوق سے ذکر و شغل میں مصروف رہتے۔ شروع شروع میں تو آپؒ کے والدِ محترم حضرت سیّد کریم شاہ صاحب قبلہ کو آپؒ کی درویشانہ زندگی اور حد درجہ سخاوت و ایثار سے کچھ کوفت ہُوئی۔ مگر جب یہ غیبی بشارت ملی کہ تمہارا فرزندِ ارجمند آفتاب کی طرح چرخِ ولایت پر درخشاں ہوگا ایک صاحبِ کشف درویش نے بھی آپؒ کے والدِ محترم کو بشارت دی تھی کہ یہ لڑکا اپنے وقت کا بہت بڑا بزرگ ہوگا۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ بچپن ہی میں آپؒ کی پیشانی سے نورِ ولایت ظاہر ہوتا تھا۔ سخاوت آپؒ کی جبلت میں تھی آپؒ کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ وغیرہ جو کچھ آپؒ کو خرچ کرنے کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

رلیے دیتے آپؒ اسے غریبوں فقیروں میں تقسیم کر دیتے اور کسی سائل کو محروم نہ کرتے۔ اللہ تعالے نے آپؒ کو صغر سنی ہی میں باطنی فیوض سے سرفراز فرما دیا تھا۔ مجھے ایک دن میری والدہ ماجدہ حضرت محترمہ بوجی صاحبہ قبلہ رابعہ ثانی رحمۃ اللہ علیہا نے اپنی دادی صاحبہ قبلہ سے سُنا ہُوا یہ واقعہ سُنایا کہ جب آپؒ پیدا ہوئے تو وہ ناڑو کاٹنے کے رلیے چاقو اور ماہل کا دھاگا تلاش کر رہی تھیں جو کسی ہمسایہ کے گھر سے لیا گیا تھا۔ اور جب آپؒ بڑے ہوئے تو اپنی دادی صاحبہ سے کہا کہ اماں جی جب میں پیدا ہُوا تھا تو آپ چاقو اور ماہل کا دھاگا تلاش کر رہے تھے وہ تو اس وقت میری نظروں کے سامنے کوٹھی کے نیچے پڑا ہُوا تھا۔ اور میں دیکھ رہا تھا۔ میں آپ کو اسی وقت بتلانا چاہتا تھا مگر ایک غیبی ہاتھ نے میرا منہ بند کر دیا تھا۔ اس رلیے میں خاموش ہو گیا۔

بالائے سرش زہوش مندی می تافت ستارۂ بلندی

عقدِ مسعود اور اولادِ امجاد

حضورؒ کا عقدِ مسعود آپؒ کے حقیقی ماموں حضرت سید مؤکل شاہ صاحبؒ کی دخترِ نیک اختر سے ہُوا تھا جو تمام صفاتِ عالیہ سے متصف اور نسوانی خوبیوں کی حامل تھیں۔ آپؒ کے بطن مبارک سے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تولد ہوئیں۔ جن کے اسمائے گرامی بقیدِ سنِ ولادت درج ذیل ہیں :-

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

۱۔ حضرت جامع الفضائل علامہ فہامہ فقیہہ اعظم مفتی دوراں ہادئ زماں سراج الملت مولانا الحاج حافظ حکیم پیر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ محدث سجادہ نشین اولیٰ رحمۃ اللہ علیہ۔

سنِ ولادت ۱۳۰۲ھ۔

۲۔ حضرت مخدومِ ملت مولانا الحاج حافظ پیر سید خادم حسین شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

سنِ ولادت ۱۳۰۷ھ۔

۳۔ حضرتِ مکرمہ رابعہ عصر بوجی صاحبہ قبلہؒ۔ سنِ ولادت ۱۳۱۲ھ۔

۴۔ حضرت شمس الملت سراجِ ہدایت خضرِ راہِ طریقت مولانا الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی، سجادہ نشین ثانی۔ آپ کا سنِ ولادت بموجب اسمِ تاریخی "اعظم شاہ" ۱۳۱۷ھ ہے۔

منصبِ خلافت

تحصیلِ علم کے بعد آپؒ اپنے وطنِ مالوف یعنی علی پور سیداں میں قیام فرما تھے اسی زمانے میں اعلحضرت امام الکاملین بابا فقیر محمد صاحب قبلہ چوراہیؒ چک قریشیاں متصل علی پور سیداں میں مکان حضرت مولانا غلام نبی صاحبؒ پر تشریف فرما ہوئے تو حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ مولانا موصوف کی معیت میں حضرت باباجی صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہلی بار حاضر ہوئے۔ اور بعیت سے مشرف ہوئے۔ حضرت باباجی قبلہؒ حضورؒ پر اسی وقت سے نہایت مہربان

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہو گئے اور آپؒ کو ایک ہفتہ کے اندر خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر اجازت اشاعتِ سلسلۂ نقشبندیہ عطا فرما دی۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر حضرت ممدوحؒ کے دیگر متوسلین نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی خدمت میں برسوں سے کئی خدام حاضر ہیں اور حتی الامکان ریاضت و مجاہدہ بھی کرتے ہیں۔ مگر آپ کی نظرِ مبارک جس قدر حافظ سیّد جماعت علی شاہ صاحب پر ملتفت ہے ویسی اوروں پر نہیں۔ آپؒ نے ان کو ایک ہفتہ کے اندر صاحبِ ارشاد بنا دیا۔ اس پر حضرت ممدوحؒ نے جواب دیا جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا کہ فقیر کے پاس خُدا کا دیا سب کچھ ہے۔ مگر ہر ایک کی قسمت جُدا مقدر جُدا۔ حافظ جماعت علی شاہ کے پاس چراغ بھی تھا۔ تیل بھی تھا۔ بتی بھی تھی اور دیا سلائی بھی۔ میں نے تو صرف سُلگانے کی محنت کی ہے۔ خدا نے ان کو روشن چراغ بنا دیا۔ مرشدِ کامل کی نظر میں مُریدِ صادق کی جو وقعت تھی اس کا اندازہ ذیل کے چند واقعات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت باباجی قبلہؒ اپنے ارادت مند مستری غلام محمد صاحب کی دعوت پر ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دورانِ گفتگو مستری صاحب نے عرض کی کہ حضرت کبھی اپنے صاحبزادہ صاحب کو بھی امرتسر بھیجئے تو آپؒ نے جواب دیا کہ تمہیں "شاہ صاحب" کو دے دیا ہے۔ اسی کو خوش کرو۔ اگر وہ خوش ہے تو میں بھی خوش اگر وہ ناراض ہوا تو میں بھی ناراض۔

ایک دفعہ موضع ٹھٹیہ ضلع سیالکوٹ کے ارادت مندوں نے حضرت باباجی قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک گاؤں میں چلنے کی درخواست کی۔ آپؒ نے عذر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھ کو دیکھنا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہو تو "شاہ صاحب" کو دیکھو۔

ایک دفعہ جامع مسجد عبد الحکیم واقع شہر سیالکوٹ میں حضورؒ قبلہ عالم حضرت باباجی قبلہؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ وہیں کرم دین صاحب وزیر آبادی بھی آ گئے۔ اس موقع پر حافظ مہر دین صاحب نے بطور تفنن کہا کہ شاہ صاحب اٹھو اور کھڑے ہو جاؤ۔ اس پر حضورؒ نے جواب دیا کہ یہ تو حافظ بھی ہیں فقیر تو حضرت باباجی صاحب کے سب خادموں کا خادم ہے۔ یہ معقول جواب سن کر حضرت باباجی قبلہؒ نہایت محظوظ ہوئے اور دعا فرمائی کہ خدا تیرا ثانی و نظیر نہ کرے۔ اور فرمایا کہ شرفاء و اہلِ خرد کا یہی جواب بہتر ہے۔

اعلیٰحضرتؒ کی حجاز اور اہلِ حجاز سے محبّت

حضورؒ کو ساری دُنیا میں سب سے زیادہ محبت خطّۂ حجاز سے تھی۔ اور اسی بناء پر اہلِ حجاز کی محبت آپؒ کے قلبِ مبارک میں موجزن رہتی تھی۔ اُن کا درد گویا آپؒ کے دل میں کوٹ کوٹ کر سمو دیا گیا تھا۔ ان کی ذرا سی تکلیف پر بے چین ہو جانا آپؒ کا معمول بن چکا تھا۔ آپؒ ان کے آرام کو ہمیشہ اپنے آرام پر مقدم خیال فرماتے اور حکومتِ برطانیہ کو اس کی اسلام دشمن پالیسی پر مطعون فرماتے رہتے۔ چنانچہ آپؒ نے انگریزوں کو مخاطب کر کے عربوں سے اپنے تعلق خاطر کا اظہار مارچ ۱۹۲۱ء میں خلافت کانفرنس منعقدہ لائل پور کے مطبوعہ خطبۂ صدارت میں یوں فرمایا۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ تمام دُنیا کے مسلمان ہمارے بھائی ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہمارے بھائیوں پر شدائد ڈھائے جارہے ہیں۔ ان پر جو ظلم توڑے گئے ان کی داستانیں سُن سُن کر ہمارا دل تڑپتا ہے ہمیں رنج ہوتا ہے۔ حکومتِ برطانیہ نے عربوں سے کیا سلوک کیا۔ ہمارے بھائیوں کے سینکڑوں کیا ہزاروں خاندان بوجہ گرانی بھوکوں مر رہے ہیں۔ تُف ہے ہماری زندگی پر کہ ہمارے بھائی بھوکوں مریں اور ہم مزے کی زندگی بسر کریں۔ لذیذ اور مرغن کھانے کھائیں وغیرہ۔

آپؒ کو عربوں سے لسانی ہمدردی ہی نہ تھی۔ بلکہ عملی طور پر ان کی خدمت و امداد کے لیے ہر وقت تیار رہتے۔ حجاج کے ذریعہ لاکھوں روپیہ ہر سال روانہ فرماتے یا خود ساتھ لے جاکر تقسیم کرآتے۔ اس کے علاوہ حجاز کی تمام تحریکات سے آپؒ کو گہری دلچسپی تھی۔

حجاز ریلوے کا قیام

چنانچہ جب خلافتِ ترکیہ کے زمانے میں حرمین شریفین کی آمد و رفت میں سہولت کی غرض سے حجاز ریلوے کے قیام کی تحریک سنہ ۱۹۱۰ء میں شروع ہوئی تو آپؒ نے اس تحریک کا گرم جوشی سے خیر مقدم فرمایا۔ اور نہایت فیاضی سے مالی امداد روانہ فرمائی۔ آپؒ کی اس خدمتِ جلیلہ کے اعتراف کے طور پر سلطانِ ترکی خلیفہ اسلام اعلیٰ حضرت غازی عبدالحمید خان نے ترکی کا سب سے بڑا اعزاز پانچ طلائی تمغہ جات اور عمدۃ الاماثل و الافاضل سنوسی الہند کے عظیم الشان خطابات معہ چھ اسناد بہ دستخط خاص آپؒ کی خدمت میں روانہ کیے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سفرِ حجاز و حج

آپؒ نے پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۱۰ھ (۱۸۹۳ء) میں قصدِ حجاز فرمایا اور اسی سال مکہ معظمہ کی حاضری اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس موقع پر آپؒ کو حرم کعبہ شریف میں وعظ سُنانے کی خدمت باسعادت تفویض کی گئی۔ اور دوسری دفعہ سنہ ۱۳۲۳ھ (۱۹۰۵ء) میں تشریف لے گئے اور تیسری بار سنہ ۱۳۲۸ھ (۱۹۱۰ء) میں۔ اس کے بعد آپؒ تقریباً ہر سال اس مُبارک سفر پر تشریف لے جاتے رہے لیکن سنہ ۱۳۴۳ھ (۱۹۲۴ء) میں حجاز پر سُلطان ابنِ سعُود کی حکومت قائم ہوئی تو آپؒ نے سفرِ حج ملتوی فرما دیا اور چند سال توقف فرمایا۔ پھر سعودی حکومت میں پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء) میں تشریف لے گئے۔ پھر سنہ ۱۳۵۰ھ (۱۳۹۲ء) میں۔ اسی طرح سنہ ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۶ء) تک تقریباً ہر سال تشریف لے جاتے رہے۔ مگر سنہ ۴۶ء میں خرابی صحت اور نقاہت کے باعث کراچی سے مراجعت فرمائے وطن ہوئے۔ اور پھر بحالیٔ صحت کے بعد سنہ ۱۳۶۹ھ (۱۹۴۹ء) میں آخری مرتبہ تشریف لے گئے۔ آپؒ نے کثرت سے حج فرمائے لیکن صحیح تعداد کا سوائے خُدا و رسولؐ کے کسی کو علم نہیں۔ کیونکہ آپؒ نے کبھی نہیں بتایا۔ جب بھی کسی نے آپؒ سے پُوچھا تو آپؒ نے جواب دیا کہ خدا مجھے لے جاتا رہا، اور میں جاتا رہا۔ ورنہ مجھ میں اتنی طاقت کہاں۔ کبھی فرماتے کہ حج گِنوانے کے لیے نہیں کیے۔ الغرض آپؒ اس معاملہ میں نہایت انکسار سے کام لے کر اخفائے راز فرماتے تھے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بے مثال مذہبی خدمات

یوں تو دینِ برحق کی سربلندی اور بے دریغ خدمت، خاصانِ خدا اور اولیائے کرام ہی کا منصب رہا ہے لیکن اس دورِ پُرفتن میں بطورِ خاص آپؒ جس انہماک و شغف سے لادینی قوتوں اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف عمر بھر مصروفِ پیکار رہے تاریخِ اسلام میں اس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ چنانچہ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں دین کا کوئی کام نہ کروں ایک لقمہ کھانا حرام سمجھتا ہوں۔ آپؒ نے زندگی کی ہر ساعت میں دین کی خدمت انجام دی اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا اہم ترین فرض بجالاتے رہے۔ اس مقصد کے لیے دُور دراز مقامات کا سفر بھی کرنا پڑتا تو بلا تامل آمادہ ہو جاتے اور بمصارف ذاتی سفر فرما کر ملّتِ بیضا کی سربلندی عزت و وقار کا پرچم لہراتے۔ آپؒ عقیدۃً راسخ الاعتقاد اہل سنّت و الجماعت اور صحیح العمل حنفی المذہب تھے۔ بدیں وجہ جب کبھی کسی گروہ کی طرف سے اہلِ سنّت پر حملہ یا زیادتی ہوتی تو آپؒ عزمِ محکم کے ساتھ میدانِ عمل میں نکل آتے اور جب تک اس کا پوری طرح سدِ باب نہ ہو جاتا اطمینان کا سانس نہ لیتے۔ چنانچہ وہابی۔ دیوبندی۔ مرزائی اور شیعہ عقائد کے علماء و اکابرین سے آپؒ نے متعدد بار مباحثہ و مناظرہ کر کے اُن کو قائل و تائب کیا۔ انہیں حنفی عقائد کا پابند بنایا۔ آپؒ نے ایک تقریر میں اپنے عقیدہ کا واشگاف الفاظ میں یوں ذکر فرمایا کہ میں کابل سے واپس آیا تو مشرقی[1] میرے پاس آیا۔ ابھی اُس نے تحریک[2] شروع

---

[1] عنایت اللہ خاں [2] خاکسار تحریک۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نہیں کی تھی۔ کہنے لگا فرقہ بندی اچھی نہیں۔ آل مسلم کہلانا چاہیئے۔ میں نے کہا، ایک شخص کا نام کچھ تھا۔ اس سے کسی نے پوچھا تمہارے باپ کا نام کیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ اس نے کہا یہ تو میں جانتا ہوں کہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، تم اپنے باپ کا نام بتاؤ۔ وہ کہنے لگا، زیادہ باتیں نہیں کیا کرتے۔ ایک آدمی پاس تھا۔ اس نے کہا یہ بتائے کیا ۔ یہ تو مجہول الاصل ہے۔ اپنے باپ کا نام بتائے تو کیا بتائے۔ پس جس کا باپ نہیں ہے وہ تو بنے حضرت آدمؑ کا بیٹا۔ ہم حنفی ہیں۔ ہزار بار کہیں گے ہم حنفی ہیں۔ اور فرقہ ہائے باطلہ کے افراد سے میل جول رکھنے کی ممانعت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ فرقہ ہائے باطلہ جو بنتے ہیں۔ ان میں قصور کس کا ہوتا ہے۔ بانیوں کا اتنا قصور نہیں ہوتا جتنا ان کے پاس جانے والوں کا ہوتا ہے۔ لوگ اپنا ایمان نہ چھوڑیں نہ ان کی طرف جائیں۔ (مثال) لاہور کے ٹبی بازار میں دو شخص جا رہے تھے۔ ایک نے کہا یہ فرقہ (بازاری عورتیں) بہت بے حیا ہے۔ دوسرے نے کہا ایک گروہ اس سے بھی بے حیا ہے۔ اس نے کہا، کونسا؟ وہ کہنے لگا، جو ان کے پاس آتے ہیں وہ ان سے زیادہ بے حیا ہیں۔ یہ کسی کو گھر سے لینے تو نہیں جاتیں۔ مرزا قادیانی اور مشرقی کسی کو گھر سے بلانے تو نہیں گئے تھے۔ لوگ کیوں ان کے پاس جاتے ہیں۔

تاریخ[1] کا مطالعہ کرو تو معلوم ہو گا کہ آج سے ستر سال پیشتر ایک فرد بھی وہابی نہیں تھا۔ اور تمام ملکوں میں مسلمان حنفی اہلِ سنّت والجماعت ہی تھے۔ آج سے چالیس سال پیشتر

---

[1] مطبوعہ خطبۂ صدارت آل انڈیا سُنّی کانفرنس منعقدہ مراد آباد ۱۹۲۵ء ۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہندوستان میں کوئی مرزائی نہ تھا۔ تمام حنفی اہلِ سنت والجماعت ہی تھے۔ آج سے بیس سال پہلے تمام دُنیا میں کوئی چکڑالوی نہ تھا۔ یہ تمام مذاہب فقیر کے سامنے ہندوستان میں پیدا ہوئے اور جس قدر ان کے پیرو ہیں ان کو فقیر تو یہ کہے گا کہ بذریعہ ڈاکہ زنی و راہزنی ہم سے چُرا لیے گئے ہیں اور اب وہ ہم سے سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں اور شب و روز دُعا مانگتے ہیں کہ جتنے کافر دُنیا میں آباد ہیں۔ خدا کرے کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ اور غلامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کر کے محبوبِ خدا بن جائیں اور اسی طرح ہر دو جہاں میں سرخروی حاصل کریں اور بخدا ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تمام کے تمام مرزائی۔ خارجی۔ وہابی بابی۔ وغیرہ وغیرہ سب اپنے عقائدِ باطلہ سے تائب ہو کر صحیح اسلامی پُرانے عقائد کی طرف رجوع کریں۔ اور ہمارے ساتھ مل کر اہلِ سنت والجماعت کے سوادِ اعظم بن جائیں۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۔ کوئی شخص اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اہلِ سنت والجماعت کے کسی شخص نے کسی کو کہا ہو کہ وہ ہم میں سے نکل جائے اور وہابی۔ مرزائی وغیرہ بن جائے۔ حاشا وکلّا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔

ایک صریح بہتان کی تردید

ہم پر تنگ خیال اور تنگ نظر ہونے اور اسلام کے دائرہ کو تنگ کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جو صریح بہتان ہے۔ غور طلب سوال یہ ہے کہ بے اتفاقی اور مخالفت کرنے والے ہم

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اہلِ سنّت والجماعت ہیں یا وہ جنہوں نے نئے نئے مذہب اختیار کیے اور جادۂ مستقیم اور سنّتِ نبویؐ سے پھسل گئے۔ ہم ان کو دل و جان سے اپنے ساتھ ملانے کے لیے تیار ہیں۔ چشمِ ماروشن دلِ ماشاد۔ فقیر کی دلی بات یہ ہے کہ فقیر کو غیر مسلمانوں کو مسلمان بنانے سے اس قدر خوشی حاصل نہیں ہوتی جس قدر وہابیوں۔ مرزائیوں۔ چکڑالیوں وغیرہ کو راہِ راست پر لانے اور صحیح العقیدہ مسلمان بنانے سے ہوتی ہے۔

مُسلم لیگ

یہی ایک اسلامی جماعت ہے۔ مسلمانو، سب اس میں شامل ہو جاؤ۔ اگر اس میں شامل نہ ہوگے تو اور کونسی جماعت ہے جو مسلمانوں کی ہمدرد ہو سکتی ہے۔ کانگرس سے اس بات کی توقع کرنا کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرے گی۔ فضول ہے۔ چنانچہ آپؒ نے ۲۳ مارچ ۴۷ء کو ایک تار کے ذریعہ حضرت قائدِ اعظمؒ کو اپنی تائید کا یوں یقین دلایا تھا کہ فقیر بمعہ نو کروڑ جمیع اہلِ اسلام ہند دل و جان سے آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہے۔ اور آپ کی ترقی مدارج کے لیے دعا کرتا ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مرزا صاحب کو دعوتِ حق

بنیادی عقائد کے اختلاف کی بناء پر حضورؒ نے تحریکِ مرزائیت کی سرگرمی سے مدافعت فرمائی۔ جس کی روداد بالتفصیل انجمن خدام الصوفیہ ہند نے بحوالہ ضمیمہ اخبار البدر ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء اپنی رپورٹ مرتبہ ۱۹۲۳ء میں شائع کی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو مرزا غلام احمد صاحب سیالکوٹ میں اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے اپنے حواریوں کے ساتھ آئے۔ ان دنوں یہاں مرزائیت کا بڑا زور تھا۔ اور ڈپٹی کمشنر کا سپرنٹنڈنٹ بھی مرزائی تھا۔ اور مرزا صاحب کو اپنے مقصد میں کامیابی کی قوی امید بھی تھی۔ اس لیے حضورؒ نے شہر سیالکوٹ تشریف لا کر تین ہفتے قیام فرما رہے اور روزانہ شہر کے مختلف حصوں میں مجالسِ وعظ منعقد کر کے مرزائیت کی خوب تردید فرمائی۔ جس سے عام مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ اور بالآخر تحریک ناکام ہو گئی۔ اسی طرح ماہ مئی ۱۹۰۸ء میں جبکہ مرزا صاحب لاہور میں اپنی جماعتِ خاص کے ساتھ اشاعت و تبلیغ مذہب کے لیے آئے تو آپؒ بنفسِ نفیس اُمّتِ مُسلمہ کے ایمان کو تزلزل اور ارتداد سے بچانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اور موچی دروازہ کے باہر مرزا صاحب کی قیامگاہ کے سامنے کئی روز تک مجالسِ وعظ منعقد کر کے معتقداتِ مرزائیت کی تردید فرمائی اور مرزا صاحب کو مقابل آ کر اپنی صداقت کا ثبوت بیان کرنے کی دعوت دی اور پانچ ہزار روپے انعام دینے کا اعلان بھی فرمایا۔ لیکن وہ مقابلہ کے لیے نہ آئے۔ پھر آپؒ نے ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو بروز جمعہ بادشاہی مسجد

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

لاہور میں وعظ کے دوران فرمایا کہ مرزا صاحب تو حضرت امام حسینؓ پر اپنی فوقیت جتلاتے ہیں۔ لیکن میں امام صاحبؓ کا غلام ہوں وہ تو انعام کا اعلان کرنے پر بھی مقابلہ کے لیے نہ آئے۔ لہٰذا آپ سب دیکھ لیں گے کہ وہ جلد ہی ذلیل و خوار ہو کر اس دُنیا سے جائیں گے۔

پیشگوئی : اور پھر ۲۵، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی درمیانی رات کو بوقت ۱۰ بجے بدوران وعظ فرمایا کہ میں پیشگوئیاں نہیں کیا کرتا۔ ایک[1] دفعہ آ گے کی تھی اور آج پھر کہتا ہوں کہ میں مرزا کے مقابلہ کے لیے تیار ہوں۔ زبانی اور روحانی طور پر۔ اگر اس میں کوئی رُوحانیت ہے تو وہ سامنے آئے اور اس کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ لیکن مسلمانو، یاد رکھو وہ میرے مقابلہ پر نہ آ سکے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزا صاحب اسی رات بیمار ہو کر صبح ۱۰ بج کر ۱۰ منٹ پر راہی ملکِ عدم ہوئے۔

ریاست میسُور کا تبلیغی دورہ

حضور قبلہ عالمؒ کو دینِ متین کی سربلندی اور اسلام کی اشاعت و تحفّظ کی نہایت جستجو تھی۔ اس مقصد کے لیے آپؒ نے شمالی ہند میں کثرت سے دَورے فرمائے۔ لیکن جنوبی ہند کی فِکر بھی آپؒ کے دامنگیر تھی۔ اس لیے آپؒ نے میسُور میں اوّلاً اپنے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مولوی خیر شاہ صاحبؒ امرتسری کو روانہ فرمایا۔ وہ علاقہ مدراس اور میسُور کے اکثر مقامات میں تبلیغ دین کی خدمت کامیابی سے سرانجام دیتے رہے۔ اس سلسلے میں آپؒ نے پہلی بار ۲۰، جون ۱۹۰۷ء کو میسُور میں قدم رنجہ فرمایا۔ آپؒ ۹، جون ۱۹۰۷ء کو علی پور شریف سے روانہ ہوئے اور راستہ

---

[1] مرزا صاحب کے حواری عبدالکریم کی موت آپؒ کی پیش گوئی کے مطابق ہوئی تھی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

میں لاہور، قصور۔ دہلی۔ بھوپال۔ بمبئی۔ پونا وغیرہ سے ہوتے ہوئے ۲۰ جون کو نیلگری پہنچے۔ جو دکن کا ایک صحت بخش پہاڑی مقام ہے۔ یہاں کے مسلمانوں نے آپؒ کا اخلاص مندانہ پُرتپاک شاندار استقبال کیا۔ یہاں دیگر حضرات کے علاوہ چند میمن تاجر آپؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے۔ جن میں خان بہادر عبدالرحمٰن سیٹھ۔ صدّیق سیٹھ۔ قاسم سیٹھ اور عبدالستّار سیٹھ صاحبان کے نام شامل ہیں۔ ان رؤسا نے دل کھول کر میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ اور بہتوں کو آپؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونے کا موقع بہم پہنچایا۔ وہاں سے حضورؒ کونور تشریف لے گئے اور عبدالستار سیٹھ صاحب کے مہمان رہے۔ اور تین دن تک قیام فرمایا۔ یہاں صدہا عقیدتمندوں نے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ یہاں سے مدراس اور حیدر آباد دکن کا قصد فرمایا۔ راستہ میں صرف ایک دن بنگلور میں قیام فرمایا اور خواجہ غلام نبی۔ صدرالدین صاحبان کے مہمان رہے۔ دوسرے دن روانہ ہونے والے تھے کہ میسور سے فقیر محمد سیٹھ اور صالح محمد سیٹھ صاحبان نے بذریعہ تار میسور تشریف لانے کی درخواست کی۔ اور آپؒ کو لینے خود بنگلور پہنچ گئے۔ آپؒ نے ان کی دعوت قبول فرمالی اور صرف دو دن کے ارادے سے میسور روانہ ہوگئے۔ میسور اور بنگلور میں اگرچہ یہ آپؒ کی پہلی آمد تھی۔ تاہم شہر میسور کے صدہا متلاشیانِ حق نے آپؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ ریاست میسور میں حضورؒ کی تشریف فرمائی کے بعد یہاں کے پیر حیدر شاہ قادری اور ان کے حواریوں نے آپؒ کے خلاف معاندانہ سرگرمیاں شروع کر دیں۔ جن کا معقول جواب دینا ضروری تھا۔ دوسری طرف آپؒ کے نئے وابستگان کو آپؒ کی جدائی گوارا نہ تھی۔ انہوں نے آپؒ کو بصد عاجزی ومنت مزید

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

قیام پر مجبور و آمادہ کیا۔ چنانچہ آپؒ کو پہلی ہی مرتبہ یہاں پانچ ماہ قیام کرنا پڑا۔ اس اثنا میں آپؒ کی شہرت و ہر دلعزیزی کا چرچا عام ہوگیا۔ شہر کے مقتدر علمأ۔ رؤسا۔ سادات۔ تاجر۔ ملازم وافسر سب حضورؒ کے حلقہ بگوش ہوگئے۔ اس کے علاوہ گردونواح مثلاً چن پٹن وغیرہ مقامات سے لوگ جوق در جوق حاضرِ خدمت ہوکر داخل حلقہ ہوتے گئے۔ اس مدت میں پیر حیدر شاہ اور ان کے ساتھیوں کی مخالفت بڑھتی گئی۔ اور ادھر سے جوابات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ بالآخر آپؒ نے ۲۷ دسمبر کو مراجعت کا ارادہ فرمالیا۔ جس کی بنا پر اہلِ میسور نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۷ء کو بمقام ٹاؤن ہال ایک عظیم الشان وداعی جلسہ ترتیب دے کر اظہارِ عقیدت کیا۔ شعرأ نے وداعیہ نظمیں پیش کیں اور حاضرین نے جلد واپسی کی دعائیں مانگیں۔ اور صبح کو ایک بڑے جلوس کے ساتھ اسٹیشن پر پہنچے۔ اور منڈیا۔ چن پٹن وغیرہ میں قیام فرماتے ہوئے ۲۹ دسمبر کو بوقت عصر بنگلور سٹی میں نزولِ اجلال فرمایا۔ یہاں بھی عقیدتمندوں نے شایانِ شان استقبال کیا۔ اور آپؒ نے یہاں غلام دستگیر صاحب رسالدار کے مکان واقع سوار لائن کو شرف بخشا۔ یہاں ایک ماہ قیام کے بعد محلہ نعل بند واڑی میں اہلِ محلہ کی استدعا پر تشریف لے گئے اور صوبیدار سید محمد صاحب کی حویلی کو شرفِ قیام بخشا۔ یہاں بھی روزانہ مجالس وعظ اور حلقہ ہائے رشد وہدایت منعقد ہوتے رہے۔ حالانکہ مخالفین کا دعوٰے تھا کہ نقشبندیوں کا گزر بنگلور میں ممکن نہیں اور انہیں کسی مسجد میں داخل نہ ہونے دیا جائے گا۔ مگر لوگ برابر حضورؒ کے چشمۂ ہدایت سے فیضیاب ہوتے رہے گو مخالفین چلاتے رہے کہ خدا محفوظ رکھے اس کی زد سے، یہ وہ گولہ ہے۔ نہ پیادہ ہی کو چھوڑا ہے نہ راکب کو نہ مرکب کو۔ اس محلہ میں خصوصیت سے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سنٹرل مسلم ایسوسی ایشن بنگلور کے ممتاز اور مخلص قومی کارکن شفیق الملک محمد عباس خان صاحب نے حضورؒ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ یہاں سے آپؒ اخلاص مندانِ لشکر بنگلور کی درخواست پر لشکر بنگلور تشریف لے گئے اور تقریباً ایک مہینہ لال مسجد اور مسجد قصاباں میں مجالس وعظ و نصیحت منعقد فرماتے رہے۔ آپؒ کے ہمرکاب آپ کے خلفائے مجاز حضرت مولانا خیر شاہ صاحب اور مولانا مولوی حافظ ظفر علی صاحب پسروری بھی تھے۔ جو اپنے ایمان افروز مواعظ سے اہلِ شہر کو روحانی تابندگی بخشتے رہے۔ اور راہِ راست دکھا کر دلوں میں محبتِ الٰہی کی تخم کاری کرتے رہے۔

اس طرح عوام کو آپؒ کے قریب ہو کر مطالعۂ سیرت کرنے کا موقع ملا۔ جس کی وجہ سے حقیقت بے نقاب ہو گئی اور ہر جگہ آپؒ کے تقوے، بزرگی اور دینداری کے چرچے ہونے لگے جس سے مخالفوں کے سینوں پر سانپ لوٹ لوٹ گئے۔ اور ان کا طلسم ٹوٹ ٹوٹ گیا۔ چنانچہ یہاں کے کثیر التعداد مسلمان آپؒ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ مخالفین آگ بگولہ اور چراغ پا ہو گئے۔ آپؒ کی جماعت کے خلاف حکومت کے دفتروں میں جا جا کر جھوٹی رپورٹیں لکھوانے لگے مگر انہیں اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ اور وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

کولار میں ورُود: اب حضورؒ کی شہرت ریاست کے گوشے گوشے میں پھیل گئی۔ کولار کے مخلص اور دیندار مسلمانوں نے آپؒ کو دعوت دی۔ آپؒ نے قبول فرمائی اور تشریف لے جا کر علم و عرفانِ الٰہی کی ضیا پاشیوں سے مسلمانوں کے دلوں کو منوّر فرمایا۔ کولار کے داعیان میں نواب غلام محمد خانصاحب۔ ڈپٹی عزیز الدین صاحب۔ حضرت حمزہ حسین صاحب جج کولار کے نام

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ اس اثنا میں آپؒ نے اورگم کی سونے کی کانیں اور کاروبار بھی ملاحظہ فرمایا۔ یہاں بھی کثرت سے دل دادگانِ معرفت نے آپؒ کے چشمۂ فیض سے استفاضہ کیا۔ کولار سے واپسی پر بورنگ پیٹ (بنگارا پیٹ) میں مختصر قیام فرمایا۔ یہاں بھی سلسلۂ رشد و ہدایت جاری رہا۔ آپؒ یہاں سے بنگلور اور وہاں سے میسور تشریف لے گئے۔ پھر بنگلور سے مراجعت فرمائے وطن ہوئے۔ اس سفر کے بعد ۱۳۴۳ھ تک حضورؒ نے بنگلور اور میسور کے علاوہ ان کے مضافات کے کئی تبلیغی سفر فرمائے اور لاکھوں بندگانِ خدا کو راہِ ہدایت دکھائی۔ دلوں میں شمعِ ایمان فروزاں کی اور جذبۂ عشقِ مصطفےٰ سے سرشار کیا۔ اسی طرح مدراس۔ بمبئی اور حیدرآباد دکن کے دُور دراز مقامات پر حضورؒ تشریف لے جاتے رہے اور تبلیغِ دین و اشاعتِ سلسلہ نقشبندیہ فرماتے رہے۔

شہادت مسجد کانپور

۱۹۱۳ء میں حکومتِ انگریزی نے کانپور میں مچھلی بازار کی مسجد کے ایک حصّہ کو تعمیرِ شاہراہ کی غرض سے بزورِ اقتدار منہدم کرادیا۔ اس کی اطلاع پاکر مسلمان رنج و اندوہ میں ڈوبے مسجد کی بے حرمتی پر آنسو بہاتے ہوئے مقامِ واردات پر جمع ہوگئے اور غم و افسردگی کی حالت میں بیتِ ربّی کی اینٹیں اٹھانے میں مصروف تھے کہ حکومت نے ان مظلوم اور بے آزار مسلمانوں پر زبردستی گولی چلادی۔ اور نہتے مسلمانوں کا خون بازاروں میں بہایا۔ اس ظالمانہ کارروائی نے مسلمانوں میں اشتعال پیدا کردیا۔ مظلوموں اور شہیدوں کے ورثاء کی امداد اور مسجد کی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مرمت کے لیے چندہ جمع کیا گیا تو حضورؒ نے خالص غیرتِ اسلامی اور جذبۂ ملی کے تحت اس موقع پر زرِ کثیر بطورِ چندہ دے کر مسلمانوں کی امداد فرمائی۔

(مطبوعہ خطبۂ صدارت ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس، لائل پور مارچ ۱۹۲۱ء)

فتنۂ ارتداد یا شدھی سنگٹھن

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت اور حفاظت صرف اولیائے کاملین کی توجہ اور عملی جدوجہد کے نتائج ہیں اور یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا ہے۔

ع دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حقیقت یہ ہے کہ بزرگانِ دین نے اتباعِ قرآن و سنت سے مخالفین کا مقابلہ کیا اور اسلام کو اعدا کے نرغے سے بچالیا۔ چنانچہ بیسویں صدی یعنی ۱۹۲۳ء میں جب ہندو سرمایہ داروں بالخصوص سوامی شردھانند وغیرہ نے انگریزوں کی سازش سے صوبہ یو۔ پی میں فتنۂ ارتداد کا آغاز کیا۔ تو حضور قبلۂ عالمؒ کے قلب مبارک کو شدید صدمہ پہنچا لہٰذا آپؒ نے اس کے انسداد کا پختہ ارادہ فرمالیا۔ اور ۱۰/اپریل ۱۹۲۳ء کے سالانہ جلسہ مرکزی انجمن خدام الصوفیہ میں بمقام علی پور سیداں اپنے قلبی تاثرات اور مستحکم عزائم کا ان الفاظ میں اعلان فرمایا کہ یہ ایسا نازک موقع ہے کہ اس کی نظیر تاریخِ اسلام میں نہ ملے گی۔ اسلام کی دُنیاوی وجاہت کو نہیں تاکا جاتا بلکہ سرے سے اسلام کی ہستی پر زد لگائی جاتی ہے۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس کا دل اس صدمہ سے متاثر نہ ہُوا ہو۔ بانیٔ اسلام

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کا تو یہ حکم ہے کہ اپنے مُردے بھی اغیار کے ہاتھ میں نہ جانے دو۔ اور یہاں یہ حالت ہے کہ ہمارے زندوں کو اغیار لیے جائیں اور ہم دیکھا کریں۔

ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

اس وقت حمیت تو یہ ہے کہ جب تک اس فتنہ کا انسداد نہ ہو ہر مسلمان اپنے اُوپر خواب و خور حرام سمجھے اور دامے۔ درمے۔ قلمے۔ الغرض ہر ذریعہ سے جو خدمتِ اسلام اس سے ممکن ہو دریغ نہ کرے۔ اور جب تک یہ فتنہ فرو نہ ہو جائے۔ اپنی سعی کو مسلسل جاری رکھے۔ اور خود اپنی نسبت فرمایا کہ میں نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ اس اہم مقصد کی خاطر سینکڑوں مبلغ میدانِ ارتداد میں بھیجوں گا اور خود بھی موقع پر پہنچ کر حصہ لوں گا۔ اور جب تک برگشتگانِ دینِ متین کو حلقۂ اسلام میں واپس نہ لے آؤں چین سے نہ بیٹھوں گا۔ سرِ دست ایک ہزار روپے نقد دیتا ہوں اور سو روپے ماہوار اس کارِ خیر میں دیتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ آپؒ نے اپنے تمام ذرائع و وسائل کو انسدادِ فتنہ ارتداد کے لیے وقف فرما دیا۔ اعلان مذکور الصدر کے فوراً بعد آپؒ نے خود بنفسِ نفیس اور آپؒ کے اہلِ خاندان وصاحبزادگان و ارادت مندان یکلخت اس تحریک کے خلاف مصروف و منہمک ہو گئے۔ چنانچہ پہلا وفد مئی ۲۳ء میں میدانِ ارتداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس کی مشائعت کے لیے آپؒ خود رہتک تک اور آپؒ کے خلفِ اکبر دلی تک تشریف لے گئے۔ اس کے بعد مسلسل و متواتر کئی وفود روانہ کیے گئے۔ ایک سال بعد یعنی پھر اپریل ۲۴ء میں سالانہ جلسہ مرکزی انجمنِ خدام الصوفیہ منعقدہ علی پور سیداں کے اجلاس میں اس تحریک کے بارے میں اپنے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

عزم کے اعادہ کے طور پر فرمایا کہ ہم اپنے خالق و مالک پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کے خزانۂ غیب سے سالِ رواں میں ہمارے ایک سو سے زائد اراکین وفد کی کفالت ہوتی رہی۔ اور انشاءاللہ تعالےٰ اسی طرح یہ کام جاری رہے گا۔ چنانچہ اپریل ۱۹۲۳ء کی پہلی سہ ماہی میں (۸۶) اراکینِ وفد میدانِ ارتداد میں بھیجے گئے۔ جن میں اکثر ضلع رُہتک کے مسلم راجپوت اور معزز زمیندار واعظ و لیکچرار شامل تھے۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحبؒ اخگر امرتسری اور جناب مولانا مولوی حاجی امام الدین صاحبؒ رائے پوری بحیثیت رہنما اور ڈاکٹر حاجی محمد ظریف صاحبؒ و ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب و ڈاکٹر محمد حنیف صاحبؒ ڈاکٹر حاجی اللہ دتہ صاحبؒ کنجاہی بحیثیت معالج و طبیب قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ اس قلیل مدت میں ایک سو تیس (۱۳۰) اشخاص مشرف بہ اسلام ہوئے اور کئی مرتدین کو دوبارہ داخلِ اسلام کیا گیا۔ یہ وفد ضلع آگرہ۔ ایٹہ۔ متھرا۔ ریاست بھرت پور۔ ریاست بڑودہ۔ گڑگانواں۔ فرخ آباد۔ رہتک میں تبلیغی کام کرتے رہے اور پچیس مردانہ اور دو زنانہ مدارس و شفاخانہ جات قائم کیے اور مسمار شدہ مساجد کی مرمت اور صفائی کرائی گئی اور امام و مؤذن کا تقرر بھی کیا گیا۔ جس کے سبب میدانِ ارتداد میں ان وفود کو خدا کے فضل سے خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ہندو سرمایہ داروں کو جو زر و زور کے بل بوتے پر سیدھے سادے غریب مسلمانوں کو دامِ فریب میں پھنسانا چاہتے تھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ایسے نازک موقع پر جب کہ شدھی تحریک کا زور تھا اور دوآبہ گنگ و جمن علاقہ برج میں شہر آگرہ سے ایک ہزار بارسوخ ہندو وکلاء بیرسٹر اور تاجر موٹروں اور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ٹانگوں کے ذریعہ سکندرہ پہنچے تھے۔ صرف انجمن خدام الصوفیہ ہی کے ارکان نے ان کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور علاقہ مذکور کو اس فتنۂ عظیم سے بچایا۔ آپؒ نے علاقہ ارتداد اور وفود کی کارگزاری کے معائنہ کی غرض سے آگرہ کا سفر فرمایا۔ اور ۲۵ر نومبر ۱۹۲۴ء کو اکیس (۲۱) ارکان کی معیت میں آگرہ پہنچے۔ اسی روز انجمن خدام الصوفیہ کی شاخ آگرہ کی طرف سے اکبری مسجد میں جلسہ منعقد ہوا۔ آپؒ نے اس جلسہ میں شمولیت فرمائی اور اپنی تقریر دلپذیر سے حاضرین کے قلوب کو نورِ ایمان سے منور فرمایا۔ اور دینِ برحق پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تاکید فرمائی۔ اس سفر میں آپؒ نے اس علاقہ میں انیس (۱۹) دن قیام فرمایا۔ اور انجمن خدام الصوفیہ کے اکیس (۲۱) شاندار جلسوں میں خطاب فرمایا۔ بعض مقامات پر آپؒ نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیرِ اہتمام قائم ہونے والے مدارس کے طلبہ کا امتحان بھی لیا۔ اور اظہارِ خوشنودی اور حوصلہ افزائی کے طور پر مدرسین اور طلبہ کو جیبِ خاص سے نقد انعامات بھی عطا فرمائے۔ اس دورہ میں آپؒ حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحبؒ مرادآبادی و مولانا مولوی قاری مصطفٰے رضا خاں صاحبؒ بریلوی و جناب سید قطب الدین صاحب کی درخواست پر بریلی بھی تشریف لے گئے۔ دو دن بریلی میں گزار کر مرادآباد تشریف لے گئے اور نمازِ ظہر کے بعد ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب فرمایا۔ اور مسجد کے اُکھڑے ہوئے فرش کی مرمت کے لیے یکصد روپیہ نقد مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کو بایں الفاظ مرحمت فرمایا کہ "مولوی صاحب میرا یہ روپیہ نمازیوں کے قدموں میں صرف ہو"۔ اس فتنہ کی مدافعت کے لیے حضورؒ نے یوپی سے کشمیر تک انجمن خدام الصوفیہ کی شاخوں کا جال پھیلا دیا۔ تاکہ تبلیغی سرگرمیوں میں کئی گنا اضافہ ہو جائے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

چنانچہ آپؒ کے اس اہتمام سے سینکڑوں مشرکین حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضورؒ کی شاہانہ سرپرستی اور مدبّرانہ رہنمائی کے سبب انجمن خدّام الصوفیہ کی شاخوں کے ذریعہ تبلیغ اور انسدادِ فتنۂ ارتداد کی مہم نہایت سرگرمی سے ۱۹۲۵ء تک جاری رہی اور اس کے تمام مصارف کی کفالت حضورؒ خود فرماتے رہے اور وقتاً فوقتاً حسبِ موقع آپؒ خود یا صاحبزادگان والاشان کام کی رفتار کا جائزہ لینے کے لیے دَورہ فرماتے اور ضروری ہدایات سے کارکنوں کو خطاب فرماتے رہے۔ اس ضمن میں حضورؒ نے عام مسلمانوں اور ان کے بچّوں کی دینی تعلیم کے لیے مدارس کی تعداد میں اضافہ کرنے کی غرض سے چالیس مدارس کا یوپی میں افتتاح فرمایا۔ جن کی بدولت صدہا مسلمان قرآن شریف و کتبِ دینیہ پڑھ گئے اور بیسیوں حافظ ہو گئے۔ جو تبلیغی کام میں بڑے سرگرم رُکن ثابت ہوئے۔ نیز امراضِ جسمانی کے علاج کے لیے بھی کئی ہسپتال قائم فرمائے۔ اس مہتم بالشان مہم میں حضورؒ کے خادموں نے خلوص و جذبۂ حمیت دینی سے خدمت گزاری کا مظاہرہ کیا۔ اور تبلیغی پروگرام کی کامیابی میں ہمہ تن مصروف رہے۔ بالآخر خدا کے کرم اور حضورؒ کی ظاہری و باطنی توجہ عالیہ کی بدولت یہ فتنہ ۱۹۲۵ء میں فرو ہوا۔

محاذِ کشمیر

اس کے علاوہ جب کشمیر میں آریہ سماجیوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تو حضورؒ نے مئی ۲۴ء میں مولوی محمد ابراہیم صاحب کی سرکردگی میں ایک وفد روانہ فرمایا۔ اور پٹھان کوٹ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

وغیرہ کی طرف بھی ایک وفد صوفی محمد الدین صاحب کی سرگردگی میں پیرزادہ ولی اللہ صاحب کو امیر بنا کر براستہ جموں پہاڑی علاقے سے کشمیر میں آریوں کی مدافعت کے لیے روانہ فرمایا۔ وفود کے تمام اراکین کے خورد نوش اور دیگر ضروریات کے علاوہ ۴۰ مدارس کے مدرسین کی تنخواہ طلبہ کے لیے کتب و سامانِ سٹیشنری اور روشنی (لالٹینیں وغیرہ) اور ہسپتالوں میں ادویہ وغیرہ کے اخراجات حضورؒ بذاتِ خود برداشت فرماتے رہے تا آنکہ یہ تمام علاقے مفسدہ پردازوں کے شر سے محفوظ ہو گئے۔ اس تحریک میں آپؒ نے جس سرگرمی۔ محبتِ دین۔ خلوص و ایثار و قربانی اور شغف و جانفشانی سے کام لیا ہے، وُہ آپؒ ہی کا حصّہ ہے۔ باوجودیکہ آپؒ نہ بڑے زمیندار تھے نہ جاگیردار۔ آپؒ کے پیشِ نظر رضائے مولا اور سربلندیٔ اسلام تھی۔ اس مہم کے کامیاب اختتام کے متعلق ارشاد فرمایا کہ خداوند تبارک و تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ آریہ سماجیوں کو اس کام میں کوئی کامیابی نہ ہوئی اور سال گزشتہ ۱۹۲۴ء میں تو وہ (ہندو وغیرہ) بالکل مایوس و ناکام ہو کر واپس جا رہے تھے۔ اور اپنی غلطی پر نادم تھے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مسجد شہید گنج

لاہور اپنی قدامت۔ تاریخی حیثیت۔ زیب و زینت۔ سلاطینِ سلف کا دار السلطنت اور صوبہ پنجاب (پاکستان) کی حکومت کا صدر مقام ہونے کی بدولت محتاجِ تعارف نہیں۔ اور اس کی شاہی مسجد جو حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کی یادگار ہے اپنی تعمیر، خوبصورتی اور وسعت کے لحاظ سے تمام دنیا میں مشہور اور سیاحانِ عالم کی آماجگاہ ہے۔ اس کے قریب ہی لنڈا بازار میں محمد عبداللہ خاں مرحوم کوتوالِ شہر نے بعہد حضرت عالمگیرؒ ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کرائی تھی جو مسجد شہید گنج کہلاتی تھی۔ اس مسجد کو چند بد باطن سکھوں نے انگریز افسروں سے ساز باز کر کے ۴ ، جولائی ۱۹۳۵ء کی رات کو شہید کر دیا۔ اور مسلمانانِ ہند اور پنجاب کے دلوں کو صدمہ پہنچایا اور ان کے سیاسی مصائب میں اضافہ کر دیا۔ اس واقعہ فاجعہ کی خبر لاہور اور ہند و پنجاب کے بلاد و امصار میں پہنچی تو مسلمانوں میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک اُٹھی۔ مسلمانانِ لاہور جب پُر امن طور پر یہ مسجد دیکھنے کے لیے آ رہے تھے تو عمالِ حکومت نے محض اشرار کی غلط رپورٹ پر کہ مسلمان قانون شکنی کر کے مسجد پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو دہلی دروازہ کے باہر ہی روک لیا۔ اور ان پر گولی چلا دی۔ اس متشددانہ کارروائی پر ہر ذی شعور انسان کا دل بلا امتیاز مذہب و ملت بھر آیا۔ اور حکومت کے اس ظالمانہ رویہ پر ہر طرف سے اظہارِ نفرت کیا گیا۔ اس زمانہ میں حضورؒ بوجہ علالتِ طبع کوہ مری میں بحالیٔ صحت کی غرض سے تشریف فرما

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تھے۔ لیکن جیسے ہی آپ کو واقعات کا علم ہوا تو آپؒ نہایت رنجیدہ ہوئے اور دریافتِ حالات کے لیے ۲۶ جولائی ۳۵ء کو لاہور تشریف لائے۔ آپؒ جب کوہ مری سے لاہور آ رہے تھے تو وہاں ایک جرنیل آپؒ سے ملا۔ اُس نے کہا کہ آپ کا جانا ضروری ہے۔ جب آپؒ راولپنڈی پہنچے تو معلوم ہوا کہ اُس نے ڈپٹی کمشنر کو ہدایت کی ہے کہ شاہ صاحبؒ کو لاہور جانے سے روک دیا جائے ورنہ فساد ہو جائے گا۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر نے اپنے سپرنٹنڈنٹ سے کہا کہ شاہ صاحب کو کہہ دو کہ لاہور نہ جائیں۔ اس نے کہا کہ میں انہیں روک نہیں سکتا۔ اس پر ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ انہیں بُلاؤ۔ تو اس نے کہا کہ وہ انگریزوں سے کبھی نہیں ملے نہ اب ملیں گے۔ آپ لاہور والوں کو اس کے متعلق اطلاع دے دیں۔ مگر اس سفر سے آپؒ کی صحت کو بہت نقصان پہنچا۔ اس لیے آپؒ دوبارہ کوہ مری تشریف لے گئے اور آخر اگست تک علاج کراتے رہے۔ ان ہی دنوں میں مسلمانانِ راولپنڈی نے مسجد شہید گنج کے متعلق ایک کانفرنس کا اہتمام کیا اور معززین نے حاضرِ خدمت ہو کر اس کانفرنس کی شمولیت و صدارت کے لیے اصرار کیا۔ آپؒ نے ان کی دعوت قبول فرمائی۔ اور ۳۱ اگست و یکم ستمبر کے اجلاس مسجد انگوری میں آپؒ کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ کانفرنس کے مندوبین نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعہ آپؒ کی خدمت میں "امیرِ ملت" کا اعزاز پیش کیا۔ اور طے کیا کہ مجلس اتحادِ ملت کے لاہور کے طے شدہ پروگرام کے مطابق ۲۰ ستمبر ۳۵ء کو تمام ملک میں یومِ غم منایا جائے۔ اور اس کے بعد امیرِ ملت مجلسِ مشاورت طلب کر کے مسجد کی بازیابی کے لیے لائحہ عمل تجویز فرمائیں۔ اور یہ بھی طے ہوا کہ ڈاکٹر محمد عالم صاحب بیرسٹر ایٹ لاء اور ملک برکت علی صاحب

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

واگزاریٔ مسجد کے لیے عدالتِ دیوانی میں مقدمہ دائر کریں۔ چنانچہ آپؒ نے کوہ مری سے ۱۲ ستمبر کو سیالکوٹ تشریف لا کر مسجد مبارک پورہ میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ اور ایک عظیم اجتماع کو مخاطب فرمایا۔ اور دوسرے روز رات کی گاڑی سے لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر آپؒ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اور آپؒ کو جلوس کی صورت میں قیام گاہ تک پہنچایا گیا۔ اسی روز یعنی ۱۵ ستمبر کی رات کو شاہی مسجد میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا۔ دور و نزدیک کے ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ آپؒ نے اس جلسہ میں تقریر فرمائی۔ اور مسلمانوں کو پُرامن رہنے کی ہدایت فرمائی۔ اور دوسرے دن امرتسر۔ قصور۔ لدھیانہ۔ جالندھر کے دَورے پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں جلسوں سے خطاب کر کے ۲۰ ستمبر کو لاہور واپس آئے اور بعد نماز جمعہ لاکھوں مسلمانوں کے تاریخی جلوس میں شامل ہو کر بیرون دہلی دروازہ جلسہ کی صدارت فرمائی۔ اور اپنی تقریر میں مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ دس لاکھ روپے کا فنڈ جمع کریں۔ اور دس لاکھ رضا کار بھرتی کریں اور دار القضاء قائم کریں۔ اس کے بعد آپؒ ۲۳ ستمبر کو علی پور تشریف لے گئے۔ ۹ نومبر کو ایک عظیم الشان جلوس جو لاہور کی تاریخ میں آپ اپنی نظیر تھا، آپؒ کی قیادت میں نکلا۔ اس میں اکابرینِ ملت۔ علمائے کرام۔ معززین شہر اور عوام غرض سب ہی شامل تھے۔ اس جلوس کے متعلق حکومت کو اندیشہ ہو گیا تھا کہ اس سے فساد رُونما ہو گا۔ اس جلوس کے متعلق آپؒ نے بمقام کوہاٹ ماہ اپریل ۱۹۳۷ء میں فرمایا تھا۔ کہ گورنر نے میرے پاس دو ممبر بھیجے کہ بازار میں سے نہ جائیں۔ دو لاکھ آدمی آپؒ کے ساتھ ہیں، فساد ہو جائے گا۔ میں نے کہا فساد کا میں ذمہ دار ہوں۔ انہوں نے کہا، آپ آگے ہوں گے پیچھے سے کسی ہندو نے پتھر

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مار دیا تو پھر۔ میں نے کہا میں ذمہ دار ہوں۔ جلوس کے وقت ہندوؤں نے موٹر پھولوں سے بھر دی کوٹھوں سے پھول پھینکے۔ میں نے بہت سے تقسیم کر دیئے۔ اس جلوس سے قبل آپؒ نے ۲۹ر ستمبر ۳۵ء کو علی پور سے دوبارہ لاہور تشریف لے گئے اور شاہی مسجد میں جلسہ عام سے خطاب فرمایا اور دوسرے دن منٹگمری (ساہیوال) ملتان۔ بہاولپور۔ بٹھنڈہ اور دہلی کے دورے پر روانہ ہو گئے اور ۱۵ر اکتوبر کو اجمیر شریف میں بعد نماز ظہر حضرت متولی صاحب درگاہ شریف کے مکان پر علمائے کرام اور مشائخ عظام کی مجلسِ مشاورت میں شرکت فرمائی۔ اور اسی رات اکبری مسجد میں جلسۂ عام منعقد ہوا۔ پچاس ساٹھ ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ آپؒ نے اور دیگر علمائے کرام نے اس جلسہ سے خطاب فرمایا۔ یہاں سے ۷ر اکتوبر کو روانہ ہو کر احمد آباد اور آگرہ ہوتے ہوئے برائے صدارت کانفرنس جمعیۃ العلمائے ہند بغرض شرکت پارلیمنٹری بورڈ بدایون تشریف لے گئے اور مسجد شہید گنج کی بازگشت کے متعلق تقریر فرمائی۔ اور واپسی میں شاہجہانپور۔ بریلی اور مراد آباد میں بھی جلسوں کو مخاطب فرمایا۔ اور علی پور شریف سے دوبارہ ۸ر نومبر کو لاہور تشریف لے گئے اور جلسہ و جلوس میں شرکت فرمائی۔ اور ۹ر نومبر کو برکت علی محمڈن ہال کے جلسہ میں بھی شرکت فرمائی جہاں علمائے کرام اور زعمائے ملت نے فیصلہ کیا کہ چونکہ تمام صوبجات کے نمائندے اس اجلاس میں شامل نہیں ہو سکے ہیں۔ اور رضا کاروں کی بھرتی اور قیام بیت المال کی کارروائی بھی نہیں ہو سکی اس لیے آئندہ اقدامات کا ملتوی کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا دوبارہ کانفرنس لاہور میں بتواریخ ۹ر تا ۱۱ر جنوری ۳۶ء منعقد کی جائے۔ جس میں ملک کی تمام اسلامی انجمنوں کے نمائندے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سیاسی و مذہبی رہنما اور مشائخ عظام کو شرکت کی دعوت دی جائے۔ مگر آغاز دسمبر میں لاہور میں سکھوں نے ہندوؤں کو ساتھ ملا کر ایک جلوس نکالا اور نہتے پُرامن شہری مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور ان کو جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ جس پر حکومت نے آئندہ دو ماہ تک کے لیے جلسوں وغیرہ پر پابندی لگا دی۔ اس لیے آپؒ نے لاہور کی بجائے امرتسر میں کانفرنس طلب فرمائی۔ چونکہ آپؒ نے حسب معمول حج کا عزم فرمایا اس لیے مرکزی مجلسِ اتحادِ ملّت کو پانصد روپے کی گرانقدر نقد امداد عنایت فرمائی اور براستہ مدراس، بمبئی پہنچ کر عازم سفرِ حجاز ہوئے۔ تحریک مسجد شہید گنج کے زمانے میں بعض جاہ پسند و مفاد پرست لوگوں نے آپؒ کی بے لوث مساعی کی قدر کرنے کی بجائے آپؒ پر طرح طرح کے بہتان تراشے اور آپؒ سے اختلاف کر کے ملّت کا ساتھ نہ دیا جس کی وجہ سے اصل مقصد کو صدمہ پہنچا۔ اگر حضور قبلۂ عالمؒ کو اپنی قوم سے محبت نہ تھی تو آپؒ کو کیا ضرورت تھی کہ ایسی ضعیفی اور بیماری کی حالت میں سارے ہندوستان میں مسلمانوں کی بیداری کے لیے رات دن دورے کرتے اور گھنٹوں وعظ و تقریر فرماتے۔ اس زمانے میں یہ واقعہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے جس سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ حضور قبلۂ عالمؒ کے قلب مبارک میں ذرہ برابر بھی مال و متاعِ دُنیا سے اپنی ذات کے فائدے کے پیشِ نظر محبت نہ تھی۔ مسئلہ مسجد شہید گنج سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام اور مشائخ عظام کو وائسرائے ہند نے دعوت نامے بھیجے۔ دعوت نامے کی وصولی کے بعد حضور قبلہ عالمؒ بھی وائسرائے سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب تمام مدعوئین جمع ہو گئے تو وائسرائے نے مترجم کے ذریعے آپؒ سے سوال کیا کہ آپ بڑے پیر پادری ہیں۔ آپ ہم سے مانگیئے آپ جو مانگیں گے ہم آپ کو دیں گے۔ اس سوال سے وائسرائے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کا مقصد صاف ظاہر تھا کہ اس نے غالباً یہ سمجھا ہو گا کہ آپؒ اپنے نفع کے لیے حکومت سے مال و دولت یا زرعی اراضی کا مطالبہ فرمائیں گے۔ مگر اس کے برعکس آپؒ نے جواب دیا کہ آپ ایک چھوٹے سے ملک کے بادشاہ کے نمائندے ہیں اور میں ساری دُنیا کا بادشاہ ہوں۔ آپ مجھ سے مانگیں میں آپ کو دوں گا۔ آپؒ کا یہ جواب سُن کر وائسرائے مبہوت ہو گیا اور آپؒ کے تمام ساتھی علماء و مشائخ آپؒ کی اخلاقی جرأت و صداقت دیکھ کر آپؒ کے آگے سرنگوں ہو گئے۔

آزادیِ شمشیر

اس تحریک کے زمانے میں حضور قبلۂ عالمؒ نے شمشیر کی پابندی کے احکام منسوخ کرائے کیونکہ گزشتہ سالہا سال سے ہندوؤں اور سکھوں نے کوشش کر کے برطانوی حکمرانوں سے مل کر مسلمانوں کو تلوار رکھنے کے حق سے محروم کر دیا تھا۔ صرف حضور قبلۂ عالم کی جدوجہد سے ہندوستان کے مسلمانوں کو دوبارہ تلوار رکھنے کی اجازت حاصل ہوئی۔ جب تلوار پر سے پابندی اُٹھائی گئی تو سب سے پہلے حضور قبلۂ عالمؒ نے اپنے دستِ مبارک کے لیے تلوار خرید فرمائی اور اپنے خاندان کے تمام ذکور افراد کو تلواریں خرید کر مرحمت فرمائیں اور اپنے تمام وابستگان کو تلوار خریدنے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ تمام مسلمانانِ ہند کو تلوار رکھنے کی تاکید فرمائی۔ چونکہ حضورؒ نے اس سال عزمِ حج فرما لیا تھا۔ اس لیے تحریک مسجد شہید گنج حضرت قائدِ اعظمؒ کے مشورہ کے بعد مشیرانِ قانونی کے سپرد کر دی گئی۔ جنہوں نے یہ مقدمہ اپنے ہاتھ میں لیا اور مسلمانوں کے جائز مطالبہ کو پریوی کونسل لندن تک پہنچایا۔ مگر مسلمانوں کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

غیر دانشمندانہ طرزِ عمل اور عدمِ تعاون کی وجہ سے پریوی کونسل نے سکھوں کے حق میں فیصلہ صادر کیا۔ اور مقام متنازعہ سرکاری نگرانی میں لے لیا گیا۔

تبلیغ و ہدایت

حضورؒ کی تبلیغی سرگرمیاں سفر و حضر میں یکساں جاری رہتی تھیں۔ جن سے برِ عظیم کا کوئی گوشہ محروم نہیں رہا۔ بنگال سے پشاور تک تبت و کشمیر سے راس کماری تک آپؒ کے فیض و برکات نے لاکھوں گمراہوں اور مشرکوں کو نورِ ایمان سے سرفراز کیا۔ آپؒ کی تبلیغ سے انگریز عیسائی برہمن سکھ ادنےٰ و اعلےٰ طبقے کے ہندو ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہوئے۔ ان میں سے اکثر نے تو آپؒ کے خداداد وقار، بلندی کردار، دل آویز گفتار، روح پرور مواعظِ حسنہ اور حسنِ سلوک و خوش اخلاقی سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ چنانچہ آریہ سماجی اخبار "ملاپ" لاہور نے ستمبر ۱۹۲۴ء کی ایک اشاعت میں آپؒ کے متعلق لکھا کہ شاہ صاحب کی سعی سے پچیس ہزار ہندوؤں نے کفر کی زنجیر کو توڑ کر اسلام قبول کر لیا۔ ایک عیسائی عورت کے قبولِ اسلام کی حکایت خود آپؒ نے بیان فرمائی تھی۔ کہ بنگلور میں کونٹس لیڈی الیسکب ایک دن فقیر کے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے تمام دنیا کے مذاہب کی کتب کا مطالعہ کیا۔ اب اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ دنیا میں اگر کوئی سچا مذہب ہے تو مسلمانوں ہی کا ہے۔ فقیر نے کہا کہ میم صاحب بس تم اس قدر اقبال کرنے سے نصف مسلمان تو ہو گئی ہو۔ اس نے دریافت کیا کہ شاہ صاحب کس طرح فقیر نے جواب دیا کہ اسلام کے دو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بڑے اُصول ہیں۔ اوّل دل سے یقین کرنا۔ دوم زبان سے اقرار کرنا۔ آپ نے دل سے یقین کر لیا کہ اسلام سچا مذہب ہے تو دل سے نصف مسلمان ہو گئی ہو۔ اور اگر زبان سے بھی اقرار کر لو تو پُوری مسلمان ہو جاؤ گی۔ میم صاحب نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو گئی تو میرا صاحب کیا کرے گا۔ فقیر نے کہا کہ صاحب مرے گا تو اپنی قبر میں جائے گا۔ تُو مرے گی تو اپنی قبر میں جائے گی۔ نیز فقیر نے کہا کہ پھر کسی وقت غسل کر کے پاک لباس پہن کر آنا۔ فقیر تم کو کُچھ بتائے گا۔ اُس نے کہا کہ وہ اب بھی غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آئی ہے۔ فقیر نے اسی وقت اس کو کلمہ شریف کی تلقین کر کے داخل سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کر لیا۔ پھر اس کی برکت سے اس کے شوہر نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ جس نے مبلغ بن کر ایک اور ڈاکٹر کو جو خالص یورپین تھا اور لاکھوں روپے کا مالک تھا۔ فقیر کے پاس بنگلور میں لے آیا۔ اس نے بھی اسلام کی تعریف کی اور وہی الفاظ دہرائے جو میم صاحب نے کہے تھے۔ کچھ بحث و تکرار کے بعد اس کو بھی کلمہ شریف پڑھا کر داخلِ سلسلہ کر لیا۔ مسمّی ونڈرمن ایک انگریز پادری حیدر آباد دکن میں تھا۔ وہ ایک دن آپؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور آپؒ سے چند سوالات کیے۔ آپؒ نے اس کو ایسے شافی جوابات دیئے کہ وُہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ اس کا اسلامی نام آپؒ نے محمود رکھا۔ اُس نے دُوسری صحبت میں اپنی بیوی کو بھی آپؒ کی خدمت میں پیش کیا وہ بھی مسلمان ہو گئی۔ آپؒ نے اس کا اسلامی نام مریم رکھا۔ پھر ان دونوں نے انگریزوں میں تبلیغ اسلام کی۔ کئی انگریزوں کو داخل اسلام کیا۔ محمُود ونڈرمن نے ارکان اسلام اور ترکیبِ نماز باتصویر انگریزی زبان میں نَومسلم انگریزوں کو نماز سکھانے کے لیے کتاب کی صورت میں شائع کی۔ حضورؒ نے یہ کتاب ملاحظہ فرمائی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور مصنف کو داد دے کر اس کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اب میں ایک اور واقعہ بیان کروں گا جس سے ظاہر ہوگا کہ حضورؒ کیسے دلپذیر انداز میں تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔

سیالکوٹ شہر کے ایک مشہور اہلِ حدیث عالم مولوی محمد ابراہیم صاحب میر کے ایک بھتیجے پسرور میں رہتے تھے۔ اور مولوی صاحب کے ہم عقیدہ تھے، وہ ایک دن حضورؒ سے ملنے کے لیے علی پور شریف آئے اور بہت دیر تک حضورؒ سے ہمکلام رہے۔ اسی اثنا میں دوپہر کا کھانا آگیا۔ دستر خوان چُنا گیا۔ کھانا شروع ہوا۔ کسی نے ان کو اپنا ہم طعام نہ بنایا۔ آپؒ نے یہ دیکھا تو فرمایا مولوی صاحب میرے برتن میں میرے ساتھ کھاؤ۔ کھانے سے فارغ ہو کر موصوف نے واپسی کی اجازت طلب کی۔ آپؒ نے ان کو اجازت دے کر اپنے نبیرۂ اکبر یعنی برادرم محترم الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ کو مشایعت کے لیے روانہ فرمایا۔ موصوف جب حویلی سے نکلے تو دروازہ پر پہنچ کر فرمانے لگے کہ میں حضرت کی فراخدلی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور اپنے عقیدہ سے باز آیا۔ میرا ایمان یہ ہے کہ حضرت نے مجھے پہلے مسلمان بنایا پھر اپنا ہم طعام۔

دین کی تبلیغ و رشد و ہدایت کا سلسلہ تا قیامِ حیاتِ مستعار لگاتار جاری رہا اور بعد وصال بھی جاری ہے۔ اس سلسلے میں چند واقعات بیان کروں گا جو آخری ایام اور بعد وصال سے متعلق ہیں۔ کیونکہ آپؒ کی ساری عمر شریف کے تبلیغی کارناموں کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں۔

۱۹۵۰ء میں لائل پور میں غیر مقلدین کا جب زور بڑھا اور اہلِ سنت والجماعت سے مناقشات پیدا ہو گئے تو آپؒ نے پیرانہ سالی و ضعفِ ناتوانی اور گرمی کی شدت کی پرواہ کیے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

لائل پور تشریف لے گئے اور وہاں مسلسل دو دو تین تین گھنٹے تک روزانہ وعظ کر کے لوگوں کے عقائد کی اصلاح فرماتے رہے۔ اور یہاں سے جھنگ (کالا باغ) بھی تشریف لے گئے۔ کیونکہ اسی قسم کی ایک صورت وہاں بھی ایک مسجد کے سلسلے میں پیدا ہو گئی تھی۔ آپؒ نے یہاں بھی مواعظِ حسنہ سے فضا کو پاک کیا۔ اور مسجد کا مناسب انتظام فرما کر ڈیڑھ دو ہفتے کے سفر کے بعد مراجعت فرما ہوئے۔

جون ۱۹۵۱ء میں نارووال میں شیعہ سنی کشیدگی پیدا ہو گئی تو آپؒ نے باوجودیکہ آپؒ میں اٹھنے بیٹھنے کی طاقت بھی نہ تھی مگر اپنی قیامگاہ سے اسٹیشن علی پور تک چارپائی پر لیٹ کر اور وہاں سے نارووال تک ریل میں اور پھر اسٹیشن نارووال سے جلسہ گاہ تک چارپائی پر جولائی کی جھلسا دینے والی دھوپ اور شدت کی گرمی میں تشریف لے جا کر صحیح عقائد کی تبلیغ مسلسل پانچ جمعوں تک فرمائی اور دو دو گھنٹے متواتر کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرمایا تاکہ عام مسلمانوں کو قوتِ ایمانی حاصل ہو۔ اور وہ راہِ ہدایت پر استقامت کے ساتھ گامزن رہیں۔ اور آخری جمعہ کو بدورانِ وعظ فرمایا کہ فقیر جس جگہ بیٹھ کر وعظ سنا رہا ہے انشاءاللہ تعالےٰ اسی جگہ اہلِ سنت والجماعت کی مسجد کی تعمیر ہو گی۔ مسلمانو! سُن لو، فقیر خود یہاں نہیں آیا ہے کسی کا بھیجا ہُوا (بحکم خدا و رسول) آیا ہے۔ چنانچہ آپؒ کے وصال کے بعد حکومت نے اہلِ سنت والجماعت کی درخواست پر یہاں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے دی۔ بحمد للہ اب وہاں "جامع مسجد شاہ جماعت" تعمیر ہو چکی ہے۔ جو آباد و بارونق ہے۔ حضورؒ کا سلسلۂ رشد و ہدایت بعد وصال بھی جاری رہا ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ شہر کے ایک مقتدر غیر مقلد عالم مولوی محمد ابراہیم صاحب میر نے اپنا ایک خواب ملک عبدالعزیز صاحب اڈیٹر رسالہ لمعات الصوفیہ سے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بیان کیا جو اسی رسالے کے شمارہ ماہ جون ۵۲ء کے صہ ۳۲ پر زیرِ عنوان "الرویائے صالحہ" شائع ہوا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ مؤرخہ ۱۳ مئی ۵۲ء بوقت اوّل اذان فجر مولانا الحاج محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کو حضور قبلہ عالم امیرِ ملّت شاہ صاحب علی پوریؒ کی زیارت ہوئی۔ یعنی مولوی محمد ابراہیم صاحب کچھ لکھ رہے ہیں کہ سامنے سے حضور قبلہ عالمؒ تشریف لائے۔ مولوی صاحب کا بیان ہے کہ حضورؒ نہایت نورانی سفید لباس میں نورانی شکل اور ریش مبارک مہندی شدہ تھے۔ مولوی صاحب بعد سلام حضورؒ سے بغل گیر ہوئے اور پاس ہی ایک چارپائی جس پر نہایت سفید بستر بچھا ہوا تھا بٹھا دیا۔ اور آپؒ خود دوسری چارپائی پر بیٹھ گئے معاً خیال آیا کہ حضورؒ کے برابر بیٹھنا سخت بے ادبی ہے۔ اسی وقت چارپائی سے اُتر کر حضورؒ کے پاؤں مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور حضورؒ کے پائے مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ مل مل کر اپنے چہرہ و ریش پر ملتے رہے۔ ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ مولوی صاحب کا بیان ہے کہ جو کچھ اس وقت مجھے سُرور حاصل ہوا تا حال وُہ مزا نہیں بھولتا۔" واقعہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف ہندو پاک کے اہلِ حدیث علمائیں معتقدر اور ممتاز تھے اور علم کی بناء پر حضورؒ ان کی قدر فرمایا کرتے تھے۔ اور مولوی صاحب بھی حضورؒ کے علوئے مرتبت و فضیلت کے قائل تھے۔ چنانچہ آپؒ کی اس نوازش کا مقصد غالباً مولوی صاحب کو دار البقا کی بہبودی سے متعلق متنبہ کرنا اور جادۂ مستقیم پر گامزن کرنا تھا۔ سُنا ہے کہ مولوی صاحب کی حالت اس خواب کے بعد بدل گئی تھی۔ وہ اکثر رویا کرتے تھے اور وفات تک قائم اللیل رہے۔

غلام نبی صاحب ملک بی اے سمبڑیالی کا ایک مکتوب مؤرخہ ۲۲ دسمبر ۵۶ء رسالہ انوار الصوفیہ کے شمارہ ماہ جنوری ۵۷ء میں نظر سے گزرا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کل رات میں سویا تھا اور خواب میں نماز

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

پڑھ رہا تھا۔ اور نماز پڑھتے ہوئے نسو کھے ہوئے تمباکو کی تولہ بھر وزنی گولی میری جیب سے گر گئی۔ تو عالی جناب حضرت صاحب قبلہؒ علی پوری وہاں تشریف لے آئے۔ اور دیگر بہت سے اصحاب آپؒ کے ہمراہ تھے۔ حضورؒ نے وہ گولی اٹھائی اور مجھ سے پوچھا یہ کیا ہے۔ مجھے بہت شرم آئی۔ کیونکہ وہ تمباکو تھا۔ میں نے آنکھیں جھکا کر ادب سے عرض کیا کہ یہ ہے تو تمباکو ہی۔ مگر میں نے ایماناً تمباکو نوشی نہیں کی۔ البتہ میری داڑھ میں درد تھا تو کسی نے مشورہ دیا تھا کہ تمباکو منہ میں رکھ کر چبایا کرو۔ درد ہٹ جائیگا اس پر حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا۔ کیا اس کے سوا کوئی اور علاج نہیں ہے۔ میں نے ادب سے عرض کیا کہ غلطی ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ اب ایسا نہ ہو گا۔ میں نے تمباکو کی یہ گولی سنبھال کر رکھی ہے۔ جب میں سیالکوٹ آؤں گا تو آپ کو دکھاؤں گا۔

میں یہاں یہ واضح کردوں کہ حضورؒ کو تمباکو سے سخت نفرت تھی اور آپؒ اپنے متوسلین کو تمباکو سے پرہیز کرنے کی شدید تاکید فرمایا کرتے تھے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اشاعت سلسلۂ نقشبندیہ

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست   بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

آپؒ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ۱۸۹۱ء کے زمانہ کے قریب میں بعد بیعت حضرت باباجی صاحب قبلہ چوراہیؒ سے اجازت و خلافت حاصل فرمائی۔ اور اس کے بعد اس سلسلہ کی اشاعت میں تقریباً ۶۰ سال تک منہمک و مشغول رہے۔ آپؒ کی مساعئ جمیلہ سے اس کو چند ہی دنوں میں پنجاب سے جنوبی ہند تک توسیع حاصل ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ تبت و کشمیر سے راس کماری تک اور سرحد سے بنگال تک یہ سلسلہ پہنچ گیا۔ اور اب بفضلِ تعالیٰ آپؒ کے ارادت مند عرب و عجم کے تمام دیار و امصار میں موجود ہیں جو حسنِ عمل۔ اتباع شریعت و پیروی سنت میں آپ اپنا جواب ہیں۔ آپؒ نے دستی بیعت خاص حالات ہی میں لی ہے ورنہ آپؒ کے حلقہ بیعت میں بالعموم متعدد افراد شامل ہوتے رہے گاہے گاہے سینکڑوں اشخاص ایک ایک حلقہ میں داخل بیعت ہوئے۔ باوجودیکہ صرف نئے اشخاص کو حلقہ میں شامل ہونے کی اجازت ہوتی تھی۔

بیعت لینے کا وقت و طریقہ

آپؒ عموماً نماز تہجد کے بعد یا ضرورت ہو تو مغرب کی نماز کے بعد بیعت لیتے یا خاص صورتوں میں اس کی قید بھی اٹھا دی جاتی تھی۔ بیعتِ کثیر لینے کا طریقہ یہ تھا کہ داخل ہونے والے حضرات (ذکور علیحدہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور اناث علیحدہ) باوضو ایک دائرہ کی شکل میں دوزانو ہوکر متصل بیٹھ جاتے اور آپؒ دائرہ کے دونوں سروں کے درمیان تشریف فرما ہوتے اور سب کے ہاتھوں میں اپنا عمامہ (پگڑی) تھما دیتے۔ اور پھر تعوذ و تسمیہ پڑھا کر توحید و رسالت کا اقرار لیتے۔ زاں بعد توبہ کرا کے بیعت کی قبولیت لیتے۔ پھر ذکر کی تعلیم فرماتے۔ اور توجہ کے بعد اسباق و پرہیز بتاتے تھے۔ اور محرمات سے بچنے۔ مشرک کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھانے۔ منشیات و مسکرات اور تمباکو نوشی سے قطعی احتراز کرنے۔ دروغگوئی۔ غیبت و بدگوئی نہ کرنے۔ صحبتِ بد سے اجتناب کرنے۔ نکوکاروں کی صحبت اختیار کرنے، بزرگانِ دین کا دل سے احترام کرنے استقامت سے ارکانِ اسلام ادا کرنے۔ صحیح العقیدہ مسلمان تاجروں سے لین دین کرنے اور آپس میں متحد رہنے کا حکم دینے اور ذکر و فکر و مراقبہ و سحرخیزی اور اتباعِ سنت میں کوشش کرتے رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپؒ داخلِ سلسلہ ہونے والوں سے نہ کوئی معاوضہ لیتے تھے نہ کوئی ماہانہ یا سالانہ معمول مقرر فرماتے نہ ان کی کوئی رجسٹریشن ہوتی تھی۔ ہر شخص کے لیے عام اجازت تھی۔ بدیں وجہ آپؒ کا حلقہ ارادت نہایت وسیع ہے۔ آپؒ کے وابستگانِ طریقت کی صحیح تعداد کا تخمینہ کرنا محال ہے۔ تاہم بیس ۲۰ پچیس ۲۵ لاکھ سے زیادہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔ اس اندازہ کی صحت آپؒ کے نامور و معلوم خلفاء کی اس کثیر تعداد سے ہوسکتی ہے۔ جن کی فہرست آئندہ صفحات میں پیش کی گئی ہے۔

خلفاء کا انتخاب

آپؒ خلافت کے منصبِ جلیلہ کے لیے ایسے افراد کا منتخب فرمایا کرتے تھے جو علم کے لحاظ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سے منتہی وباکمال اور عمل کے لحاظ سے عدیم المثال ہوتے۔ اور اس سے بڑھ کر اس امر میں ایمائے غیب کو ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔ کسی کو سعی و کوشش دنیاوی وجاہت یا سفارش کی بنا پر اس ذمہ دارانہ خدمت کے مامور نہ فرماتے تھے۔ زیرِ نظر فہرست کے ملاحظہ سے واضح ہو گا کہ اس اعزاز کے حامل صاحبِ ارشاد بننے کی بہترین صلاحیت رکھتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک علم و فضل میں نامدار ہے تو زہد و ریاضت میں ممتاز روزگار۔ اس طرح سے آپؒ کی یہ خدمت بھی دیگر خدمات کی طرح تاریخِ صوفیائے کرام میں ایک زریں باب کا اضافہ کرتی ہے۔

فہرست خلفاء

۱۔ اعلیٰحضرت سراج الملت مبلغ دین مفتیٔ شرع متین جید الکاملین علامہ مولانا الحاج حافظ قاری حکیم پیر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ محدث زینتِ سجادہ آستانۂ عالیہ علی پور شریف (رحمۃ اللہ علیہ)۔

۲۔ عالی مرتبت پیشوائے سالکین ہادیٔ دین حضرت مخدوم الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید خادم حسین شاہ صاحب قبلہؒ جانشین اعلیٰحضرتؒ۔

۳۔ گرامی منزلت سلطان العارفین رہنمائے راہِ یقین حضرت شمس الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی سجادہ جانشین ثانی مدظلہٗ العالی۔

۴۔ حضرت مولانا الحاج محمد حسین صاحبؒ بی۔اے قصوری۔

۵۔ حضرت مولانا حافظ ظفر علی صاحبؒ پسروری ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

۶۔ حضرت مولانا غلام احمد المخاطبؒ نواب محاسب جنگ بہادر حیدرآبادیؒ۔

۷۔ حضرت مولانا مولوی الحاج محمد امام الدین صاحب رائے پوریؒ ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ۔

۸۔ حضرت مولانا پیر حیات محمد صاحبؒ کشمیری ثم سیالکوٹی۔

۹۔ حضرت مولانا مولوی محمد عظیم صاحبؒ لاہوری سابق ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ۔

۱۰۔ حضرت مولانا مولوی محبوب احمد صاحبؒ المعروف خیر شاہ صاحب امرتسری۔

۱۱۔ حضرت مولانا حاجی ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحبؒ امرتسری۔

۱۲۔ حضرت مولانا الحاج حافظ پیر سید ولایت شاہ صاحبؒ۔ گجرات (پنجاب)

۱۳۔ حضرت مولانا کریم بخش صاحب قصوریؒ۔

۱۴۔ حضرت مولانا خواجہ محمد شفیع صاحبؒ گورداسپوری۔

۱۵۔ حضرت مولانا خواجہ احمد شاہ صاحبؒ امرتسری۔

۱۶۔ حضرت مولانا علی احمد خاں صاحبؒ پشاوری۔

۱۷۔ حضرت مولانا غلام احمد صاحب اخگر امرتسریؒ۔

۱۸۔ حضرت مولانا محمد غوث صاحبؒ، سکھو چک ضلع سیالکوٹ۔

۱۹۔ حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحبؒ ہزاروی۔

۲۰۔ حضرت مولانا مولوی پروفیسر ابوالحامد میر محمود صاحب میسور۔

۲۱۔ حضرت مولانا مولوی حاجی نوازش علی صاحبؒ، حیدرآباد دکن۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

۲۲۔ حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب کشمیری۔

۲۳۔ حضرت مولانا الحاج مولوی حکیم قطب الدین صاحب جھنگویؒ۔

۲۴۔ حضرت مولانا رجب علی صاحبؒ جھنگوی۔

۲۵۔ حضرت مولانا محمد ایوب جان صاحب مردانیؒ۔

۲۶۔ حضرت مولانا سید محمود شاہ صاحب کشمیریؒ۔

۲۷۔ حضرت مولانا میر عبداللہ صاحب یاغستانیؒ۔

۲۸۔ حضرت مولانا حسن بیگ صاحب لاہوریؒ۔

۲۹۔ حضرت مولانا منظور شاہ صاحب، ناگپوریؒ۔

۳۰۔ حضرت مولانا سید محمد محمود صاحب عدنی (عرب)

۳۱۔ حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحبؒ "آزاد" سابق جج ہائیکورٹ بیکانیر۔

۳۲۔ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب الہ آبادیؒ۔

۳۳۔ حضرت مولانا الحاج حکیم محمد خوب صاحب احمد آبادیؒ۔

۳۴۔ حضرت مولانا محمد انصر صاحب مدراسیؒ۔

۳۵۔ حضرت مولانا میر محمد حسین صاحب میسوریؒ۔

۳۶۔ حضرت مولانا غلام محمد صاحب رنگپسٹن میسوریؒ۔

۳۷۔ حضرت مولانا سید محی الدین صاحب کولاریؒ۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

۳۸ ۔ حضرت مولانا سید محمد یحییٰ صاحب نیلگریؒ ۔

۳۹ ۔ حضرت مولانا حافظ سید عبداللہ صاحبؒ حیدرآبادی ۔

۴۰ ۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ کابلی ثم میسوری ۔

۴۱ ۔ حضرت مولانا محمود خان صاحبؒ صفی گنجامی ۔

۴۲ ۔ حضرت مولانا قاضی عبداللہ حسین صاحبؒ خلیل بنگلوری ۔

۴۳ ۔ حضرت مولانا شاہ امین اللہ صاحبؒ ناروی ۔

۴۴ ۔ حضرت مولانا الحاج حفیظ الدین صاحبؒ رہتکی ۔

۴۵ ۔ حضرت مولانا منظور صاحبؒ ناگپوری ۔

۴۶ ۔ حضرت مولانا الحاج قاری محمد شہاب الدین صاحبؒ حیدآبادی ۔

۴۷ ۔ حضرت مولانا حکیم قمر احمد صاحب آگرہ ۔

۴۸ ۔ حضرت مولانا سید محمد شفیع صاحبؒ بھرتھ دینانگر، گورداسپور ۔

۴۹ ۔ حضرت مولانا الحاج محمد نصیب خان صاحبؒ رہتکی ۔

۵۰ ۔ حضرت مولانا الحاج عابد حسن صاحب فریدیؒ پروفیسر سینٹ جانسن کالج، آگرہ ۔

۵۱ ۔ حضرت مولانا الحاج حامد حسن صاحبؒ قادری پروفیسر سینٹ جانسن کالج آگرہ (کراچی)

۵۲ ۔ حضرت مولانا الحاج ذاکر علی صاحب رہتکی (کراچی)

۵۳ ۔ حضرت مولانا الحاج خان بہادر بخشی مصطفےٰ علی خانصاحب بنگلوری (مدینہ منورہ) ۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

۵۴ - حضرت مولانا الحاج ماسٹر کرم الٰہی صاحبؒ، ایڈووکیٹ سیالکوٹ، جنرل سیکرٹری انجمن خدّام الصوفیہ پاکستان۔

۵۵ - حضرت مولانا الحاج ڈاکٹر اللہ دتہ صاحبؒ کنجاہی گجرات (پنجاب)

۵۶ - حضرت مولانا الحاج محمد سرور صاحبؒ، کوہاٹ۔

۵۷ - حضرت مولانا الحاج پیر سید احمد شاہ صاحبؒ، کوہاٹ۔

۵۸ - حضرت مولانا الحاج پیر سعید شاہ صاحب، کوہاٹ۔

۵۹ - حضرت مولانا الحاج حافظ سلطان احمد خانصاحب (پشاور)۔

۶۰ - حاجی خوشی محمد صاحبؒ اقبال نگر، ضلع ساہیوال۔

۶۱ - حضرت مولانا الحاج حکیم حافظ قاری مولوی عبدالحمید خانصاحب واعظ (کیمبل پور)

۶۲ - حضرت مولانا الحاج حافظ نور احمد صاحب، قصور۔ ضلع لاہور

۶۳ - حضرت مولانا الحاج سیّد عبدالقاضی صاحب ہزاروی (حویلیاں)

۶۴ - حضرت مولانا محمد عمر صاحب نعیمی مراد آبادی (کراچی)

۶۵ - حضرت مولانا الحاج مولوی نبی بخش صاحبؒ (قصور)

۶۶ - حضرت مولانا الحاج ولی محمد صاحب شاہ آبادی (ملتان)

۶۷ - حضرت مولانا الحاج محمد واصل صاحبؒ، جھنگوی [1]

---

[1] پیشکردہ فہرستِ خلفاء میں اگر کوئی نام، ناواقفیت کی بنا پر متروک ہوگیا ہو تو نام و پتہ اور تاریخ خلافت سے مطلع فرمایا جائے تو باعثِ تشکر ہوگا۔ نیز مرتب کو اس امر کا اعتراف ہے کہ اسمائے خلفاء میں تقدیم و تاخیر کو ملحوظ نہ رکھا جاسکا۔ اگر کوئی بزرگ ترتیب کو درست فرما کر آگاہ فرمائیں تو آئندہ شکریہ کے ساتھ ترتیب درست کردی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تحریکِ خلافت
۱۹۱۴ء تا ۱۹۲۲ء

دُنیائے اِسلام کی آنکھوں کا تارا۔ مسلمانوں کے دلوں کا سہارا۔ خلافتِ اسلامیہ کا سر پر آرا۔ خادمِ بیت اللہ یعنی آخری تاجدارِ سلطنت ترکیہ سُلطان المعظم کا جب ستارۂ اقبال غروب ہُوا۔ یورپ کی مکاری و شرارت سے ترکی میں فتنہ و فساد پھُوٹ پڑا۔ علمِ بغاوت بلند کیا گیا۔ اور اعزازِ خلافت کو خطرہ لاحق ہُوا تو عالمِ اِسلام میں ایک تھلکہ مچ گیا۔ اور آپؒ کے قلبِ مبارک پر ضربِ کاری لگی۔ مسلمانانِ ہند میں اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ خلافت کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ آپؒ نے دلی ہمدردی سے اس تحریک میں خاص حصہ لیا۔ اور اپنی توجہ کامل سے اس تحریک کو ہمہ گیر بنایا۔ آپؒ کو سلطنتِ ترکیہ سے اس لیے بھی گہری ہمدردی تھی کہ سلطان المعظم کو حرمین الشریفین کی خدمت کی سعادت اور مسلمانانِ عالم کی قیادت کا شرف حاصل تھا۔ چنانچہ آپؒ نے شمالی ہند سے ساحلِ مالابار تک جگہ جگہ جلسے منعقد کرائے۔ اکثر جلسوں کی صدارت خود فرمائی۔ ان کے لیے صعوباتِ سفر گوارا کیے۔ گراں بہا چندے دیئے اور اپنی اثر انگیز تقاریر و شعلہ نوائی سے مسلمانانِ ہند کے قلوب کو خلافتِ اسلامیہ کے سوزِ محبت سے تب و تاب بخش دی۔ یارانِ طریقت نے بالخصوص اور مسلمانوں نے بالعموم اس تحریک سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ آپؒ نے اپنی جیبِ خاص سے ۱۹۲۱ء میں ساڑھے سترہ سو روپے (۱۷۵۰) کی خطیر رقم بطورِ امداد عنایت فرمائی۔ اور یارانِ طریقت نے بھی اس تحریک میں لاکھوں روپے اس کے علاوہ پیش کیے۔ یہ امداد اس امداد کے علاوہ تھی جو وقتاً فوقتاً دی جاتی رہی۔ چنانچہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

لائیلپور ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس منعقدہ ۳-۴ مارچ ۱۹۲۱ء کے مطبوعہ فی البدیہہ خطبۂ صدارت میں ہزاروں مسلمانوں کے سامنے جس میں حضرت مولانا شوکت علی صاحب مرحوم دہلوی مشہور قومی لیڈر بھی شامل تھے۔ اپنی نسبت اشرار کی پُر مذمت اور قابلِ نفرت افترا پردازیوں کا غیر مبہم اور واضح الفاظ میں رد کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مجھے خلافت سے ہمدردی ہے۔ جسے خلافت سے ہمدردی نہیں اس میں ایمان نہیں ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے خلافت سے ہمدردی ہے اور میں باایمان ہوں۔

ع ثنائے خود گفتن نہ زیبد مرترا عاقل

اپنی تعریف خود کرنا جہالت ہے اور اس سے زیادہ جہالت کیا ہوگی۔ لیکن فقہ کا اصول ہے کہ ضروریات ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ اور حکمِ ربّی ہے کہ فاما بنعمۃ ربک فحدث۔ اس خدائی فرمان کے مطابق میرا فرض ہے کہ خدا نے جو نعمتیں عطا کی ہیں، انہیں ظاہر کر دوں۔ میں جو کچھ کرتا ہوں اپنے خدا کی رضاجوئی کے لیے کرتا ہوں۔ مجھے دُنیا اور دُنیا والوں سے خاص تعلق نہیں۔ مجھے ان کی کوئی خوشامد نہیں۔ میں تو جو کچھ کر رہا ہوں اپنے مولا کی خوشنودی کے لیے کر رہا ہوں۔ جس زمانہ میں ہندوستان کے مسلمانوں میں جذبۂ اسلامی مفقود نظر آتا تھا، میں تو بفضلِ تعالیٰ اُس زمانے میں بھی اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرتا تھا۔ طرابلس فنڈ۔ بلقان فنڈ۔ کانپور کی مسجد۔ اور دیگر مواقع پر میں نے کافی سے زیادہ چندہ ادا کیا اور یارانِ طریقت سے دلوایا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ میں نے خدمتِ خلافت میں حصہ نہیں لیا۔ گویا میں مسلمان نہیں۔ مجھ میں جذبۂ اسلامی نہیں

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اس سے زیادہ کذب و دروغ بافی کیا ہو گی۔ میں نے اب تک ساڑھے سترہ سو روپے (۱۷۵۰) اپنی جیب سے خدمتِ خلافت کے لیے پیش کیے اور جو سرمایہ میرے یارانِ طریقت نے جمع کر کے پیش کیا ہے وہ کئی لاکھ ہے۔ انشاءاللہ میں خود اور میرے یارانِ طریقت اسی طرح خدمتِ خلافت میں حصہ لیتے رہیں گے۔ مجھے سمرنا کے مظلومین اور اپنے ترک بھائیوں سے ہمدردی ہے۔ بحمداللہ میں مسلمان ہوں، اور باایمان ہوں۔ آلِ رسولؐ ہوں حقیقی سیّد ہوں۔ مجھے ترکوں سے محبت ہے۔ اپنے خلیفۃ المسلمین سے اپنے سلطان المعظم سے عقیدت ہے۔ میں اپنے آپ کو اور اپنا سب کچھ حضور سلطان المعظم اور خدمتِ اسلام کے لیے پیش کرنے کو تیار ہوں۔

میں نے سُنا ہے کہ میری نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ میں انگریزوں سے ڈرتا ہوں میں ان کا طرفدار ہوں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں نے ان کا کونسا خطاب قبول کیا ہے۔ کونسی جاگیر حکومت سے حاصل کی۔ یا کونسا تمغہ یا سند لی ہے۔ میں ان دُنیا والوں اور ان کی تمام چیزوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ مجھے انگریزوں سے کیسا ڈر۔ کیسا خطرہ۔ ڈرے وہ جسے دُنیا اور دُنیا کی چیزوں کا خیال ہو۔ عزت اور دولت دینے والا میرا خدائے پاک ہے۔ میرا مولا ہے۔ مجھے انگریزوں کی خوشامد سے کیا واسطہ۔ میرا رازق میرا خدائے برتر ہے۔ مسلمانوں کو خوشامد سے کیا نسبت۔ میں مسلمان ہوں۔ مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہوں۔ اور انشاءاللہ مسلمان ہی مروں گا۔ میرا اُٹھنا میرا بیٹھنا۔ میرا کھانا میرا پینا۔ میرا سونا غرضیکہ میری ہر بات خدا اور محض خدا ہی کے لیے ہے۔ میں دُنیا اور دُنیاوی باتوں کے لیے ہرگز کچھ نہیں کرتا۔ ہاں ایک بات یاد آگئی۔ جب آغا خاں یونیورسٹی کے جلسے کرتے پھرتے تھے تو انہوں نے امرتسر میں جلسہ منعقد کیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

میں اس جلسہ کا صدر تھا۔ میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لاء جو آج کل وزیرِ حکومت بنے ہوئے ہیں تقریر کر رہے تھے دورانِ تقریر انہوں نے کہا کہ میں آج بہت خوش ہوا ہوں کہ ہمارے دینی بزرگوں میں بھی قومی احساس پیدا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں آج کوئی پہلا دن نہیں ہے کہ میں نے کسی قومی کام میں حصہ لیا ہو بلکہ میں تو ہر ایک قومی انجمن کا صدر بنتا رہا ہوں۔ جس دن میں کوئی قومی خدمت انجام نہیں دے لیتا اپنا کھانا حرام سمجھتا ہوں۔ اس جلسہ میں شیخ عبدالقادر بیرسٹر، محمد عمر صاحب بیرسٹر مرحوم، مولوی ظفر علی خاں صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب سب موجود تھے۔ میں نے ان سب حضرات کو مخاطب کر کے کہا کہ تم ہی بتاؤ کہ جتنے قومی کام ہوئے ہیں ان میں سے کتنے پُرانے خیالات کے بوڑھوں نے کیے ہیں اور نئی نسل کے نوجوانوں نے کتنے کیے ہیں۔ ہم نے تو ان کے سروں پر سُرخ ٹوپی اور کالے پھندنے کے سوا ان کے ہاتھوں کوئی عملی کارگزاری تو نہیں دیکھی۔

دعوئے فکر و نظر ان کو خدا کی قدرت
کہ جنہیں حسنِ نمائش کے سوا یاد نہیں

ان حضرات نے اس موقع پر تسلیم کیا کہ نوجوانوں نے قومی خدمت میں کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا۔

آپؒ پر ایک الزام یہ بھی لگایا گیا تھا کہ آپؒ نے مسلمانوں کو جنگ کے موقع پر حکماً انگریزوں کی فوج میں بھرتی کرایا تھا۔ جس کا جوابِ لاجواب اسی خطبے میں آپؒ کی زبانی سماعت فرمائیے۔

فرماتے ہیں کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں نے پنجاب کی فوج میں ایک متنفس کو بھی بھرتی نہیں کرایا۔ ڈوائر صاحب لیفٹیننٹ گورنر کو ایک محضر نامہ پیش کیا گیا۔ اس پر اکثر پیرانِ عظام کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

دستخط موجود ہیں لیکن میرے دستخط ہرگز ہرگز موجود نہیں۔ میں لارڈ صاحب کے پاس تک نہیں گیا۔ خُدا مجھے محفوظ رکھے۔ میں انشاء اللہ کبھی بھی کسی افسر کے پاس نہیں جاؤں گا۔

مسئلۂ خلافت

اصل موضوع سے رجوع کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانو! غور تو کرو، مسلمان خاندانوں میں پیدا ہوئے۔ مسلمانوں کے نام رکھے گئے، مرنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوتے ہو، اور مسلمانوں کی قبریں پلید کرتے ہو۔ اپنے بھائیوں کو۔ اپنے مسلمانوں بھائیوں کو چند پیسوں کے عوض شہید کرتے ہو۔ اپنے بھائیوں پر گولیاں چلاتے ہو تمہیں شرم تو نہیں آتی ہے۔ لعنت ہے اللہ کی اس شخص پر جو غیروں کا غلام بنائے۔ چہ جائیکہ اپنے بھائی پر گولی چلا کر اُسے شہید کرے اور اس کے ملک اس کے خاندان اس کے ننگ و ناموس کو اعدائے اسلام کے حوالے کر دے۔ حکام کہتے ہیں کہ مسلمان بدعہدی کرتے ہیں۔ فساد کرتے ہیں لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس بات کے لیے ان کے پاس کیا دلائل موجود ہیں۔ مجھے تو ایک بھی ایسا واقعہ یاد نہیں جس سے ظاہر ہو سکے کہ مسلمانوں نے کسی جگہ فساد مچایا ہو۔ یہ مفت کا بہتان ہے جو مسلمانوں کے سر تھونپا جاتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں، اور تمام دُنیا کے مسلمان ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے بھائیوں پر جو تشدد روا رکھے جا رہے ہیں، ان پر جو ظلم توڑے گئے ہیں ان کی داستانیں سُن سُن کر ہمارا دل تڑپتا ہے۔ ہمیں رنج ہوتا ہے حکومت برطانیہ نے عربوں سے کیا سلوک کیا؟ ایک شخص نے جو مکہ معظمہ سے واپس آیا ہے، مجھے بتایا کہ وہاں

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اجناسِ خوردنی اور اشیائے ضروری کی اس قدر گرانبازاری ہے کہ جینا محال ہو رہا ہے۔ ہمارے بھائیوں کے سینکڑوں کیا ہزاروں خاندان بھوکے مر رہے ہیں۔ تُف ہے ہماری زندگی پر کہ ہمارے بھائی تو بھوکے مریں اور ہم مزے سے زندگی بسر کریں۔ لذیذ اور مرغن کھانے کھائیں۔ سمرنا کا حال آپ سُن چکے ہیں سِلام کے نام پر گھربار لُٹانے والوں کا حال سُن لیا۔ وہ بھوکے ہیں ننگے ہیں۔ ان کے پاس کھانے کو نہیں پہننے کو نہیں ان پر کیا کیا ظلم و ستم کیے جا رہے ہیں، ہماری بہنوں کو ذلیل کیا جا رہا ہے۔ تم مسلمان ہو! تمہیں معلوم ہے کہ سِلام کا کیا حکم ہے؟ تمہیں اسلام نے سکھایا ہے کہ آپس میں متحد رہو۔ باہمی اتحاد و اتفاق رکھو۔ اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو۔ آپس میں تفرقہ نہ ڈالو سِلام کا پہلا اصول باہمی محبت و اخوت ہے۔ اسلام تو محبت کا سبق دیتا ہے سِلام تو ہمدردی سکھاتا ہے بنی نوع انسان کی خیر خواہی کا سبق دیتا ہے۔ ہمارے مولا فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان مادرزاد بھائیوں کی مانند ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ بقول سعدیؒ بنی آدم تو ایک طرف رہے ہمارے بھائیوں کو ہمارے ترک اور عرب بھائیوں کو تکلیف پہنچے، ان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے، وہ دکھ اٹھائیں اور ہم بیٹھے دیکھا کریں۔ ہم کس طرح مسلمان کہلائے جا سکتے ہیں۔ کیا ہندوستان میں شوکت علی اور محمد علی ہی رہ گئے ہیں جو ہر ایک مسلمان کے لیے تکلیف اٹھائیں؛ جیل خانوں میں جائیں، کیا باقی مسلمان مر گئے۔ تم میں غیرت نہیں تم میں حمیت نہیں .... ہم سے پوچھا جاتا ہے کہ سلطان المعظم سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ تم ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ یہیں

لہ ۱۹۲۱ء میں نرخ اشیائے خوردنی: گوشت فی سیر ۲/ روپے، گھی فی سیر ۱۰/ روپے اور آٹا فی روپیہ ۱/۲ سیر۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

پرورش پائی۔ اسی ملک میں جوان یا بوڑھے ہو گئے۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں؟ کیا یہ بات اب تک راز ہے کہ سلطان المعظم تمام دُنیا کے مسلمانوں کے بادشاہ ہیں، ان کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں اور تمام مسلمان اُن سے دلی محبت رکھتے ہیں؟ مسلمانو، یاد رکھو جس شخص کو سلطان المعظم سے محبت نہیں اُسے اسلام سے تعلق نہیں۔ مسلمان وہی ہے جسے حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین سے دلی عقیدت و محبت ہو۔ سلطان المعظم ہماری رُوح رواں ہیں۔ ہم جسم ہیں۔ اگر ہم جسم ہیں تو وہ ہمارا سر ہیں۔ ہم ان کے بل پر نازاں ہیں۔ وُہ ہمارے لیے باعثِ افتخار ہیں۔ ہمیں فخر ہے۔ ہمیں ناز ہے کہ ہمارا بادشاہ موجود ہے۔ جس کے سامنے تمام عالمِ اسلام کے مسلمان سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ اس سے دو سال قبل کی گوجرانوالہ کی ایک گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ نماز جمعہ کے بعد میں وعظ کر رہا تھا کہ ملک لال خان صاحب نے مجھ سے کہا کہ کچھ خلافت کے متعلق کہو۔ میں نے اس وقت یہ الفاظ کہے تھے کہ جس شخص کو خلافت سے تعلق نہیں اُسے اِسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ سلطان المعظم ہمارے لیے مایہ صد افتخار و ناز ہیں۔ ہماری عزت ان کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کے پشت و پناہ ہیں۔ تمام عالم کے مسلمان ان کے خادم ہیں۔ ہمارا سلطان المعظم سے اور سلطان المعظم کا ہم سے وہی تعلق ہے جو انگریزوں کا عیسائی سلطنتوں سے ہے۔ انگریزو، ذرا غور کرو کہ تم نے عیسائی سلطنتوں کو آزاد کرا دیا۔ تم نے بہت سے ملک ترکوں سے چھین کر اپنے عیسائی بھائیوں کے حوالے کر دیئے۔ اگر ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں تو تمہاری ہی تقلید ہے۔ یہ سبق تو اس زمانے میں جب کہ ہم اسلام کو بھول چکے ہیں تم ہی نے یاد کرایا۔ تم ہی ہمارے اُستاد ہو وغیرہ۔ آپؒ نے اس زبردست تحریک میں خالص جذبہ قومی اور رشتہ دینی کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ڈالنے کی کوششیں شروع کر دیں یعنی مسلمان نابالغ بچوں کے نکاح کو قانونِ حکومت کی رُو سے ممنوع قرار دینے کی جدوجہد کا ۱۹۲۹ء میں آغاز کیا۔ تو آپؒ نے ۲۴ نومبر ۲۹ء کو بعد از نماز مغرب مسلم ہال شہر بنگلور میں شہریوں کے ایک عظیم احتجاجی جلسے کی صدارت فرمائی اور تمام مسلمانوں کو عام طور پر اور یارانِ طریقت کو خاص طور پر تاکید فرمائی کہ وہ سارداقانون کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور ہر شہر میں جلسے کر کے حکومت کو اپنے دلی جذبات سے خبردار کریں۔ کہ سارداقانون کا نفاذ شریعتِ اسلامی کے منافی ہے۔ اور ایک تار وائسرائے ہند کے نام حسبِ ذیل الفاظ میں روانہ فرمایا۔

"میں لاکھوں مسلمانوں کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے نیز ایک مذہبی پیشوا ہونے کی حیثیت سے اس امر کی درخواست کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو سارداایکٹ سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ کیونکہ سارداایکٹ کا نفاذ مسلمانوں کے احکامِ شریعت میں ایک قطعی مداخلت کا حکم رکھتا ہے۔" (یہ تار فری پریس کی وساطت سے انگریزی اخباروں میں بھی شائع ہو چکا ہے۔)

اس جلسہ میں ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ جس میں آپؒ نے انگریزوں کی بدعہدی کا کھُلم کھُلا ذکر فرمایا۔ اور اسلام میں نکاح کی فرضیت کو دلائل سے ثابت کر کے حکومت سے سوال کیا۔ کہ جب نکاح کرنے کے لیے کوئی قانون موجود نہیں ہے تو پھر یہ عمر کی قید کا قانون کیسا؟ حکومت کو چاہیئے کہ پہلے ایک ایسا قانون بنائے کہ ہر شخص پر نکاح لازمی ہو۔ ہم مسلمان ہیں اس لیے ہم اسلامی قانون کی پیروی کریں گے اور اپنی نسبت فرمایا کہ اگر خدانخواستہ اس قانون کا نفاذ ہُوا تو سب سے پہلے میں قانون شکنی کروں گا۔ میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ میں اپنے تمام متعلقین کو حکم دے دوں گا کہ وہ دس برس کی عمر والی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ڈالنے کی کوششیں شروع کر دیں یعنی مسلمان نابالغ بچوں کے نکاح کو قانونِ حکومت کی رُو سے ممنوع قرار دینے کی جدوجہد کا ۱۹۲۹ء میں آغاز کیا۔ تو آپؒ نے ۲۴ نومبر ۱۹۲۹ء کو بعد از نماز مغرب مسلم ہال شہر بنگلور میں شہریوں کے ایک عظیم احتجاجی جلسے کی صدارت فرمائی اور تمام مسلمانوں کو عام طور پر اور یارانِ طریقت کو خاص طور پر تاکید فرمائی کہ وہ سارداقانون کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور ہر شہر میں جلسے کر کے حکومت کو اپنے دلی جذبات سے خبردار کریں۔ کہ سارداقانون کا نفاذ شریعتِ اسلامی کے منافی ہے۔ اور ایک تار وائسرائے ہند کے نام حسبِ ذیل الفاظ میں روانہ فرمایا۔

"میں لاکھوں مسلمانوں کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے نیز ایک مذہبی پیشوا ہونے کی حیثیت سے اس امر کی درخواست کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو سارداایکیٹ سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ کیونکہ سارداایکٹ کا نفاذ مسلمانوں کے احکامِ شریعت میں ایک قطعی مداخلت کا حکم رکھتا ہے۔" (یہ تار فری پریس کی وساطت سے انگریزی اخباروں میں بھی شائع ہو چکا ہے۔)

اس جلسہ میں ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ جس میں آپؒ نے انگریزوں کی بدعہدی کا کھُلم کھُلا ذکر فرمایا۔ اور اسلام میں نکاح کی فرضیت کو دلائل سے ثابت کر کے حکومت سے سوال کیا۔ کہ جب نکاح کرنے کے لیے کوئی قانون موجود نہیں ہے تو پھر یہ عمر کی قید کا قانون کیسا؟ حکومت کو چاہیے کہ پہلے ایک ایسا قانون بنائے کہ ہر شخص پر نکاح لازمی ہو۔ ہم مسلمان ہیں اس لیے ہم اسلامی قانون کی پیروی کریں گے اور اپنی نسبت فرمایا کہ اگر خدانخواستہ اس قانون کا نفاذ ہُوا تو سب سے پہلے میں قانون شکنی کروں گا۔ میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ میں اپنے تمام متعلقین کو حکم دے دوں گا کہ وہ دس برس کی عمر والی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

لڑکیوں کا نکاح ایک ہی رات میں کر دیں۔ اسی طرح ایک ہی رات میں دس ہزار نکاح کرادوں گا۔ ہم میں ابھی اسلامی حرارت موجود ہے۔ انشاء اللہ اگر زندگی باقی رہی تو حکومت دیکھ لے گی کہ میں اپنے قول کا کس طرح سچا ہوں۔ اسلام کے لیے میری جان بھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس سلسلہ میں آپؒ کی ہدایت کے مطابق ملک کے گوشے گوشے میں انجمن خدام الصوفیہ کی شاخوں نے جلسہ ہائے عام منعقد کر کے سارداابل کے خلاف مسلمانوں کے جذبۂ نفرت و بیزاری سے وائسرائے کو مطلع کیا۔ جنوری ۱۹۳۰ء میں اس سفر سے واپس آنے کے بعد علی پور سیداں میں آپؒ نے ایک عام جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے اس قانون کے نقائص بیان فرمائے اور حاضرین کو متنبہ فرمایا کہ اگر خدانخواستہ یہ بل پاس ہوگیا تو تمہیں اس کی مخالفت کرنی ہوگی۔ آپس ہی میں نکاح خوانی کرو اور آپس ہی میں شاہد بن جاؤ۔ کیونکہ ہم اس حد تک بادشاہ کی فرمانبرداری کر سکتے ہیں جہاں تک اسلام اجازت دے۔ جب ہمارے دین کے مسائل میں دست اندازی کی جائے گی تو ہم ضرور خلاف ورزی کریں گے۔ اسی موضوع پر ایک دفعہ انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ میں بمقام علی پور سیداں بتاریخ ۴ مئی ۱۹۳۰ء فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی بادشاہ نے رعیت کے اہل و عیال پر تسلط نہیں کیا۔ اولاد کے اختیار والدین پر منحصر رہے ہے خواہ کسی ملک کے ہوں۔ آج انگریزوں نے ہمارے بال بچوں پر قبضہ کر لیا اور کہا کہ تم اپنے بال بچوں کے نکاح نہیں کر سکتے اگر اس حد تک کوئی نکاح کرے گا تو تین ماہ قید اور ہزار روپے جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ اور خداوند عالم نے تو والدین کو اختیار دیا ہوا ہے مگر اب اولاد پر ماں باپ کا تسلط نہ رہا۔ انگریزوں کا عہد تھا،

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کہ ہم کسی کے مذہب میں تصرف کریں گے نہ کسی کے رسم و رواج میں دخل دیں گے اور اب انگریزوں نے رسم و رواج و مذہب میں دخل دیا اور ہم تو رعیت و وفادار ہیں۔ غدار نہیں مگر معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ہم لوگوں کی بات کیوں قبول نہیں کرتے۔ ہمیشہ بادشاہ جائز بات کو قبول کرتے رہے یا یہ کہہ دیں کہ ہم تمہارے بادشاہ نہیں۔ کیونکہ جب رعیت حکم قبول نہ کرے، تو بادشاہ اس کو مجرم کہتے ہیں۔ اگر بادشاہ رعیت کی آواز نہ سنے تو وہ مجرم کیوں نہیں ہوتا۔ ہم شریعت کے پابند ہیں اگر کسی نے ہماری شریعت میں دخل دیا تو ہم ضرور اس کے خلاف چلیں گے۔ لیکن انگریزوں نے مسلمانوں کے احساسات کی پروا کیے بغیر ہندو نوازی اور مسلم آزاری کے پیش نظر یہ قانون بنایا۔ جب اس قانون کا نفاذ عمل میں آیا تو آپؒ اس وقت راولپنڈی میں تشریف رکھتے تھے۔ جونہی آپؒ کو اس کا علم ہوا تو آپؒ نے اس کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا۔ اور ایک ہی رات میں سینکڑوں نابالغ بچوں کی شادیوں کا خطبہ نکاح خود پڑھا۔ اور انگریزوں کی حکومت کو شکستِ فاش دی۔ آپؒ کے اس کامیاب اقدام کی بنا پر قانونِ مذکور ناکام ہو گیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تحریکِ حریت کشمیر

جس طرح قیامِ پاکستان کے بعد مہاراجہ کشمیر نے اپنی مسلمان رعیت پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے بالکل اسی طرح ۱۹۳۱ء میں بھی مسلمانوں کو شدید قسم کی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس موقع پر اعلحضرت نے محض ناموسِ اسلام کے واسطے اور رضائے حق کی خاطر اس تحریک میں دلچسپی لی اور آپؒ کے ایماء پر ہزاروں وابستگان نے اپنے دینی بھائیوں کو مصیبت سے نجات دلانے کے لیے سرفروشانہ خدمات انجام دیں۔ قبل اس کے کہ اس موقع کی تفصیلات بیان کی جائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر کا تاریخی پس منظر پیش کر دیا جائے۔ تاکہ حالات کے سمجھنے میں زیادہ سے زیادہ آسانی ہو۔

کشمیر میں اسلام چودھویں صدی عیسوی کے اوائل میں پہنچا۔ سوات کے ایک بزرگؒ شاہ مرزا صاحبؒ ۱۳۱۵ء میں یہاں آئے اور راجہ کے ملازم ہو گئے اور جب ملک میں ابتری پھیلی تو شمس الدین شاہ کے نام سے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنا سکہ و خطبہ جاری کیا لیکن یہاں سب سے پہلے حضرت سید عبدالرحمٰن شاہ صاحبؒ عرف بلبل شاہ نے کامیاب مبلغ کی حیثیت سے اسلام کا پرچم لہرایا۔ اور اپنی توجہ باطنی سے فرمانروا کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ اور پھر شاہ ہمدانی صاحب ایرانی و خواجہ نور الدین صاحب و سلطان العارفین امیر حمزہ صاحب مخدومی رحمھم اللہ نے اپنے مکارم اخلاق و توجہ باطنی سے وادیٔ کشمیر کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

گوشہ گوشہ میں اسلام کی اشاعت کی اور اہلِ کشمیر کو خالص اسلامی رنگ میں رنگ دیا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر اکابر علمائے دین اور صوفیائے کرام اس خطۂ جنت نظیر میں پیدا ہوئے۔ اور یہ خطہ تازمانہ شہنشاہ اکبر مسلمانوں کے زیرِ اقتدار رہا۔ اور ۱۵۸۶ء تک حکومت دہلی کے اثر سے آزاد رہا۔ لیکن جب شیعوں نے سُنّی مسلمانوں پر ناقابلِ برداشت مظالم شروع کیے تو حضرت بابا داؤد خاکی شیخ یعقوب صیرفی وغیرہ کا ایک وفد شہنشاہ اکبر کے پاس فریاد لے کر گیا تو اکبر نے اسی سال اس کو فتح کر کے مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا۔ اور جب مغلیہ سلطنت کو زوال آیا تو دُرانی پٹھانوں نے اس پر تسلط جمایا۔ اور ان کے بعد سکھوں نے اور ان سے انگریزوں نے اس علاقہ کو حاصل کیا۔ اور مہاراجہ گلاب سنگھ راجہ جموں کے ہاتھ بقیمت پچھتر لاکھ روپے فروخت کر دیا۔ یہاں سکھوں کے زمانہ سے مسلمانوں کو مبتلائے آلام بنایا جا رہا تھا۔ اور ۱۹۳۱ء میں مساجد پر قبضہ کر کے مذہبی آزادی سلب کر لی گئی۔ فریضہ نماز میں رکاوٹ ڈالی گئی اور قرآن مجید کی بے حرمتی کی گئی۔ مسلمانوں کے انسانی حقوق بھی غصب کر لیے گئے اور ان کو ہر طرح کے ذلیل کاموں میں استعمال کیا گیا۔ اور طرح طرح کے ناروا سلوک کیے گئے۔ ان واقعات نے تمام مسلمانانِ ہند میں ہلچل مچا دی۔ مسلمانانِ ہند و پنجاب نے اس کے خلاف جلسے منعقد کیے۔ اور جلوس نکالے۔ ریزولیشن پاس کیے۔ اور حکومتِ ہند کے وائسرائے کو اپنی بے چینی سے مطلع کیا۔ ادھر حکامِ کشمیر نے مسلمان رہنماؤں کو گرفتار کر کے قید خانوں میں بند کرنا شروع کر دیا اور بے جرم و گناہ مسلمانوں پر گولیاں چلوائیں۔ ان واقعات کی پیہم اطلاعات سے ملک میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ ماہ اگست ۳۱ء میں اعلیحضرتؒ کو حیدر آباد دکن میں جب ان واقعات کا علم ہوا تو آپؒ نے سیکرٹری صاحب

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مرکزی انجمن خدام الصوفیہ سے ایک مکتوب کے ذریعہ ان کے پروگرام کے متعلق استفسار فرمایا اور یارانِ طریقت کو میدانِ عمل میں نمایاں کارگزاری دکھانے کی تاکید فرمائی۔ نیز اپنی طرف سے مجلسِ احرار کو بطورِ امداد یکصد روپیہ بدست حضرت الحاج مولانا مولوی صوفی محمد امام الدین صاحب[1] رائے پوری ارسال فرمایا۔ چنانچہ ۲۷ اگست ۱۹۳۱ء کو بوقت شب ایک مجلسِ مشاورت حضرت الحاج مولانا خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب ایڈووکیٹ سیالکوٹ کے مکان پر منعقد ہوئی اور طے پایا کہ میدانِ عمل میں انجمن خدام الصوفیہ مجلسِ احرار کے ساتھ مل کر کام کرے گی۔ اس فیصلہ کے مشتہر ہونے کے بعد شہر سیالکوٹ کے مسلمانوں نے عموماً اور وابستگانِ اعلیٰحضرت نے خصوصاً مجلسِ احرار کا ساتھ دیا اور فراہمیِ چندہ و تنظیم رضاکاران میں بیش از بیش حصہ لیا۔ اور ۴ ستمبر کو مجلسِ احرار نے ایک تحقیقاتی وفد کشمیر روانہ کیا۔ لیکن حکامِ کشمیر نے راستہ بند کر دیا جس کی وجہ سے وفد ناکام واپس آگیا۔ اور پھر ۴ اکتوبر کو مولوی مظہر علی صاحب کی سرکردگی میں ایک سو پچاس رضاکاروں کا ایک دستہ کشمیر کی طرف روانہ کیا گیا۔ جسے حکامِ ضلع سیالکوٹ نے چھاؤنی کے قریب گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ اسی دن انجمن خدام الصوفیہ کے سیکرٹری صاحب نے ممتاز علمائے سیالکوٹ سے اس معاملہ میں اپنے مکان پر مشورہ لیا۔ اس کے بعد مجلسِ احرار کے دفتر میں جا کر اپنی جماعت کی عملی خدمات پیش کر دیں۔ اور اسی رات محلہ امام صاحب کے کثیر اجتماع میں وابستگانِ اعلیٰحضرت کی طرف سے اس جدوجہد میں عملی حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ اور ۵ تا ۸ اکتوبر تقریباً ڈھائی ہزار رضاکار شہر و مضافات سیالکوٹ سے جموں میں داخل ہو گئے۔ ریاست کے سپاہیوں نے ان امن دوست رضاکاروں

[1] سیکرٹری جنرل مرکزی انجمن خدام الصوفیہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کو سخت زد و کوب کیا۔ ان پر لاٹھیاں برسائیں، نیزے مارے اور گھوڑے دوڑائے۔ بالآخر ۸ر اکتوبر کو ریاست کے حکام نے رضاکاروں کے مقابلہ میں ہتھیار ڈال دیئے اور بتاریخ ۹ر اکتوبر تمام رضاکاروں کو لاریوں کے ذریعے سیالکوٹ بھیج دیا۔ اس زمانے میں حدودِ ریاست میں رضاکاروں کے داخلہ کے لیے تین محاذ قائم کیے گئے تھے۔

۱۔ باجرہ ۲۔ سچیت گڑھ ۳۔ جھلکی، ان ہر سہ محاذ پر وابستگانِ اعلیحضرتؒ نہایت سرگرمی سے مصروفِ عمل رہے۔ محاذ باجرہ کے نواحی علاقوں میں پھر پھر کر مولانا مولوی محمد یوسف صاحب حالاتِ کشمیر بیان کر کے چندہ فراہم کرتے اور رضاکاروں کی بھرتی کر کے ان کو حدودِ ریاست میں روانہ فرماتے تھے۔ سچیت گڑھ کے محاذ پر عنایت اللہ صاحب پہلوان اور ان کی برادری کے علاوہ چودھری خیراتی خانصاحب نے تمام رضاکاروں اور دیگر حضرات کے خور و نوش کا مکمل انتظام اپنے ذمہ لے کر تحریک کی بیش از بیش خدمت انجام دی اور محاذ جھلکی پر خود باشندگانِ موضع اور مولوی محمد اسمٰعیل، چودھری اللہ رکھا، دیوان امام دین اور احمد دین صاحبان نے قافلوں کے خور و نوش کا انتظام و اہتمام کیا۔ اور دلیری سے قافلوں کی رہنمائی کی۔ اس محاذ کے افسر حضرت الحاج مولانا مولوی صوفی محمد امام الدین صاحب رائے پوری تھے۔ جو رات دن محنتِ شاقہ برداشت کر کے دینی بھائیوں کے لیے چندہ کی فراہمی اور رضاکاروں کی بھرتی اور ان کی روانگی کا انتظام کرتے رہے اعلیحضرت کی اس تحریک سے گہری دلچسپی اور انجمن خدام الصوفیہ کی کارکردگی نے اہل ملک کے تمام طبقات کے دل میں گھر کر لیا۔ چنانچہ ۹ر اکتوبر ۱۹۳۱ء کی رات کو ایک جلسۂ عام میں

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ان پُرامن اور نہتے رضاکاروں پر سرِ عام ڈوگرہ سپاہیوں نے لاٹھیاں چلائیں۔ نیزوں اور بھالوں سے زخمی کیا۔ گھوڑوں کے پاؤں تلے روندا اور ممکنہ بدسلوکی کر کے دو دو سال قید سخت کی سزا دی۔ بھوک پیاس کے علاوہ تنگ و تاریک و متعفن مقامات پر بند کر کے اذیت میں مبتلا کیا۔ مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب مسجد مبارک پورہ سیالکوٹ نے جو رضاکاروں کے ساتھ قید و بند میں مبتلا تھے، اپنے ایک خط میں جیل سے تحریر کیا تھا کہ اگرچہ نہر اور ندی کے کنارے قید خانہ میں ہیں لیکن پینے اور وضو کے لیے پانی میسر نہیں۔ نماز تیمم سے ادا کی جاتی ہے۔ جموں میں گولی چلی، فساد ہوا۔ اہلِ اسلام کے گھروں اور دکانوں کو لوٹا گیا۔ بے گناہ مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ ریلوے اسٹیشن پر اُترنے والے مُسلم مسافروں کو ہلاک کیا گیا گویا اس زمانہ میں یہاں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی تھی اور لاقانونیت کا دور دورہ تھا۔ یہاں تک کہ حکومتِ برطانیہ کو اپنی افواج کو بحالیٔ امن کے لیے ریاست میں بھیجنا پڑا۔ اور مسٹر فیکن ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا۔ اور وائسرائے نے ایک ہنگامی قانون جاری کر کے رضاکاروں کے داخلے۔ اجتماع اور تقریر کو خلافِ قانون قرار دے دیا۔ اور ۷ نومبر ۱۹۳۱ء کو محاذ سچیت گڑھ پر ایک مجسٹریٹ مقرر کیا گیا جو رضاکاروں کے دستوں کو حدود ریاست میں داخل ہونے سے روک دیتا اور دو دو تین تین ماہ قید و جرمانہ کی سزا دیتا تھا۔ سیالکوٹ کے علاوہ گجرات میں اعلیٰحضرتؒ کے منشائے مبارک کی تعمیل میں حضرت الحاج مولانا مولوی صوفی پیر سید ولایت شاہ صاحب خلیفہ مجاز و حضرت الحاج مولانا ڈاکٹر اللہ دتہ صاحب کنجاہی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ان پُرامن اور نہتے رضاکاروں پر سرِعام ڈوگرہ سپاہیوں نے لاٹھیاں چلائیں۔ نیزوں اور بھالوں سے زخمی کیا۔ گھوڑوں کے پاؤں تلے روندا اور ممکنہ بدسلوکی کر کے دو دو سال قید سخت کی سزا دی۔ بھوک پیاس کے علاوہ تنگ و تاریک و متعفن مقامات پر بند کر کے اذیت میں مبتلا کیا۔ مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب مسجد مبارک پورہ سیالکوٹ نے جو رضاکاروں کے ساتھ قید و بند میں مبتلا تھے، اپنے ایک خط میں جیل سے تحریر کیا تھا کہ اگرچہ نہر اور ندی کے کنارے قید خانہ میں ہیں لیکن پینے اور وضو کے لیے پانی میسر نہیں۔ نماز تیمم سے ادا کی جاتی ہے۔ جموں میں گولی چلی، فساد ہوا۔ اہلِ اسلام کے گھروں اور دکانوں کو لوٹا گیا۔ بے گناہ مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ ریلوے اسٹیشن پر اُترنے والے مُسلم مسافروں کو ہلاک کیا گیا گویا اس زمانہ میں یہاں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی تھی اور لاقانونیت کا دَور دورہ تھا۔ یہاں تک کہ حکومتِ برطانیہ کو اپنی افواج کو بحالئ امن کے لیے ریاست میں بھیجنا پڑا۔ اور مسٹر فیکن ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا۔ اور وائسرائے نے ایک ہنگامی قانون جاری کر کے رضاکاروں کے داخلے۔ اجتماع اور تقریر کو خلافِ قانون قرار دے دیا۔ اور ۷ر نومبر ۱۹۳۱ء کو محاذِ سچیت گڑھ پر ایک مجسٹریٹ مقرر کیا گیا جو رضاکاروں کے دستوں کو حدودِ ریاست میں داخل ہونے سے روک دیتا اور دو دو تین تین ماہ قید و جرمانہ کی سزا دیتا تھا۔ سیالکوٹ کے علاوہ گجرات میں اعلحضرتؒ کے منشائے مبارک کی تعمیل میں حضرت الحاج مولانا مولوی صوفی پیر سید ولایت شاہ صاحب خلیفہ مجاز و حضرت الحاج مولانا ڈاکٹر اللہ دتہ صاحب کنجاہی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

خلیفہ مجاز و الحاج مولوی منشی احمد دین صاحب نے نومبر ۱۹۳۱ء تک چھ دستے روانہ کیے اور گوجرانوالہ میں حضرت مولانا مولوی قاری الحاج عبد الحمید صاحب (واعظ) کی زیرِ نگرانی یارانِ طریقت جوق در جوق مجلس کے رضاکاروں میں شامل ہو کر ریاست کی طرف کوچ کرتے رہے۔ اس طرح سارے پنجاب اور ہندوستان کے ہر حصے کے مسلمانوں میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ وائسرائے ہند نے جموں و کشمیر کے مظالم اور بدامنی کا حال سُن کر تمام پنجاب میں دو ماہ کے لیے ایک ہنگامی قانون نافذ کر کے اضلاع پنجاب کے ڈپٹی کمشنروں کو اختیار دے دیا، کہ وہ اس قانون کو متعلقہ اضلاع میں نافذ کریں اور دو تحقیقاتی کمیشنوں نے فی الفور کام شروع کر دیا مگر ریاست کے عمال نے واقعات پر پردہ ڈال کر کمیشنوں کے مقصد کو ناکام بنا دیا۔

شاہانہ امداد

اعلیٰحضرت جنوبی ہند کے دَورہ سے ۸ر دسمبر کو لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اور از راہِ ہمدردی شہیدوں اور اسیروں کے ورثاء کے لیے مبلغ پانسو روپے جیبِ خاص سے مجلسِ احرار سیالکوٹ کے دفتر میں روانہ فرمائے۔ اس عطیہ کا اعلان ۱۱ر دسمبر کو جلسہ عام منعقدہ جناح پارک سیالکوٹ میں کیا گیا۔ اس تحریک میں آپؒ کی اور آپؒ کے جملہ متوسلین کی بالخصوص اور عام مسلمانوں کی بالعموم جانی اور مالی قربانیاں تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ لیکن اس تحریک کے متعلق موجودہ تاریخوں میں جو کچھ مواد ملتا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہے وہ اس قدر مختصر اور غیر تسلی بخش ہے کہ اس سے نہ تو واقعات کا پوری طرح علم ہو سکتا ہے اور نہ قاری کو اس امر کا انکشاف ہو سکتا ہے کہ ملک کی کس کس جماعت نے اس تحریک میں کتنا کتنا عملی حصّہ لے کر ملّی احساس کا ثبوت دیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو "تاریخ پاکستان و بھارت"، مؤلفہ جناب شیخ نور حسین صاحب وغیرہ مطبوعہ رشید آرٹ پریس لاہور ۱۹۵۶ء کے الفاظ

"کشمیر کے مہاراجہ نے وہاں کی مسلم آبادی کو تعصب کی بناء پر بہت تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اور اس پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے۔ اس کے نتیجہ کے طور پر فسادات شروع ہو گئے ہندوؤں نے لوٹ مار کی۔ اس سے ریاست میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ مہاراجہ کشمیر کی درخواست پر، گورنمنٹ ہند نے کافی امداد کی اور لارڈ ولنگڈن وائسرائے نے کشمیر آرڈی نینس جاری کر کے مسلم جتھوں کو کشمیر میں جانے سے روکنے کے لیے پنجاب کو خاص اختیارات دے دیئے۔ اس طرح جلد ہی کشمیر میں امن و امان قائم ہو گیا۔

مُسلم لیگ کی حمایت

آپؒ کو ہر وہ تحریک دل سے عزیز تھی جس سے مسلمانوں کا مفاد وابستہ ہوتا۔ چنانچہ آپؒ نے ایسی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر عملی طور پر حصّہ لیا۔ ملک کی تقسیم سے پہلے مسلم مفادات کی جتنی تحریکات منظرِ عام پر آئیں آپؒ نے ان میں شایانِ شان حصّہ لیا اور ان کو کامیاب بنایا۔ آپؒ کی عملی زندگی کا دور ۱۸۹۰ء کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس زمانے سے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آپؒ مسلسل شبانہ روز اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں مصروف و منہمک رہے۔ آپؒ کے دل میں ملّت کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ دُنیا کے کسی بھی حصّہ میں مسلمانوں پر کوئی آفت آتی تو آپؒ کے دل میں اس کی کسک محسوس ہوتی۔ اور آپؒ مضطرب ہو کر ان کی ہر ممکن امداد کے لیے آمادہ ہو جاتے تھے۔ آپؒ کے اس جذبہ میں برابر اس وقت تک شدت رہتی جب تک اس علاقہ کے مسلمان پیش آمدہ مصیبت سے نجات نہ پا جاتے۔ ملک کی کوئی قومی انجمن یا مذہبی مجلس ایسی نہیں ہے جس کو آپؒ کی امداد و تعاون حاصل نہیں ہوا۔ آپؒ کو اپنی ملّت سے کہ آپؒ کے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہے محبت نہیں عشق تھا۔ بایں وجہ آپؒ مسلمانوں کی ہر آواز پر لبیک کہتے رہے۔ اور ہر قربانی کے لیے خود کو پیش کرتے رہے۔ گو کسی جماعت سے آپؒ کا تعلق دستوری نہیں رہا لیکن اس کی افادیت کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اس کی امداد و سرپرستی کے علاوہ عوام کے دل میں اس کی ہمدردی کی تخم کاری فرماتے رہے۔ اور خاص طور پر حکومتِ برطانیہ اور ہندو کانگریس کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور پالیسیوں پر آپؒ کی توجہ مرکوز رہی۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں جب آل انڈیا مسلم لیگ کی تاسیس عمل میں آئی تو آپؒ کے میلاناتِ طبع اس کی طرف ملتفت ہو گئے اور آپؒ نے اس کے سیاسی کارکنوں کو قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرمایا۔ اور حضرت قائدِ اعظمؒ و مسلم لیگ کی مساعی جمیلہ پر اظہارِ اعتماد فرمایا۔ اور ۱۹۳۹ء میں جب کانگریس کے سیاسی مقابلہ میں مسلم لیگ کو فتح ہوئی اور کانگریس وزارت سے مستعفی ہو گئی تو حضرت قائدِ اعظمؒ نے جمعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

یومِ نجات قرار دے کر اسلامیانِ ہند سے بعد نماز جمعہ بارگاہِ عزّوجل میں نفل شکرانہ پیش کرنے کی اپیل فرمائی۔ اس اپیل پر آپؒ نے علی پور سیّداں میں شایانِ شان یومِ نجات منانے کا اہتمام فرمایا۔ اور مسجد میں کثیر جماعت کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد دوگانہ شکرانہ ادا فرمایا۔ اور اپنے مخصوص دلپذیر انداز میں حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اور یومِ نجات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دو جھنڈے ہیں۔ ایک اسلام کا دوسرا کفر کا۔ مسلمانو! تم کس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو گے؟ حاضرین نے باآوازِ بلند جواب دیا کہ اسلام کے۔ پھر آپؒ نے دریافت فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے تلے کھڑا ہو کیا تم اس کے جنازہ کی نماز پڑھو گے؟ حاضرین نے انکار کیا۔ پھر آپؒ نے استفسار فرمایا کہ کیا تم اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو گے۔؟ حاضرین نے بالاتفاق کہا۔ نہیں۔ ہرگز نہیں! اس کے بعد آپؒ نے فرمایا کہ اس وقت اسلامی جھنڈا مسلم لیگ کا ہے۔ ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور سب مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیئے[1]۔ اس زمانے میں گو عام مسلمانوں کا سیاسی شعور بیدار ہو چکا تھا اور مسلمان اپنے دوست و دشمن میں تمیز کرنے لگے تھے۔ تاہم کثیر التعداد مسلمان ہنوز مسلم لیگ سے برگشتہ تھے اور حضرت قائدِ اعظمؒ کو اجنبی سمجھتے تھے لیکن آپؒ کی رُوحانی بصیرت پر حضرت قائدِ اعظمؒ کی قلبی کیفیات منکشف ہو چکی تھیں اور آپؒ ان کو ملّت کا بہی خواہ اور سچا ہمدرد اور خادم خیال فرماتے تھے۔ اس لیے آپؒ نے یومِ نجات میں اپنے خیالاتِ عالیہ کا

---

[1] ہفت روزہ اخبار الفقیہہ امرتسر، مورخہ ۷ فروری ۱۹۴۰ء، ص ۸

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اظہار فرما کر حضرت قائدِ اعظمؒ کی تائید فرمائی جس کے نتیجہ کے طور پر ملک کے شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک آپؒ کے لاکھوں ارادت مندوں نے مسلم لیگ میں خود شمولیت کی اور دیگر مسلمانوں کو بھی مسلم لیگ کے پرچم تلے لا کھڑا کیا۔ جوں جوں حضرت قائدِ اعظمؒ کی سیاسی خدمات منظرِ عام پر آتی گئیں آپؒ کی توجہ روز بروز حضرت قائدِ اعظمؒ اور مسلم لیگ کی طرف مبذول ہوتی گئی۔ چنانچہ ۱۹۴۰ء میں جب قائدِ اعظمؒ علیحدہ قومیت کی بناء پر جداگانہ حکومت کا نظریہ منوانے میں کامیاب ہو گئے تو آپؒ نے مؤرخہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو حسبِ ذیل تہنیتی تار ارسال فرما کر حضرت قائدِ اعظمؒ کو اپنی تائید کا مکمل یقین دلایا۔ تار کا مضمون یہ تھا کہ "فقیر بمعہ نو کروڑ جمیع اہلِ اسلام ہند دل و جان سے آپؒ کے ساتھ ہے اور آپؒ کی کامیابی پر آپؒ کو مبارکباد دیتا ہے اور آپؒ کی ترقیٔ مدارج کے لیے دُعا کرتا ہے۔

حضرت امیرِ ملتؒ اور حضرت قائدِ اعظمؒ

۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء میں حضرت قائدِ اعظمؒ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ کیوں ہوا اور کس نے کیا؟ اس کی تفصیلات ذیل میں "حیاتِ قائدِ اعظم" کے مصنف کی زبانی سماعت فرمائیے۔

"علامہ مشرقی ان دنوں مدراس میں تھے چنانچہ وہاں چند کانگریسی ہندوؤں نے ورغلا کر انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اپنے پیروؤں کو یہ ہدایت جاری کریں کہ وہ ہر ممکن طریقے سے محمد علی جناح پر اثر ڈالنے کی کوشش کریں۔ اور جیل میں مہاتما گاندھی (مسٹر گاندھی) سے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ملاقات کی اہمیت پر زور دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو "حسن بن صباحی" فرقے کے ایک رکن، ایک جنونی رکن نے دُنیائے اسلام کے اس محسنِ اعظم پر قاتلانہ حملہ کرنے کا ذلیل ترین اقدام کیا۔ اسی واقعہ کو ایک انگریزی کتاب کے حوالہ سے حضرت پروفیسر قادری صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ ۲۶ جولائی روز دوشنبہ کو ظہر کے وقت ایک خاکسار کارکن رفیق صابر مزنگوی (لاہور) نے جناح صاحب پر ایکا ایک قاتلانہ حملہ کیا۔ جناح صاحب نے عدالت میں بیان دیا تھا کہ میں اپنی ڈاک لکھنے میں منہمک تھا۔ اُٹھ کر باہر جانے والا تھا کہ طرفتہ العین میں ملزم نے بائیں جبڑے پر زور کا گھونسا مارا۔ جس سے میں لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا اتنے میں اُس نے چھرا نکال لیا۔ جناح صاحب نے جلدی سے چھرے والا ہاتھ پکڑ لیا جس سے حملہ کی شدت کم ہو گئی۔ پھر بھی ٹھوڑی اور ہاتھ پر زخم آئے اتنے میں لوگ آگئے اور قاتل کو قابو میں کر لیا۔ مقدمہ قائم ہوا اور جج نے حملہ آور کو پانچ سال قید سخت کی سزا دی۔ ملزم نے صفائی میں بیان کیا تھا کہ میں جناح صاحب کو قتل کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اس لیے کہ میں انگریز شہنشاہی کے ہاتھ آلۂ کار تھا۔

اس زمانے میں آپ حیدر آباد دکن میں بمکان الحاج قاری صوفی محمد شہاب الدین صاحب جماعتی نقشبندی تشریف فرما تھے۔ حملہ کی خبر بمبئی ریڈیو نے اسی شام کو نشر کی اور رات کے دس بجے کے قریب مسلمانانِ حیدر آباد دکن کے محبوب سیاسی رہنما لسان الاُمت قائدِ ملت حضرت الحاج نواب بہادر یار جنگ صدر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ و صدر مجلس اتحاد المسلمین

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حیدرآباد، عجیب پریشانی کے عالم میں آپؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ خبر سُنائی۔ آپؒ کو اس خبر سے نہایت رنج ہُوا۔ آپؒ نے فوراً روبقبلہ ہو کر حضرت قائدِ اعظمؒ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر و کامیابیٔ مقاصد کے لیے دُعا فرمائی۔ دوسرے دن آپؒ نے بقلمِ خاص حضرت قائدِ اعظمؒ کے نام ہمدردی و مزاج پُرسی کے طور پر ایک مکتوب تحریر فرمایا۔ اور جب نواب بہادر یار جنگ بہادر دوبارہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپؒ نے اپنا مکتوب ان کو سُنایا۔ اور نواب صاحب موصوف کی تجویز پر اس کا انگریزی میں ترجمہ و ٹائپ کرا کے اپنی اصل تحریر مبارک کو اس کے ساتھ منسلک فرمایا۔ اور اس کے علاوہ ایک نادر قلمی نسخہ قرآن مجید۔ ایک مخملی مصلائے مدینہ منورہ۔ ایک تسبیح۔ ایک پشمینی کشمیری شال۔ ایک زمزمی آبِ زمزم شریف بذریعہ حضرت مولانا الحاج خان بہادر صوفی بخشی مصطفےٰ علیخان صاحب جماعتی نقشبندی مدظلہٗ العالی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بنگلور جو ان دنوں حاضرِ خدمتِ اقدس تھے حضرت قائدِ اعظمؒ کو روانہ فرمایا۔ مضمون مکتوب جو مقامی اخبارات میں شائع ہُوا، درج ذیل ہے:۔

مکتوب شریف[1]

سلام مسنون کے بعد تحریر فرمایا کہ فقیر ایک صد سالہ ضعیف و ناتواں ہے جس کو قوم نے امیرِ ملت مقرر کیا ہے۔ اس حیثیت سے فقیر کو جو کام کرنا ہے اس کا بیڑہ آپ نے بڑی ہمت سے

---

[1] مکتوب مذکور روزنامہ رہبر یکم اگست ۱۹۴۷ء و رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اُٹھایا ہے۔ فقیر نے تو آپ سے ملاقات نہیں کی مگر ہمیشہ آپ کی کامیابی کے لیے دُعا گو رہا ہے۔ اور رہے گا۔ آپ کی جان پر کسی دشمنِ اسلام نے جو حملہ کیا ہے اس کا صدمہ فقیر کے دل کو پہنچا۔ لیکن طمانیت اس بات سے ہے کہ یقیناً آپ کو صحت کامل جلد ہوگی۔ آپ بوجہ اس بات کے نہ گھبرائیں نہ ہمت ہاریں۔ جب تک کسی نیک تحریک کے بڑے بڑے دشمن پیدا نہیں ہوتے۔ اس تحریک کو جلد کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ نمرود کی مخالفت نے دینِ ابراہیم علیہ السلام کو فروغ دیا۔ فرعون کی دشمنی نے دینِ موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کو ترقی بخشی۔ ابوجہل کی شقاوت اور عداوت نے دینِ اسلام کی جلد از جلد شہرت کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح آپ کا زخمی ہونا بھی نیک فال ہے۔ آپ کی کامیابی کی منادی ہے۔ انشاءاللہ آپ کے دشمن خوار و ذلیل ہوں گے۔ اور آپ کو آپ کے مقاصد میں سو فیصدی کامیابی کے لیے یہ فقیر دُعا گو ہے۔ اور اس دُعا میں میرے لاکھوں متوسلین بھی شامل ہیں جو اگر ضرورت ہو تو سب فقیر کے اشارے پر آپ کی تائید میں میدانِ عمل میں بخوشی اُتریں گے۔ حاملِ رقعہ فقیر کے ایک مخلص یار خان بہادر الحاج بخشی مصطفےٰ علی خانصاحب ہیں۔ ان کے بدست چند تحائف بھی فقیر ارسال کر رہا ہے۔"

حضرت محترم الحاج بخشی صاحب، موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ جب وہ یہ مکتوب شریف اور تحائف لے کر پہنچے تو حضرت قائدِ اعظم بمبئی کے مالابار ہل پر اپنی کوٹھی کی خوابگاہ میں سر و گردن و چہرہ پٹیوں میں لپٹی ہوئی حالت میں بسترِ علالت پر تھے۔ آپ کی ہمشیر عزیزہ مخدومتہ القوم فاطمہ جناح صاحبہ نے مکتوب و تحائف بڑے ادب و احترام سے وصول کیے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور حضرت قائدِ اعظمؒ نے حضرت بخشی صاحب کی وساطت سے اعلیٰ حضرتؒ کا زبانی شکریہ ادا فرمایا۔ برادرم مکرم حضرت علامہ الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہٗ نے جو اس زمانے میں ہمرکاب سعادت اعلیحضرتؒ تھے فرمایا کہ حضرت قائدِ اعظمؒ نے چند روز بعد اعلیحضرت کی خدمت میں مکتوب اور تحائف کا تحریری[1] شکریہ ادا فرمایا۔ اور تحائف کی نسبت تحریر فرمایا تھا کہ آپ نے مصلیٰ اس لیے بھیجا ہے کہ میں پابندِ نماز بن جاؤں اور احکام الٰہی کی تعمیل کروں تاکہ عوام میری اطاعت کریں۔ اور قرآن شریف اس لیے بھیجا ہے کہ میں اس کو پڑھ کر احکامِ الٰہی سے واقفیت حاصل کروں۔ تسبیح کے متعلق فرمایا کہ میں اس پر درود شریف پڑھا کروں تاکہ خدا کی رحمتیں اور برکتیں میرے شاملِ حال ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے منشاء کے مطابق عمل کروں گا۔ جب حضرت قائدِ اعظمؒ کا یہ مکتوب آپؒ نے سماعت فرمایا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ **جناح تو ولی اللہ ہے** کہ اس نے میرے دل کی بات جان لی۔ اس کے بعد ۱۹۴۴ء میں جبکہ آپؒ نشاط باغ کشمیر میں رونق افروز تھے، حضرت قائدِ اعظمؒ نے بنفسِ نفیس حاضرِ خدمت ہو کر آپؒ کے پیام، مکتوب، دعاؤں اور تحائف کا بالمشافہ شکریہ ادا کیا۔ اور مزید دعاو تائید کے خواستگار ہوئے۔ آپؒ نے اس موقعہ پر حضرت قائدِ اعظم کو حسبِ معمول بطور مہمان نوازی ایک پُرتکلف دعوت میں مدعو فرمایا۔ اور انواع و اقسام کے دیسی کھانوں سے حضرت قائدِ اعظم کی تواضع فرمائی۔ اس دعوت میں حضرت قائدِ اعظمؒ آپؒ

[1] حضرت قائدِ اعظم کا یہ مکتوب حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح مدظلہٗ کے پاس محفوظ ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کے ساتھ بغیر کانٹے اور چمچے کے شریکِ طعام ہوئے۔ آپؒ کی اس مُلاقات اور مہمان نوازی پر بعض جماعتوں اور اشخاص نے نہایت مذموم خیالات و تاثرات کا اظہار کیا۔ آپؒ نے ان کے اعتراضات کا نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ مہمان نوازی ہمارا خاندانی معمول ہے اور جناح صاحب کی دعوت کرنا کوئی گناہ نہیں۔ اس طرح آپؒ نے حضرت قائدِ اعظم، مسلم لیگ اور پاکستان کی بیباکانہ تائید فرمائی۔ اعلانات و فتاویٰ کے علاوہ جلسہ ہائے عام کے ذریعہ ان کی حمایت فرمائی۔ مزید برآں آپؒ نے اپنے جملہ صاحبزادگان والاشان اور خلفائے فصیح البیان اور متوسلین کو اس مقصد کے لیے مامور فرمایا۔ جن کی تقاریر، مواعظ اور عملی جدوجہد نے پنجاب کی زمیندارہ پارٹی کو نیست و نابود کر دیا۔ اور سرحد کے سرخپوشوں کی کمرِ ہمت ٹوٹ گئی۔ آپؒ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مخالفینِ حضرتِ قائدِ اعظمؒ و پاکستان کے خیالی قلعوں کو ایک ہی ضرب میں پاش پاش کر دیا اور فطرت کا وہ راز فاش کر دیا جسے آپؒ کی اور صرف آپؒ کی نگاہِ حق آگاہ دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس کے اجلاس ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء جو آپ کے زیرِ صدارت منعقد ہوئے تھے۔ اس میں پُورے ملک کے سینکڑوں مقتدر علماء، متعدد اعلیٰ تعلیمیافتہ نمائندوں اور ہزاروں ذی شعور مسلمانوں نے شرکت و شمولیت کی تھی۔ اس کانفرنس میں شامل ہونے والے بعض کانگرسی علمائے نے بالاتفاق ایک قرارداد مرتب کی جس میں حضرت قائدِ اعظم کو کافر، ملعون اور مرتد قرار دیا گیا۔ جب آپؒ جلسہ گاہ میں تشریف لا رہے تھے تو کسی نے راہ میں آپؒ کو اس کی خبر دے دی۔ آپؒ جلسہ گاہ پہنچے تو آپؒ کو کرسی پر بٹھا کر اسٹیج

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

پر لایا گیا۔ اور آپؒ کی صدارت کے اعلان کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام مجید کے بعد آپؒ یکلخت جوش میں جلسہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ جناح کو کوئی کافر کہتا ہے، کوئی مرتد بناتا ہے۔ کوئی ملعون ٹھہراتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ولی اللہ ہے۔ آپ لوگ اپنی رائے سے کہتے ہیں لیکن میں قرآن وحدیث کی رُو سے کہتا ہوں۔ آپؒ نے اس موقعہ پر یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی ان الذین آمنو وعمل الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن ودا۔ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دیتا ہے) اس لیڈر کی محبت جو ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کے دل میں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے[1]۔ الغرض آپؒ کو حضرت قائدِ اعظمؒ اور مسلم لیگ سے دلی محبت تھی اور یہ محبت تادمِ آخر رہی۔ اور آپؒ ہی کی عملی تائید اور قلبی توجہ کی بناء پر مسلم لیگ کو کامیابی نصیب ہوئی اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور آپؒ ہی کی مقبول دعاؤں کی بدولت حضرت قائدِ اعظمؒ کو دینی و دنیاوی مدارج میں ترقی حاصل ہوئی۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو حضرت قائدِ اعظمؒ کے اسلام پر شک کرتے ہیں جس سے ان کی حضرت قائدِ اعظمؒ اور تحریکِ پاکستان سے دل برداشتگی پائی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ ایک خاص طبقہ ایسا بھی ہے جو قیامِ پاکستان سے قبل حضرت قائدِ اعظمؒ اور تحریکِ پاکستان کی علانیہ اور در پردہ مخالفت کرتا رہا لیکن پاکستان بن جانے کے بعد ذاتی مفاد اور غرض مندانہ نکتہ نگاہ سے حضرت قائدِ اعظمؒ کے گُن گانے لگا۔

---

[1] ہفت روزہ اخبار الفقیہہ امرتسر۔ جلد ۱۹۳۶ء

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور پاکستان کا ہمدرد بن گیا۔ اسی طبقہ کے چند معزز نمائندے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے ۱۹۴۶ء کے اجلاسوں میں بھی شامل تھے جنہوں نے حضرت قائدِ اعظمؒ کے متعلق آپؒ کے کلماتِ طیبات سُن کر اور اپنی ناکامی دیکھ کر شور مچایا اور اجلاس کو درہم برہم کر دیا تھا۔ ان کے متعلق مصنف "حیاتِ قائدِ اعظمؒ" ذرا وضاحت سے یوں خامہ فرسا ہیں۔ "خود مسلمانوں کا ایک گروہ اپنوں سے کٹ گیا اور مخالفین کی صفوں میں جا ملا۔ یہ وہ بزرگ تھے جو اپنے آپ کو ناخدا بتاتے تھے مگر کشتی کو سُپردِ آب کرنا ان کا عزم تھا۔ یہ وہ غم خوار تھے جو گلہ کی نگہبانی اپنا فرض بتاتے تھے مگر بھیڑوں کو پھاڑ کر چٹ کر جانا ان کا مقصد تھا۔ یہ وہ کرمفرما تھے جو گھر کو تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یہ بزرگ ہندو کانگریس کے زرخرید غلام تھے جن کو گاندھی جی کے بھوشن شالوں سے پرشادے ملتے تھے۔ اور اس کے صلے میں مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا ان کا کام تھا۔ ان بے چاروں کو یہ فکر تھی کہ دس کروڑ مسلمانانِ ہند، من حیث القوم اپنی تنظیم کر کے کہیں اسلام کو آزاد کرانے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ قریہ بقریہ، شہر بشہر اپنے جبہ و عمامہ اور اپنی توندوں سے مسلح ہو کر مسلمانوں کو بہکانے چل کھڑے ہوئے۔ ان کی ستم کوشیوں کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے محسنِ عظیم قائدِ اعظم محمد علی جناح کے بے مثال جذبۂ اخلاص و ایثار کا مذاق اڑاتے اور جگہ جگہ ان کا فوٹو لیے پھرتے کہ ڈاڑھی مونچھ منڈا یہ انسان مسلمانوں کا قائد ہو سکتا ہے؟" لیکن آپؒ نے ایسے ہی کئی طرح کے اعتراضات کا جواب دے کر ان کا رد فرمایا۔ اور اپنے مسلک پر ثابت قدم رہے۔ اور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

پُرخلوص و بے لوث حمایت فرما کر حضرت قائدِ اعظمؒ کی مساعی کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ آپؒ کی نظرِ کیمیا اثر نے ان کی قلب ماہیت کر دی اور ان کو حضرت رومیؒ پاکستان کے الفاظ میں مردِ مومن اور اصطلاح صوفیہ میں ولی اللہ بنا دیا۔ افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جنہوں نے آلِ رسولؐ اور اپنے وقت کے مقتدر رُوحانی پیشوا کے قول کے خلاف آواز بلند کی اور ملک میں انتشار و اختلاف کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی۔ آپؒ نے ۱۹۴۳ء میں حضرت قائدِ اعظمؒ کو ولی اللہ کا لقب دے کر اپریل ۱۹۴۶ء میں اس کا اعلان فرمایا تھا۔ لیکن حضرت رومیؒ پاکستان ۱۹۳۷ء میں اپنے ایک مکتوب میں حضرت قائدِ اعظمؒ کو کیا تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو:۔

"ایک طوفان ہے جو شمال مغربی ہندوستان کی جانب اور جو اغلباً کل ہندوستان کی طرف اُمڈا چلا آرہا ہے۔ ہندوستان میں صرف آپ ہی وہ مردِ مومن ہیں کہ جنکی ناخدائی کی نسبت ملت کا یہ تصور حق بجانب ہے کہ وہ اسے گردابِ بلا سے بچا کر امن و سلامتی کے ساحل تک پہنچا سکتی ہے"۔[1] صرف یہی نہیں بلکہ موصوف کی حضرت قائدِ اعظمؒ کے متعلق اٹل رائے یہ تھی کہ مسٹر جناح کو خدائے تعالیٰ نے ایک ایسی خوبی عطا کی ہے کہ پورے ہندوستان کے کسی مسلمان میں مجھے نظر نہیں آتی۔ کسی نے پوچھا کہ وہ خوبی کیا ہے؟ تو آپؒ نے جواب دیا کہ وہ ہوس کوش نہیں۔ خودی فروش نہیں۔ اور نواب بہادر یار جنگ نے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا تھا کہ "یہ دُبلا پتلا ڈاڑھی منڈا انسان جناح نہیں خُدا کا فضل ہے۔[2]

---

[1] ملاحظہ ہو "اقبال اور پاکستان" [2] ملاحظہ ہو "حیاتِ قائدِ اعظم"

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اہلِ بصیرت صاحبِ دل اکابرینِ ملّت کی محولہ بالا آراء پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ملّت پر اور بالخصوص معترضین پر اصل حقیقت کا انکشاف اور اعلحضرتؒ کی نکتہ رسی اور دقیقہ سنجی کا بالوضاحت اظہار ہو جائے۔ اعلحضرتؒ کی توجہ باطنی اور فیضانِ نظر نے حضرت قائدِ اعظمؒ میں خاص تغیّر پیدا کر دیا۔ اور ایک دفعہ دُنیا پر واضح کر دیا کہ ؎

درِ فیضِ حق بند جب تھا نہ اب کچھ
فقیروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ
نہیں ملتی یاں بھیک زاہد کسی کو
بہت جانچ لیتے ہیں دیتے ہیں تب کچھ

آپؒ نے حضرت قائدِ اعظمؒ کو مسلم لیگ میں آنے کے بعد سے ۱۹۴۰ء تک خوب جانچا پرکھا اور نگاہِ باطن سے ان کی سیرت کا جائزہ لیا۔ اور بتدریج ان کے حال پر توجہ مبذول فرماتے گئے۔ یہاں تک کہ ۱۹۴۳ء میں "ولی اللہ" کے لقب سے نواز دیا۔ اور ارکانِ اسلام کا پابند بنا دیا۔ اور حیاتِ دُنیاوی اور اُخروی کی کایا پلٹ دی ؎

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کل کی بات ہے کہ حضرت قائدِ اعظمؒ کے یومِ ولادت کے موقع پر لندن میں ایک انگریز سیاستدان مسمی سر ادلف کیرو اپنے پیام میں حضرت قائدِ اعظمؒ کو مجدد مانتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے، کہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مسٹر جناح محض سیاست دان ہی نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سیاست دان ان کے متعلق اچھی رائے نہیں رکھتے۔ مسلمانوں کے الفاظ میں ان کو مجدّد کہہ سکتے ہیں۔ جو صدی میں صرف ایک ہوتا ہے اور عقیدہ کی نئی ترجمانی سے اپنے پیروکاروں کو صحیح راستہ پر لگا دیتا ہے[1]۔

گویا اس طرح آپؒ نے دنیا سے حضرت قائدِ اعظمؒ کے متعلق اپنا قول تسلیم کرا لیا۔ یوں تو ملت کی خدمت ہر فرد و بشر کے ذمّہ فرض ہے لیکن جنہیں خدائے ارض و سما خاص صلاحیتیں بخشے اور اس منصب پر مامور فرمائے ان کی پشت پناہی اپنے بندگانِ خاص پر واجب فرما دیتا ہے اور وہ بامرِ الٰہی یہ خدمت بجا لاتے ہیں۔ چونکہ اعلٰحضرتؒ اس صدی کے سربرآوردہ کاملین میں سے تھے اس لیے آپؒ نے اپنی توجہ حضرت قائدِ اعظمؒ کی قومی و ملّی خدمات پر مرکوز فرما دی اور ان کے حصولِ مقاصد میں ظاہری و باطنی ہر اعتبار سے امداد و دستگیری فرمائی ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کارآفریں کارکشا کارساز

کتب تاریخ و سیر کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکارا ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان سیّد بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امیر تیمور گورگانی کی اعانت فرمائی اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ نے مہم سومنات میں حضرت سلطان غازی محمود غزنویؒ کی پشت پناہی فرمائی۔ اور قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی مجدّدی سرہندیؒ نے حضرت عالمگیرؒ کی سرکش بھائیوں کے مقابلہ

---

[1] روزنامہ جنگ کراچی مؤرخہ ۱۲ جنوری ۱۹۵۹ء

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

میں اور مہم دکن و محاصرۂ گولکنڈہ کے موقع پر حضرت یوسفینؒ نے مدد فرما کر انہیں مظفر و منصور بنا دیا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

بالکل اسی طرح حصولِ پاکستان کی مہم میں اعلحضرتؒ نے قائدِ اعظمؒ کی امداد فرمائی۔ چنانچہ بفضلِ تعالیٰ پاکستان کی علیحدہ حکومت تسلیم کر لی گئی اور اقتدار کی منتقلی کا اعلان کیا گیا۔ اس موقعہ پر آپؒ کوئٹہ (بلوچستان) میں بغرض بحالی صحت تشریف رکھتے تھے۔ یہاں سے آپؒ نے حضرت قائدِ اعظمؒ کو ان کی مساعی جمیلہ کی عظیم الشان کامیابی پر نامۂ تبریک و تہنیت معہ تحفہ روانہ فرمایا۔ جس کا حضرت قائدِ اعظمؒ نے اپنے جوابی مکتوب میں شکریہ ادا فرمایا۔ اس مکتوب کے لفظ لفظ سے حضرت قائدِ اعظمؒ کے دلی جذبات تشکر و عقیدت ٹپکتے ہیں۔ (مکتوب قائدِ اعظمؒ انگریزی میں ہے)۔

رفاہی خدمات

آپؒ کا وجود اس برِ صغیر کے مسلمانوں کے لیے بالخصوص آیۂ رحمت تھا۔ آپؒ نے زائد از صد سالہ حیاتِ مستعار میں اسلام کی جو جلیل القدر خدمات انجام دی ہیں۔ اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ علمی۔ قومی۔ مذہبی۔ سیاسی اور روحانی میدانوں میں مسلمانوں کی نمایندگی و رہنمائی فرما

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کر بلاواسطہ اور بالواسطہ آیندہ نسلوں پر بھی احسانِ عظیم فرمایا۔ آپؒ صرف پیشوائے رُوحانی درویشِ خانقاہ نشین اور عالمِ عزلت گزیں ہی نہ تھے بلکہ ہر میدان میں ہوشیار سپاہی اور تجربہ کار مدبّر کی حیثیت سے شایانِ شان عملی حصّہ لیتے اور مسلمانوں کے ہر آڑے وقت میں تن من دھن سے ان کی اعانت و دستگیری کو اپنا فرض مقدم سمجھتے تھے۔ گو آپؒ نے غلام ہندوستان میں آنکھیں کھولی تھیں لیکن آپؒ کا قلبِ مبارک ہر قسم کے غیر الٰہی خوف سے آزاد اور طائرِ فکر از فرش تا بہ عرش لذت کش پرواز تھا۔ اس لیے آپؒ نے ہر کام میں خوشنودیٔ خالق کو پیشِ نظر اور خوفِ مخلوق کو بالائے طاق رکھ کر اندرون و بیرون ملک مسلمانوں کی بیش از بیش خدمات انجام دیں۔ ملک کے طول و عرض میں ہزاروں مذہبی انجمنوں اور صدہا دینی مدرسوں کی سرپرستی اور لاکھوں قومی مجالس کی صدارت اور متعدد علمی سیاسی رفاہی اور اصلاحی تحریکات میں دامے درمے قدمے قلمے سخنے غرض ہر طرح عملی حصّہ لے کر ان کو کامیاب بنایا اور یارانِ طریقت کو بھی زیادہ سے زیادہ عملی حصّہ لینے کی تاکید فرمائی۔ اس طرح عامۃ المسلمین کی رہنمائی اور بیداری کے فرائض انجام دیئے۔ نیز خالص اسلامی صحافت کی قابلِ قدر حوصلہ افزائی اور دلجوئی فرمائی۔ کئی ماہوار رسائل اور ہفتہ وار جرائد آپؒ کی سرپرستی سے مدتوں مستفید ہوتے رہے کیونکہ آپؒ کو اسلامی پریس سے نہایت دلچسپی تھی۔ جس کا مدعا یہ تھا کہ مسلمانوں کے رسائل اور جرائد زیادہ سے زیادہ جاری ہوں۔ اور علمائے کرام کی بہترین تحریرات اور زرّیں ہدایات سے عوام کو عقائد کی درستگی اور ایمان کی تازگی و استحکام حاصل ہو اور اسلامی احکام کی خوب نشر و اشاعت

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہو۔ اس لیے آپؒ نے متعدد اخبار و رسائل مثلاً اخبار زمیندار لاہور۔ رسالہ نظام المشائخ دہلی۔ ہفت روزہ اخبار الفقیہہ امرتسر۔ اخبار سیاست لاہور۔ رسالہ جماعت امرتسر۔ رسالہ الاحسان الٰہ آباد۔ رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ۔ رسالہ لمعات الصوفیہ سیالکوٹ، کی سرپرستی۔ نقد امداد اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان کے لیے خود چندے عنایت فرمائے۔ اور یارانِ طریقت کو بھی خریدار بننے کی تاکید فرماتے رہے، تاکہ مسلم صحافت کامیابی سے مسلمانوں کی خدمت بجالائے۔ غرضکہ آپؒ نے خدمتِ اسلام کا کوئی دقیقہ فروگذاشت ہونے نہیں دیا اور خالصتہً للہ صدہا مذہبی انجمنوں اور دینی مدرسوں کی سرپرستی فرما کر گرانقدر امداد عطا فرمائی اور بے شمار قومی مجالس کی صدارت قبول فرما کر ان کے جلسوں کی شان کو دوبالا کرتے رہے۔ بسا اوقات آپؒ کو زحمتِ سفر بھی برداشت کرنا پڑتی تو اس کو بھی آپؒ بطیبِ خاطر گوارہ فرماتے۔ حتیٰ کہ موسم کی ایذا رسانی ضعفِ پیرانہ سالی۔ بُعدِ مسافت اور علالت بھی آپؒ کے لیے باعثِ زحمت نہ ہوتی تھی۔ (انجمنوں۔ مدارس اور قومی مجالس کا نام بنام ذکر کرنا باعثِ طوالت ہے)۔

مساجد کی تعمیر آپؒ کو تعمیر و آبادیٔ مساجد کا حد سے زیادہ شوق تھا۔ ملک کے طول و عرض میں اَن گنت مساجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ ان کو آباد کیا اور مئی ۱۹۲۲ء میں بمقام شاہ عالمی دروازہ لاہور میں مندر تعمیر کیا گیا تو جوشیلے مسلمانوں نے اس کے پاس مسجد بنانے کا مطالبہ کیا جو کافی زور پکڑ گیا تو آپؒ نے انہیں ایک رات میں مسجد تعمیر کرنے کا مشورہ دیا۔ اور ساتھ ہی یہ صلاح دی کہ گنڈیریاں چُوس کر پھوک مسجد میں اور ارد گرد ڈال دیں تاکہ ایک رات

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

میں مسجد کے تعمیر ہونے کا ثبوت فراہم نہ ہو سکے چنانچہ اس مشورہ پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں نے نماز فجر تک مسجد تعمیر کر دی۔ مسلمانوں کے اس جذبۂ دینداری سے متاثر ہو کر حضرت رومیٔ پاکستان نے یہ شعر کہا تھا۔

؎ مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

اس کے علاوہ آپؒ نے علی پور سیداں کی چھوٹی سی بستی میں چھ مساجد تعمیر کروائیں جن میں مَسجدِ نوُر قابلِ ذکر اور لائق دید ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے طول و عرض میں ان گنت مساجد کے لیے زرِ کثیر عطا فرمایا۔ اور ان کے لیے صحیح العقیدہ ائمہ و علماء کو مامور فرمایا۔ اور دینِ حق کی کماحقہٗ خدمت اور عقیدہ حنفیت کی ترویج و فروغ میں تمام عمر بسر فرمائی۔ چنانچہ اواخر عمر میں بھی اپنے اس اصول پر نہایت استقلال و جواں ہمتی سے کاربند رہے۔ جبکہ کبر سنی اور نقاہت کے سبب چلنا پھرنا تو درکنار نشست و برخاست بھی مشکل تھی۔ اور خدّام آپؒ کو اٹھاتے بٹھاتے تھے۔ آپؒ نے ایسی حالت میں بھی کسی موقع پر کاہلت کو پاس آنے نہ دیا۔ اور ضرورت پیش آنے پر چارپائی پر لیٹ کر بھی سفر فرمایا۔ چنانچہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۰ء کو علی پور سیداں سے عازمِ جھنگ ہوئے اور اثنائے راہ بمقام لائلپور چک نمبر ۲۷۹ خورد میں ایک ہفتہ قیام فرمایا اور دو جمعے مسجد گول باغ میں ادا فرمائے۔ دوسرے جمعہ کو مسلسل ڈھائی گھنٹے تک مخصوص انداز سے سامعین کے قلوب کو علم و عرفانِ الٰہی اور عشقِ رسالت پناہی سے سیراب فرماتے رہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

چونکہ اس مسجد کے متعلق حنفی اور غیر مقلّد امام کے معاملہ میں نزاعی صورت پیدا ہوگئی تھی۔ اور ۲۴ مارچ کو جھنگ تشریف لے گئے اور عامۃ الناس کو مواعظِ حسنہ سے استفادہ کا موقع عنایت فرمایا۔ نیز مسلمانانِ نارووال کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخش کر جولائی ۱۹۵۱ء کی جھلسا دینے والی دھوپ میں زحمتِ سفر گوارا کر کے مسلسل پانچ جمعے نارووال تشریف لے گئے اور مسائلِ حقّہ بیباکانہ بیان فرماتے رہے۔

مختصر یہ کہ آپؒ نے مسلمانوں کے مفاد کی ہر تحریک میں بیش از بیش حصہ لیا اور اس کو پروان چڑھایا۔ اس طرح اسلام کی عظمت و وقار کو برقرار رکھنے کی کوشش فرمائی۔

علمی مساعی

آپؒ کو مسلمانوں کی تعلیم سے ایسی ہی دلچسپی تھی جیسی کہ دیگر مفید تحریکات سے۔ بلکہ ان کے مقابلہ میں زیادہ تر۔ خاص طور پر دینی تعلیم کی نشر و اشاعت آپؒ کا مطمح نظر تھا۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے ۱۹۱۴ء میں آپؒ نے علی پور سیداں میں سب سے پہلے دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں طلبہ کی تعلیم۔ کتب۔ لباس۔ طعام و قیام اور دیگر ضروریات کے مفت انتظام کے علاوہ مدرسین کی ماہوار تنخواہ اور طعام و قیام کے انتظامات بھی اپنے ذمے لیے۔ مدرسہ مذکور سے اب تک بیسیوں طلبہ تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر خدمتِ دینِ برحق بجالا رہے ہیں۔ اور کئی زیرِ تعلیم ہیں۔ اس مدرسہ کے مہتمم و نگرانِ اعلیٰ آپؒ کے خلفِ اکبر تھے۔ لیکن اب برادرم حضرت

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مخدومنا مولانا الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہٗ العالی ہیں - یہ مدرسہ موسومہ دارالعلوم نقشبندیہ ہے - یہاں طلبہ کو درس قرآن پاک (حافظہ و ناظرہ) کے علاوہ فارسی و عربی کی ابتدائی کتب نیز حدیث - فقہ - منطق اصول و سیر کی تعلیم دی جاتی ہے - اس وقت اس مدرسہ میں دو معلم ہیں - اس کے علاوہ اندرون و بیرونِ ملک جہاں کہیں بھی دینی مدارس قائم ہوئے کبھی خود اور کبھی بانیانِ مدارس کی درخواست پر بیش بہا امداد فرمائی - اور یارانِ طریقت کو اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی تاکید فرمائی - اشاعتِ علم کا جیسا شغف آپؒ کو تھا، ویسا شاید و باید - چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور، مدرسہ حزب الاحناف لاہور، ندوۃ العلماء لکھنؤ اور علیگڑھ یونیورسٹی کے نام قابلِ ذکر ہیں - آپؒ نے ان کی ہر ممکن امداد فرمائی - ان کے جلسوں میں کرسیٔ صدارت کو رونق بخشی - اور اپنے گراں مایہ خیالات اور مشوروں سے کارکناں کی حوصلہ افزائی فرمائی -

علیگڑھ یونیورسٹی

جب سرسید کے انتقال کے بعد عمائدینِ ملک اور عوام نے علیگڑھ کالج کو رفاہِ عامہ کی غرض سے وسعت دے کر یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچانے کی ضرورت محسوس کی اور اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے فراہمی سرمایہ کی جدوجہد میں ٹرسٹ کے ارکان نے دورہ شروع کیا اور شہر شہر پھر کر جلسے منعقد کیے - تاکہ عوام کو اس جانب توجہ دلائیں اور چندہ فراہم کریں - چنانچہ ۱۹۱۱ء میں ایک وفد جس میں سر آغا خاں صاحب اور نواب

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

وقار الملک اور دیگر معززین شامل تھے[1]۔ لاہور آیا تو آپؒ کو بھی مدعو کیا گیا۔ آپؒ دعوت قبول فرما کر لاہور تشریف لے گئے اور جلسہ میں شریک ہوئے۔ چندہ کی اپیل کے دوران سر آغا خاں و نواب وقار الملک نے متفقہ طور پر آپؒ کی خدمت میں ایک لاکھ روپے کی درخواست کی۔ آپؒ نے عادتاً تواضع سے فرمایا کہ فقیر تو ایک درویش ہے اور درویشوں کے پاس لاکھوں روپے کہاں ہوتے ہیں۔ ہاں اگر خدائے تعالیٰ کو منظور ہوا تو ایک کیا کئی لاکھ روپے ہو جائیں گے۔ اعلیٰحضرتؒ کی بیش بہا امداد کے علاوہ تمام یارانِ طریقت نے دل کھول کر کئی لاکھ روپیہ فراہم کر دیا۔ اور آپؒ کے خلفائ نے تمام پنجاب کا دورہ کر کے زرِ کثیر مہیا کیا۔ اس ضمن میں خود آپؒ نے فرمایا کہ "علیگڑھ یونیورسٹی کے لیے چندہ جمع ہونا شروع ہوا تو میرے مکرم نواب وقار الملک اور نواب محمد اسمٰعیل صاحب میرے پاس آئے انہوں نے میرے پاؤں پکڑ لیے۔ میں نے کہا کہ ؎

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

مجھ سے انہوں نے شمولیت کی خواہش کی۔ میں شامل ہو گیا۔ میں نے ایک لاکھ روپے سے زیادہ چندہ جمع کیا۔ اس طرح آپؒ نے مدرسہ نعمانیہ و انجمن حزب الاحناف، لاہور کے لیے بھی سینکڑوں روپے عنایت فرمائے تاکہ یہ خالص دینی ادارے پھلیں پھولیں پروان چڑھیں اور اسلام کی خدمت انجام دیں۔ اس کے علاوہ آپؒ طلبائ و علمائ کی نہایت قدر فرماتے تھے ان کی ہر طرح سے دلجوئی

[1] انوار الصوفیہ دسمبر ۱۹۳۵ء، ص ۱۱

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ جب کبھی کوئی طالب علم آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپؒ اس سے بے تکلفانہ گفتگو فرماتے، مختلف سوالات اُن کی لیاقت کا اندازہ فرماتے ہمفید مشورے اور کار آمد نصائح سے نوازتے۔ حاجتمند کی نقد امداد فرماتے اور علما کی حوصلہ افزائی میں کبھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرماتے۔ ان کی شایانِ شان تواضع فرماتے۔ خود ان کا احترام فرماتے اور دوسروں کو بھی احترام کرنے کی تاکید فرماتے اور مجلس میں ان کو بطور اعزاز و احترام سب سے آگے بٹھاتے۔ اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ جب تک وہ آپؒ کی خدمت میں حاضر رہتے آپؒ ان سے گاہے گاہے علمی مسائل پر شگفتہ مزاجی سے گفتگو فرماتے اور واپسی پر تحفے تحائف کے علاوہ نقد رقم سے ان کی دلجوئی فرماتے کہ وہ زیادہ سرگرمی اور انہماک سے دین کی خدمت انجام دیں۔ حسبِ ارشادِ باری ولتکن منکم امّة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر (اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو جو بھلائی کی طرف بُلائے اور نیک کاموں کی فکر کرے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔)

انجمن خدّام الصوفیہ

آپؒ کو علمِ طریقت و تصوّف سے نہایت شغف تھا۔ اور آپؒ خود تصوّف کے علم و عمل میں کامل تھے۔ اس لیے اس کی اشاعت و ترویج سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اور انفرادی طور پر اس کے لیے کوشاں تھے۔ علمائے کرام سے اس خاص موضوع پر مضامین لکھوا کر رسالوں اور اخباروں میں ان کی اشاعت کراتے تھے۔ بالآخر آپؒ نے اپنی ان مساعی کو اجتماعی صورت

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

میں منتقل فرما دیا اور ۱۹۰۴ء میں انجمن خدام الصوفیہ کی بمقام لاہور بنیاد رکھی۔ اس کا پہلا شاندار جلسہ[1] ۲ محرم ۱۳۲۲ھ (۲۰ مارچ ۱۹۰۴ء) کو شاہی مسجد لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں ملک کے مقتدر علماء و فضلا اور قابلِ احترام مشائخ کرام اور لائق اہلِ قلم حضرات نے شرکت و شمولیت کی۔ انجمن کے اغراض و مقاصد متعین کیے جو یہ تھے:۔

۱۔ تمام سلاسل میں اتحاد قائم کرنا۔

۲۔ علمِ تصوّف کی اشاعت کرنا۔

۳۔ مسلمانوں کو نیکی کی ھدایت کرنا۔

۴۔ مسلمانوں میں خشیتِ الٰہی اور محبتِ رسالت پناہی کا جذبہ پیدا کرنا۔

۵۔ عزت و احترامِ صوفیائے کرام کی حفاظت کرنا۔

۶۔ عوام میں صوفیائے کرام کی محبت عام کرنا۔

۷۔ مسلمانوں کو حزب اللہ میں داخل کر کے عذابِ الٰہی سے بچانا۔

۸۔ دنیاوی و دینی مشکلات کا حل اور قبولیت عبادت کا گُر سکھانا۔

۹۔ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق قائم کرنا۔

۱۰۔ مسلمانوں میں علمی شعور پیدا کرنا۔

۱۱۔ مسلمانوں کو تزکیۂ نفس اور صفائے قلب کی تعلیم دینا وغیرہ۔

---

[1] مکتوبات امیرِ ملت ص ۲۷

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حاضرین نے انجمن کے قیام کو سراہا اور اس کے مقاصدِ جلیلہ سے اتفاق کیا اور فاضل علماء کی ایمان افروز تقاریر کے بعد جلسہ برخاست ہُوا۔ دوسرے سال ۲۱-۲۲ مارچ ۱۹۰۵ء کو دوسرا جلسہ بھی شاہی مسجد لاہور میں پہلے سے زیادہ تزک و احتشام سے منایا گیا۔ دو دن تک نہایت فاضلانہ اور بصیرت افروز تقاریر میں ملک کے علما و فضلا اور کاملین نے حصّہ لے کر مسلمانوں کے خوابیدہ جذبات اور مُردہ احساسات کو جھنجھوڑا۔ اور ان کے قلوب کو ایمان و ایقان کی حرارت سے گرمایا۔ اس موقع پر انجمن نے اپنا عملی پروگرام فوراً ہی پیش کر دیا۔ اس کے معزز اراکین نے ملک کے گوشہ گوشہ میں اس کی شاخیں قائم کیں۔ اور ایک سرے سے دوسرے تک اس کا جال پھیلا دیا۔ اس کی عام ممبری کا چندہ صرف دو آنے ماہوار ہوتا تھا۔ جو دفتر وغیرہ کی ضروریات پر صرف ہو جاتا تھا۔ لیکن اہم کارروائیوں کے لیے اعلحضرتؒ خود بحیثیت سرپرست انجمن کے مصارف کے کفیل تھے۔ ملک کی تمام تحریکات مثلاً مقاطعہ جماعتِ احمدیہ، فتنۂ ارتداد یوپی، فتنۂ ارتداد کشمیر، مسجد شہید گنج، تحریکِ خلافت، ساردا بل کی مخالفت، تحریکِ حریتِ کشمیر، علیگڑھ یونیورسٹی کی امداد، مسلم لیگ اور قائدِ اعظمؒ کی حمایت وغیرہ ایسے عظیم الشان کارنامے ہیں جو اس انجمن نے محض اسلام کی توقیر اور مسلمانوں کی بے لوث خدمت کی خاطر نہایت خاموشی اور سیاست ملک میں راست مداخلت کے بغیر انجام دیئے۔ اس انجمن کے سالانہ اجتماعات آپؒ کی سرپرستی میں پہلے چند سال بمقام لاہور اور اس کے بعد علی پور سیداں میں ۱۹۵۱ء تک منعقد ہوتے رہے۔ ان اجتماعات کا نظارہ قابلِ دید اور رُوح پرور ہوتا تھا۔ ملک کے مشاہیر علمائے کرام اور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مشائخ عظام کے مواعظِ حسنہ کا دو روزہ پروگرام سننے اور بصیرت حاصل کرنے کے لیے ملک و بیرونِ جات سے ہزاروں دلدادگانِ محبت و معرفت جمع ہوتے تھے۔ جن کی تعداد پندرہ بیس ہزار کے لگ بھگ ہوتی تھی۔ ان کے آرام اور قیام و طعام کا انتظام آپؒ بذاتِ خود فرماتے تھے۔ نہ صرف مہمان ہی آپؒ کی اس فیاضی سے بہرہ ور ہوتے تھے بلکہ تمام دکاندار جو اس موقع پر آجاتے اور جمیع ساکنینِ قریہ بھی۔ پُرتکلف لذیذ، طیب و طاہر طعام سے کام و دہن کو لذت یاب کرتے تھے اور اب بھی حسبِ عادت قدیم انجمن کے سالانہ اجلاس اسی شان و شوکت اور اہتمام و انتظام کے ساتھ آپؒ کے فاضل ترین سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں منعقد ہوتے ہیں۔ خدا کرے کہ ملک و ملت کی فلاح و برکت کے لیے یہ سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے۔ اعلیحضرتؒ نے انجمن خدام الصوفیہ کے قیام کے فوراً بعد اس کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے **انوار الصوفیہ** کے نام سے ایک ماہوار رسالہ بھی لاہور سے زیرِ ادارت مولانا حافظ مولوی ظفر علی صاحب جاری فرمایا۔ اس کا پہلا شمارہ جون ۱۹۰۴ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ رسالہ تا حال جاری ہے لیکن اب قصور سے شائع ہوتا ہے۔ یہ رسالہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے خاص ہے اس میں مسلمانوں کی اخلاقی۔ دینی۔ معاشرتی۔ اصلاحی۔ رُوحانی تربیت و افادیت کے تمام پہلو موجود ہوتے ہیں۔ اس کے لیے ملک کے نہایت قابل علمأ اور مشائخینِ کرام کے علاوہ آپؒ خود اور صاحبزادگانِ والاشان مدظلہم العالیہ نہایت بلند پایہ مضامین تحریر فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے اس رسالہ کی بدولت ہندوستان کے خوابیدہ مسلمانوں میں رُوحانی بیداری اور گم کردہ راہوں

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کو ہدایت نصیب ہوئی لیکن ۱۹۴۹ء میں کاغذ کی کمیابی اور گرانی کے سبب اس کی اشاعت رُک گئی اور جماعت کا کوئی آرگن نہ رہا تو اس کمی کو جناب ملک عبدالعزیز صاحب جماعتی نقشبندیؒ نے محسوس کیا اور نہایت ہمت سے "رسالہ لمعات الصوفیہ" سیالکوٹ سے جاری کیا اس کا پہلا نمبر ماہ مئی ۱۹۴۹ء میں آب و تاب کے ساتھ منظرِ عام پر آیا تھا۔ پہلے پرچہ کی تیاری کے زمانے میں آپؒ سفرِ حج پر تھے۔ واپسی کے بعد جناب مکرم ملک صاحب نے رسالہ پیش کیا۔ آپؒ نے رسالہ کی ظاہری حالت کا ملاحظہ فرمایا مضامین سماعت فرمائے۔ اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ ملک صاحب موصوف نے سرپرستی کے لیے عرض کیا تو آپؒ نے شرفِ قبول عطا فرمایا چنانچہ یہ رسالہ بھی انجمن کے مقاصد کی تکمیل میں انوار الصوفیہ کی روش پر گامزن رہا۔ اور اپنی ظاہری و معنوی خصوصیات کے ساتھ جاری رہا۔ اس کے بعد نامساعد حالات کا شکار ہو کر رہ گیا۔ ورنہ دُنیائے علم و ادب و تصوّف میں ممتاز ہوتا۔ اس رسالہ کے اجرا ہونے کے بعد غالباً ۱۹۵۰ء کے آخر میں رسالہ انوار الصوفیہ دوبارہ جاری ہو گیا۔ اور تاحال اپنے انوار سے تابندگی بخش رہا ہے۔ اس کی ادارت مولوی حاجی غلام رسول صاحب گوہر فرماتے ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

یادگاریں

اس خاندانِ عالی کو مغل شہنشاہان ہند سے تاریخی مناسبت ہے کیونکہ جس طرح مغل شہنشاہوں کو عالیشان عمارات بنانے کا ذوق تھا اسی طرح اس شہنشاہِ طریقت کو بھی رفاہِ عام اور خدمتِ انام کے لیے عمارات تعمیر کرانے کی لگن تھی۔ ان عمارات کا ذکر خالی از افادیت نہ ہوگا اپنے گاؤں میں سب سے پہلے آپؒ ہی نے شاندار عمارات کی داغ بیل ڈالی۔

مردانہ مہمان خانہ

مردانہ مہمان خانہ (شیش محل) جو جماعت منزل کے نام سے موسوم ہے مہمانوں کی کثرت اور ان کے آرام و راحت کو پیشِ نظر رکھ کر بنوایا گیا ہے۔ یہ ایک مربع شکل کی وسیع و عریض دو منزلہ عمارت ہے اور آج سے چند سال قبل اپنے ظاہری و باطنی حسن و جمال اور دلکشی کے لحاظ سے بانی کے حسنِ مذاق کا مظہر تھی۔ اس میں نیچے اوپر چاروں طرف ہوادار کشادہ اور روشن کمرے بنے ہوئے ہیں۔ ہر کمرے پر ہند و پاک کے مختلف شہروں کے ناموں کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ ان میں انہی شہروں کے مہمان عموماً قیام پذیر ہوتے ہیں جن کے لیے مخصوص ہیں۔ اس میں اوپر جانے کے لیے شرق و غرب دونوں جانب سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ غرض یہ عمارت نقشے اور ترتیب کے لحاظ سے فنِ تعمیر کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ اس کا باب الداخلہ اس کی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

عظمت سے مناسبت رکھتا ہے۔ باب الداخلہ کے اندر، بائیں جانب سے نیچے کے کمروں کا آغاز ہوتا ہے۔ سب سے پہلے وہ کمرہ ہے جس میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ بضرورت قدم رنجہ فرمایا کرتے تھے۔ اس کے بعد دیگر کمرے ہیں مشرق کی جانب ایک کنواں ہے جس سے اہلِ قریہ استفادہ کرتے ہیں۔ اس کا پانی نہایت صاف و شفاف، بارد و شیریں اور ہاضم ہے۔ اسی ترتیب سے بالائی منزل پر کمرے بنے ہوئے ہیں۔ مشرق کی جانب پہلا کمرہ مستورات کے لیے مخصوص ہے۔ اس کے مغرب میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خوابگاہ ہے اور اس کے سامنے بجانب غرب ایک وسیع کمرہ ہے اور اس کے ساتھ کمرۂ طعام ہے جس کو بابِ رحمت کا نام دیا گیا ہے۔ اس سے ملحق بجانب شمال احمد آبادی مہمانوں کا کمرہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی لنگر و گودام کے دو کمرے ہیں۔ اور اس سے ملحق بجانب شمال حضرت مخدومنا صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سید خادم حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اقامت گاہ ہے اور اس کے مشرق میں ایک بڑا کمرہ اور اس کے بعد آگرہ کے مہمانوں کا کمرہ ہے۔ اور اس کے جنوب میں رہتک کے مہمانوں کا کمرہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک اور کمرہ بھی مہمانوں کے لیے ہے۔ تیسری منزل پر ایک کشادہ کمرہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خوابگاہ کی چھت پر ہے۔ جو پیرزادگان چورہ شریف کے قیام کے لیے مخصوص ہے اور اس احترام و عقیدت کی واضح دلیل ہے جو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیرزادوں سے تھی۔ اور درمیان عمارت نہایت کشادہ پختہ صحن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اس حویلی میں ہمیشہ مہمانوں کی کثرت سے آمد و رفت رہتی تھی۔ اور خاص تقریبات کے مواقع پر تو اس میں تل دھرنے کو بھی جگہ نہ ملتی تھی۔ اب بھی حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی کے قیام کے زمانے میں

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

یہاں کافی چہل پہل نظر آتی ہے۔ اس عمارت میں اعلحضرتؒ نے اپنے وابستگان کو دائمی داغ مفارقت دیا تھا۔

آپؒ کی خوابگاہ میں آج تک بستر مبارک حسبِ سابق موجود ہے اور بابِ رحمت میں حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی جلوہ فرما ہوا کرتے ہیں۔ ۱۹۱۶ء میں جب اعلحضرتؒ نے اس عمارت کے بنوانے کا ارادہ فرمایا تو اہلِ خانہ واہلِ قریہ نے آپؒ سے اتفاق نہ کیا۔ اور کوشش کی کہ آپؒ اپنے ارادہ کو ترک فرما دیں کہ اس سے زرِ کثیر ضائع ہونے کا احتمال ہے۔ لیکن آپؒ اپنے ارادہ پر ثابت قدم رہے۔ بالآخر آپؒ کے ایک ہم عمر اور بے تکلف بزرگ نے بھی آپؒ کو اس معاملہ میں مشورہ دیا اور آپؒ کو باز رکھنے کی کوشش کی تو آپؒ نے ان کو جواب دیا جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا کہ "اگر میں اپنے لیے مکان بنوانا چاہوں تو دُنیا کے بڑے سے بڑے شہر میں بنوا سکتا ہوں۔ یہاں ایسا مکان بنانے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ آئے گا۔ شب باش ہوگا۔ اس کو آرام ملے گا وہ دُعا دے گا اس سے میری اور سب کی نجات ہوگی۔

دوسری عمارت زنانہ مہمان خانہ ہے۔ یہ عمارت مردانہ مہمان خانہ کے جنوب میں کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ بھی پختہ اور دو منزلہ ہے۔ جس میں ہزاروں پردہ نشین خواتین کے قیام کی سہولتیں موجود ہیں۔ اس میں جملہ محترمات خاندانِ عالی فروکش ہیں۔ روزانہ لنگر کی پخت وغیرہ کا انتظام بھی اس حویلی میں ہوتا ہے[1]۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور دو منزلہ پختہ عمارت ہے جو

---

[1] یہ حویلی ہی آپؒ کا آبائی مکان ہے۔ یہ پہلے کچا تھا۔ آپؒ نے اس کو مہمانوں کی کثرت کے سبب ازسرِنو پختہ تعمیر کرایا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مہمانوں کے استعمال کے لیے مختص ہے۔ اس کو نئی حویلی کہتے ہیں۔ اس میں حضرت مخدومنا الحاج صاحبزادہ مولانا علامہ حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی کا قیام رہتا ہے۔ اس سے کچھ ہی دُور مسجد نُور ہے۔ اس کے مشرق میں ایک نہایت وسیع جلسہ گاہ ہے۔ جو سالانہ جلسوں کے انعقاد کے سلسلہ میں تعمیر کرائی گئی تھی۔ یہ عمارت بھی پختہ اور مستطیل شکل کی ہے اس میں بھی چاروں طرف کمرے بنے ہوئے ہیں۔ سالانہ جلسہ کے موقع پر اس کا نظارہ قابلِ دید ہے۔

اس کے مشرق میں کچھ فاصلہ پر مزروعہ اراضی کے ساتھ ایک اور پختہ مستطیل شکل کی عمارت ہے جو کاشت کرنے والے درویشوں کے لیے تعمیر کرائی گئی تھی۔ اس میں چاروں طرف کمرے بنے ہوئے ہیں۔ جن میں زراعت کے مولیشی اور لنگر کے گھوڑے باندھے جاتے ہیں اور یہیں برادرم صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب مدظلہٗ زراعت کے انتظام کی سہولت کے پیشِ نظر قیام فرما ہیں۔ اس کے ساتھ ایک پختہ مسجد اور دو پختہ کنوئیں بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ جب مئی ۱۹۱۴ء میں علی پور شریف کے لیے اسٹیشن تعمیر ہوا اور ریل کی آمد و رفت شروع ہوئی تو مہمانوں کے طعام و قیام میں سہولت کی غرض سے اسٹیشن کے بالمقابل ۱۹۲۵ء میں ایک پختہ عمارت بمعہ مسجد و باغ تعمیر کرائی گئی۔ مسجد میں مہمانوں اور عوام کے آرام کے لیے پختہ کنواں اور غسل خانہ بھی تعمیر کرایا گیا تھا۔ اس کی تاریخ جناب آتی ادیب کانیری نے موزوں کی ہے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

زافضالِ معبودِ کون و مکاں | بنا شد بعالم عجب سجدہ گاہ
چہ خوش بندۂ بانی آزاد گفت | بنا کرد قبلہ جماعت علی شاہ
۱۳۴۴ھ

جماعت منزل

ان کے علاوہ شہر سیالکوٹ میں دُور دراز سے آنے والے مہمانوں کی آسائش اور قیام کی خاطر ایک پختہ دو منزلہ عمارت بمقام میانہ پورہ الموسوم جماعت منزل تعمیر کرائی گئی تھی۔ یہ عمارت بھی قابلِ دید ہے۔ یہاں اعلیٰحضرتؒ سفر کی حالت میں اکثر قیام فرماتے تھے۔ اور مہمانوں کی بھی اکثر آمد و رفت رہتی تھی لیکن اب اس میں جناح اکیڈمی ہائی سکول سیالکوٹ چھاؤنی کی پرائمری برانچ نونہالانِ قوم کو علمی فیض پہنچا رہی ہے۔

جماعت منزل کھبل

کھبل علاقہ یاغستان میں دریائے اٹک کے کنارے واقع ہے۔ یہاں کی آبادی پٹھانوں پر مشتمل ہے۔ علاقہ زرخیز نہ ہونے کے سبب یہاں غربت و افلاس زیادہ ہے۔ گرمی کے موسم میں شدت کی گرمی پڑتی ہے تو لوگ دریا کے کنارے آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ آپؒ بھی ایسے شدید موسم میں یہاں تشریف فرما تھے اور گرمی کی تپش کے سبب دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ پٹھانوں کی ٹولیوں کو وہاں دیکھ کر آپؒ کو ان کے آرام کے لیے مکان بنانے کا خیال آیا۔ چنانچہ آپؒ نے دریا کے کنارے پانی میں مکان تعمیر کرا دیا۔ اس عمارت کی تعمیر کے متعلق خود ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

فقیر جب پہلی مرتبہ ادھر آیا تھا تو یہاں رہنے کو کوئی مکان نہ تھا۔ مسافروں کو سخت تکلیف تھی۔ اس لیے یہاں ایک مسافر خانہ فقیر نے تعمیر کرایا۔ اس کے چار کمرے تین نیچے اور ایک بالاخانہ۔ اب جو مسافر یہاں آتے ہیں یہیں مقیم ہوتے ہیں اور فقیر کو دعا دیتے ہیں[1]۔

اس عمارت کی تعمیر کے بعد آپؒ گرمیوں میں کبھی کبھی وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور آخری مرتبہ ۱۹۵۰ء میں تشریف لے گئے تھے۔ آپؒ کے علاوہ حضرات صاحبزادگان والا شان علی پور شریف اور صاحبزادگان عالی مقام چورہ شریف مدظلہم العالی بھی کبھی کبھی تشریف لے جاتے تھے۔ یہ اور دیگر تمام عمارات مہمانوں کے لیے وقف ہیں اور جماعت منزل سے موسوم ہیں۔ جہاں ہر شخص کے لیے بلامعاوضہ قیام و طعام کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں مدینہ منورہ میں بھی روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں جماعت منزل تعمیر ہو چکی ہے۔ جہاں مساکین مدینہ طیبہ کے علاوہ حجاج و زائرین کو قیام کی اجازت ہے۔

مسجد نور

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (توبہ)

علی پور سیداں میں ایک مدت سے اہل قریہ کے لیے صرف ایک مسجد الموسوم "کوٹ والی مسجد" تھی۔ جہاں پنجگانہ کے علاوہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی ادا ہوتی تھیں یہ مسجد

---

[1] فیضان امیر ملتؒ، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔ ص ۹

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

چھوٹی ہونے کے سبب بستی کے تمام مسلمانوں کے اجتماع کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لیے آپؒ نے ایسی چھوٹی بستی میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھ مسجدیں تعمیر کرا دیں۔ جن میں مسجد نُور قابلِ ذکر ہے۔ اس مسجد کو اعلیٰحضرتؒ نے اپنے خلفِ اصغر حضرت مخدومنا مولانا الحاج حافظ پیر سیّد نُور حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہٗ کے نام مبارک سے منسوب فرمایا ہے۔ یہ مسجد فنِ تعمیر کا شاہکار ہے۔ اور تمام تر سفید سنگِ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ اور اتنی وسیع و عریض ہے کہ سینکڑوں نمازی باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصہ میں نہایت آرائش و زیبائش سے کام لیا گیا ہے۔ چھت سے فرش تک اور تمام دیواروں میں دلکش نقش و نگار کیا گیا ہے۔ اور قیمتی سے قیمتی لالٹینوں، جھاڑوں، فانوسوں، شیشوں، طغروں اور دیگر آرائشی سامان سے مزین کیا گیا ہے۔ اس کی چھت میں بجانب جنوب وھیل مچھلی کی پسلی کا ایک کانٹا جو تقریباً ۲۱ فٹ لمبا اور ایک فٹ سے زیادہ چوڑا ہے نصب ہے۔ شمالی دیوار سے ایک بڑا گھڑیال آویزاں ہے۔ جس کو سال میں ایک دفعہ چابی دی جاتی تھی۔ محراب میں سنگِ مرمر کا نہایت خوبصورت ممبر ہے اور نہایت خوبصورت نقشی سنگِ مرمر ہی کا مصلّٰی ہے جو قابلِ دید ہے۔ محراب اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے آپ اپنا جواب ہے۔ صرف اس محراب کی تعمیر پر نوصد ۹۰۰ روپے خرچ آیا تھا۔ امام اور مقتدیوں کے لیے فرش ہی میں سنگِ مرمر کے مصلّے بنے ہوئے ہیں۔ جن پر جبینوں کے ذوقِ سجدہ کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اس مسجد کے تین حصے ہیں اور ہر حصہ میں جماعت کا پورا اہتمام موجود ہے۔ یعنی امام اور مقتدیوں کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

لیے علیحدہ علیحدہ مصلے بنے ہوئے ہیں۔ اس کی ترتیب یوں ہے :

۱۔ اندرونی حصّہ کے لیے پانچ خوبصورت دروازے آبنوس کی لکڑی کے بنے ہوئے ہیں۔ ان پر سیپ کی منبت کاری کے علاوہ دیدہ زیب طلائی نقش و نگار عجیب بہار دے رہے ہیں۔

۲۔ برآمدے میں بھی جماعت کی پوری ترتیب موجود ہے اور اُوپر کی طرف مغرب کی جانب آیاتِ قرآنی اور دلکش زرّین نقش و نگار سنگِ مرمر میں کندہ ہیں۔

۳۔ مسجد کے وسیع صحن میں بھی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ تمام صحن میں سیاہ و سفید سنگِ مرمر کے ایک مربع فٹ کے ٹکڑوں کا جاذبِ نگاہ فرش بنا ہوا ہے۔ اور صحن کے مشرق کی طرف سنگِ مرمر کا خوبصورت حوض بنا ہوا ہے۔ گو ابھی تک اس میں پانی نہیں بھرا گیا، لیکن ٹوٹیاں لگا دی گئی ہیں۔ ان میں نلکے کے ذریعے کنوئیں سے پانی پہنچایا جاتا ہے۔ اس عالی شان مسجد کی شان کو قیمتی غالیچوں کا فرش اور نظر افروز خوشنما حسین و جمیل پردے دوبالا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بڑا نقشی رنگین قالین کا مصلےٰ ہے۔ جس پر امام کے مصلےٰ کے علاوہ تین صفیں بنی ہوئی ہیں۔ اور ہر صف میں ۶۰ نمازی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اور لطف یہ کہ ہر نمازی کے مصلے کو علیحدہ دکھایا گیا ہے۔ مسجد کے صحن کے دونوں جانب یعنی شمال اور جنوب میں سنگِ مرمر کا کماندار حاشیہ بنا ہوا ہے۔ اس کے مقابل میں مدرسہ کے طلباء و اساتذہ کے علیحدہ علیحدہ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کے اُوپر مغرب کی جانب ایک وسیع کمرہ ہے اور اسی طرح بائیں جانب جنوب میں ایک وسیع کمرہ ہے۔ مینار بھی سفید سنگِ مرمر

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کے ہیں۔ان پر جموں کے بہترین کاریگروں کے بنائے ہوئے کلس عجب سماں دکھاتے ہیں۔(افسوس کہ جنوب کی طرف کا ایک مینار طوفانِ باد و باراں کی زد میں آ کر شہید ہو گیا ہے)

اس مسجد کی تعمیر کے لیے سنگِ مرمر بیکانیر سے اور چھت کے لیے منقش آہنی چادریں اٹلی سے منگوائی گئی تھیں۔اور بہترین فنکاروں۔نجاروں اور معماروں نے جن میں تاج محل آگرہ کے کاریگروں کی اولاد کے علاوہ جموں وسیالکوٹ کے منتخب کاریگر بھی تھے۔جنہوں نے برسوں کی لگاتار محنت سے خدائے ذوالجلال کی عبادت کے لیے ایسی پرشکوہ مسجد بنانے میں حصہ لیا تھا۔اس مسجد کی تعمیر میں اعلیحضرتؒ نے جیبِ خاص سے تقریباً ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ خرچ فرمایا اور سینکڑوں انسانوں نے برسوں رات دن کی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام کیا۔یہ مسجد واقعی اسم با مسمیٰ بلکہ نُورٌ علیٰ نُور ہے اور اعلیحضرتؒ کی خدائے قدوس سے سچی محبت اور اس کی اطاعت کیشی کی مظہر اور نفاستِ طبع کی آئینہ دار ہونے کے علاوہ اس برصغیر میں ایک ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ اگر تاج محل آگرہ شاہ جہاں کی ممتاز محل سے والہانہ محبت کی یادگار ہے تو مسجد نور اعلیحضرتؒ کے عشقِ الٰہی کی یادگار ہے۔اس مسجد کی بنیاد ۱۹۱۴ء کے موسم بہار کے آغاز میں حضرت احمد نبی صاحب قبلہ چوراہیؒ کے مبارک ہاتھوں رکھی گئی تھی۔اس کی عظمت،شان وشوکت اور نفاست کو دیکھ کر سرکشوں کی جبینوں میں بھی سجدے مچلنے لگتے ہیں۔تمام محاسن کے باوجود عادتِ قدیم کو مدِنظر رکھتے ہوئے عیدین وجمعہ کی نماز کوٹ والی مسجد ہی میں ادا کی جاتی ہے۔کیونکہ یہ مسجد آپؒ کے اُستادِ محترم کی تعمیری یادگار

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہے اور اس کے صحن میں ان کا مزار ہے۔ مسجد نُور کے بیرُونی حصّے میں شمال اور جنوب کی جانب ایک ایک وسیع کمرہ ہے جس میں خاص تقریبات کے موقع پر مہمان فروکش ہوتے ہیں اور جنوب کی جانب کا کمرہ کتب خانہ کے لیے مخصوص ہے۔ اور ان کمروں سے ملحق ایک ایک سرد خانہ بھی ہے جس میں مہمان موسم گرما کی شدت آزار سے پناہ لیتے ہیں۔ یہ سرد خانے اپنی برودت کے لحاظ سے اتنے خنک ہیں کہ شدید گرمیوں میں بھی دن کو کمبل یا لحاف اوڑھے بغیر کوئی شخص گزارہ نہیں کر سکتا۔ اعلیٰحضرتؒ بھی انہیں سرد خانوں میں نصف النہار سے قبل تشریف لا کر عصر تک استراحت فرمایا کرتے تھے۔ اس عالیشان مسجد کی تاریخ تعمیر جناب الحاج شیخ محمد ابراہیم صاحب آزاد چیف جج بیکانیر نے موزوں فرمائی۔

قطعۂ تاریخ

خدا رکھے سلامت قبلۂ شاہ جماعتؒ کو ۔۔۔ کہ جن کی ہمّتِ والا سے ایسی بن گئی مسجد

دُعا آزاد کے دل سے جو نکلی ہے ۔۔۔ رہے آباد یہ شاہ جماعت قبلہ کی مسجد

۷ + ۱۳۳۲ = ۱۳۳۹ھ

کُتب خانہ

آپؒ کو مفید و نایاب کتب کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ اس لیے آپؒ نے سفر و حضر میں مختلف مقامات سے ہزاروں روپے کی کتب خرید فرمائیں۔ چنانچہ موجودہ کتب خانہ علومِ اسلامی کی بیش قیمت و نادر کتب کا انمول خزانہ ہے۔ جو آپؒ کی سالہا سال کی محنت

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور صرفِ زرِ کثیر کا حاصل ہے۔ اس میں ہر قسم کی قلمی و مطبوعہ نایاب دینی کتب موجود ہیں۔ اس لحاظ سے اس کتب خانہ کے متعلق بلا شبہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اپنی موجودات نادرہ کے لحاظ سے ملک میں علومِ اسلامیہ کا واحد کتب خانہ ہے۔ اس کتب خانہ سے متصل طلبہ کے کمرے ہیں۔ اس میں شوقین طلبہ دُور دُور سے حصولِ علم کی غرض سے آکر اقامت پذیر ہوتے ہیں۔ ہر کمرہ میں دو اور تین تین طلبہ کے رہنے کا انتظام ہے۔ ان کو چارپائیاں اور موسم کے لحاظ سے بستر مدرسہ کی طرف سے فراہم کیے جاتے ہیں۔ اور لنگر سے طلبہ کو دو وقت شکم سیر اور قوت بخش غذا مہیّا کی جاتی ہے۔ طلبہ کے علاوہ مدرسین کے طعام کی ذمّہ داری بھی مدرسہ پہ ہی ہے۔ ماہوار تنخواہ اس کے علاوہ ہے۔ گویا یہ مدرسہ ایک اسلامی بورڈنگ ہے جس کی کفالت خود اعلیحضرتؒ بنفسِ نفیس فرماتے رہے۔ اور اب آپؒ کے جانشین باتمکین اس کے کفیل[1] ہیں۔

---

[1] مندرجہ بالا تمام عمارات و کتب خانہ اعلیحضرتؒ کی متبرک یادگاریں ہیں۔ ان کی نگہداشت کی ذمہ داری اب زیادہ تر یارانِ طریقت پر ہے۔ اگر موجودہ بے نیازی چندے برقرار رہی تو ان کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

لنگر

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ - اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ، قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ - فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ - فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ - فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً -

ترجمہ "اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمان کی خبر آئی؟ جب وہ اس کے پاس آئے، بولے سلام۔ اُس نے کہا سلام۔ ناشناسا لوگ ہیں۔ پھر اپنے گھر گیا۔ ایک فربہ بچھڑا لے آیا۔ پھر اس کو ان کے پاس (آگے) لے گیا۔ (اس نے) کہا کیا تم نہیں کھاتے۔ پھر اپنے جی میں اُن سے ڈرنے لگا۔"

مہمان نوازی حضورؒ کی جبلت میں تھی۔ لڑکپن میں آپؒ اپنے ہمجولیوں کے ساتھ کھانا کھاتے اور زمانہ تعلیم میں بھی آپؒ کا یہی حال رہا۔ آپؒ کے لیے جو کھانا گھر سے تیار کر کے بھیجا جاتا تھا آپؒ اپنے ہم مکتبوں کو ساتھ لے کر تناول فرماتے۔ تعلیم سے فارغ ہونے اور منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد یہ سلسلہ اور بڑھ گیا۔ آپؒ تادمِ آخر مہمانوں کے ساتھ تناول فرماتے رہے۔ آپؒ گھر پر ہوں یا تبلیغی دورہ پر، بری سفر میں ہوں یا بحری میں، ہر جگہ آپؒ معمول کے مطابق مہمان نوازی فرماتے اور سب کو اپنے ساتھ شریکِ طعام فرماتے۔ جو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

غذا آپؐ کو پسند ہوتی وہی سب کے لیے تیار کراتے۔ بلکہ مہمانوں کی پسند کا زیادہ خیال فرماتے۔ عرب مہمانوں کے لیے ان کی پسند کا کھانا مثلاً ہریسہ۔ دم کا گوشت وغیرہ۔ سرحدی مہمانوں کے لیے ان کی پسند کا کھانا مثلاً گوشت۔ روٹی۔ پلاؤ وغیرہ۔ ہندوستانی مہمانوں کے لیے بریانی۔ متنجن۔ شامی کباب۔ وغیرہ۔ غرض آپؐ کے دستر خوان پر انواع و اقسام کے پُرتکلف کھانے ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ کئی طرح کی چٹنیاں۔ اچار۔ مربے۔ سرکہ۔ شہد بھی دستر خوان کی زینت ہوتا۔ سینکڑوں مہمان آپؐ کے دستر خوان پر شکم سیر ہو کر کھانا کھاتے تھے۔ اگر حضورؐ گھر پر ہوتے تو مہمانوں کے لیے صبح سویرے پراٹھے۔ مکھن۔ دہی۔ شکر۔ اچار۔ چٹنی۔ وغیرہ گھر سے سینیوں میں درویش لے آتے اور دستر خوان بچھا کر باعزت طریقے پر مہمانوں کو ناشتہ کراتے۔ چونکہ حضورؐ صرف دو وقت کھانا تناول فرماتے تھے اس لیے آپؐ مہمانوں کو اپنے ساتھ صبح کی چائے میں شریک فرماتے تھے۔ اس وقت بھی دستر خوان بچھا کر چائے کے ساتھ عمدہ قسم کے بسکٹ اور کیک پیسٹری وغیرہ سے مہمانوں کی تواضع کی جاتی تھی۔ حضورؐ صرف چند گھونٹ چائے نوش فرماتے اور اس کے ساتھ ایک دو بسکٹ یا کیک کا ایک آدھ ٹکڑا اگر طبیعت چاہے تو قبول فرماتے ورنہ چائے پر اکتفا فرماتے۔ رمضان شریف میں سحری کے لیے مہمانوں کے واسطے اصلی گھی میں تر کیے ہوئے پراٹھے۔ مکھن۔ دہی۔ گوشت کا سالن۔ چٹنی۔ اچار وغیرہ کا انتظام کیا جاتا تھا اور افطار کے بعد طرح طرح کے پُرتکلف کھانے اور قسم قسم کے پھل دستر خوان پر موجود ہوتے اور آپؐ سب مہمانوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاتے۔ آپؐ کا دستر خوان نہایت کشادہ تھا۔ اطراف و اکناف سے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مہمان شبانہ روز آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ جن کا اندازہ پہلے سے نہ ہوتا تھا۔ صبح سے رات تک مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپؒ دوپہر اور شام کے کھانے کے اوقات میں مہمانوں کا انتظار فرماتے۔ جب مہمان آجاتے تو آپؒ دستر خوان بچھانے کا حکم دیتے اور سب مہمانوں کو ساتھ لے کر کھانا تناول فرماتے۔ مگر کبھی ایسا نہ ہُوا کہ کوئی مہمان بھوکا رہا ہو۔ گھر سے جس قدر کھانا تیار ہو کر آتا اس سے تمام مہمان اور آپؒ کی خدمت میں حاضر خدام شکم سیر ہو جاتے تھے۔ اور پھر بھی کچھ نہ کچھ بچ رہتا تھا۔ آپؒ کو مہمانوں کی کثرت سے خوشی ہوتی تھی اور کمی سے رنج۔ اپنی ایک آرزو آپؒ نے برادرم مکرم حضرت صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہٗ کے سامنے بیان فرمائی کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر وقت میرے ساتھ اتنے مہمان کھانا کھائیں کہ ان کے ہاتھ دھلانے کے لیے صابن کی ایک نئی ٹکیہ ایک سرے شروع کی جائے اور دوسرے سرے پر ختم ہو۔ برادرم موصوف نے عرض کیا کہ حضور، عرس شریف کے موقع پر ایک کیا کئی ٹکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ فرمایا نہیں میں روزانہ ہر کھانے پر اتنے مہمان چاہتا ہوں۔ اندازہ لگائیے کہ حضورؒ کو مہمانوں کی آمد اور ان کے کھانا کھانے سے کتنی مسرت ہوتی تھی۔ پھر لطف یہ ہے کہ آپؒ مہمانوں کو کئی کئی دن ٹھہرائے رکھتے۔ جب کوئی اجازت طلب کرتا تو آپؒ کو دُکھ ہوتا۔ آپؒ اس سے فرماتے کہ بھئی ابھی نہیں۔ اسی طرح مہمان کو ٹالتے اور طرح طرح سے اس کی دلجوئی فرماتے۔ دُور دراز کا سفر کر کے آنے والوں کو مہینوں ٹھہرائے رکھتے (مثلاً عرب شریف۔ عدن۔ بخارا۔ کابل۔ پشاور۔ کراچی اور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہندوستان کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے مہمان)۔ ان کے لیے ان کی پسند کے کھانے پکوانے ان پر خاص التفات اور مہربانی فرماتے اور درویشوں کو تاکید فرماتے کہ مہمان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اس کی ہر ضرورت پوری کرو۔ خواتین کے قیام وطعام کا بندوبست زنانہ حویلی میں کیا جاتا ان کے ساتھ اہلبیت خواتین وہ سلوک کرتیں۔ جو آپؒ کی خوشنودی کا موجب ہوتا۔ واپس جانے والے مہمانوں کو تحائف عنایت فرماتے اور پکا ہوا کھانا بھی ان کی ضرورت اور فاصلہ کے اعتبار سے ان کے ساتھ روانہ فرماتے کہ راستہ میں تکلیف نہ ہو اور ہندو دکانداروں سے خرید کر کھانا نہ پڑے اگر آپؒ سفر کے لیے روانہ ہوتے تو اپنے ساتھ تمام اشیائے خوردنی، پکانے اور کھانے کے برتن۔ چائے کے لیے چائے کی پتی کے ڈبے، چینی اور چائے کے برتن، سماور وغیرہ لے جاتے۔ ریل گاڑی میں سوار ہوتے تو اپنے کمرے کے تمام مسافروں کی تواضع کے لیے اپنے خدام کو حکم دیتے وہ مسافروں کی چائے کیک بسکٹ اور پھل وغیرہ سے تواضع کرتے اگر کھانے کا وقت ہوتا تو اپنے ہمراہیوں کے علاوہ دیگر مسافروں کو بھی شریک فرما لیتے تھے۔ بحری سفر میں تو آپؒ بہت زیادہ اہتمام فرماتے کیونکہ آپؒ کے ساتھ خود ایک کثیر جماعت ہوتی تھی جو آپؒ کے حکم کی بنا پر آپؒ کے دستر خوان سے فیضیاب ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ جہاز کے مسافروں میں سے بھی چند ایک شریک ہو جایا کرتے تھے۔ سفر ہو یا حضر ہو آپؒ کے خورد ونوش کے اوقات ہر موسم میں ایک جیسے تھے مثلاً نماز تہجد کے بعد آپؒ قہوہ نوش فرماتے۔ اس موقع پر بھی آپؒ مہمانوں کو طلب فرما لیتے تھے۔ بوقت چاشت آپؒ چائے اور اس کے ساتھ بسکٹ استعمال فرماتے اس وقت

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بھی آپؒ مہمانوں کو طلب فرما لیتے تھے۔ مہمانوں کے علاوہ آپؒ کے درویش بھی آپؒ کے لنگر سے اسی طرح مستفید ہوتے جس طرح آپؒ کے مہمان۔ آپؒ درویشوں کی بھی بہت فکر فرماتے تھے۔ ان کی خوراک، لباس اور ہر ضرورت مہیا فرماتے تھے۔ آپؒ گھر پر ہوں یا سفر میں، مگر علی پور شریف میں لنگر کا انتظام بدستور جاری رہتا۔ سال بھر مہمان آتے جاتے رہتے۔ حضورؒ کے وصال کے بعد سے مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ پہلے سے زیادہ مہمان آتے جاتے رہتے ہیں اور صاحبزادگان ان کے قیام و طعام کا خاطر خواہ انتظام فرماتے ہیں۔ عرس شریف میں مہمانوں کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ تمام مہمان خانے بھر جاتے ہیں۔ ان کے لیے ناشتہ۔ دوپہر کا کھانا اور شام کا کھانا پُر تکلف اغذیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دونوں وقت چائے اور بسکٹ وغیرہ سے ان کی تواضع کی جاتی ہے۔ مہمانوں اور درویشوں اور افرادِ خاندان کے علاوہ یتامیٰ۔ مساکین۔ بیوگان۔ فقراء اور محتاجین بھی حضورؒ کے لنگر سے سال بھر اپنا اپنا حصہ حاصل کرتے رہتے ہیں۔ سالانہ خرچ کا کوئی باقاعدہ حساب گو ابھی تک نہیں رکھا گیا ہے، تاہم سینکڑوں من آٹا اور چاول خرچ ہوتا ہے۔ آپؒ نے لنگر کی ضروریات کی تکمیل کے لیے زرعی اراضی خرید فرمائی اور دودھ کے لیے عمدہ نسل کے مویشی پال رکھے تھے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ادبی خدمات

(اُردُو نوازی)

کیوں نہ پھر نعت کے مضمون ہوں اُردُو میں اَدا
شیخ والا کو ہے مرغوب، زبان اُردُو (آزاد بیکانیری)

آپؒ کو پنجابی کے علاوہ عربی - فارسی - پشتو - ملتانی - سندھی - پُوربی - ہندی اور اردو زبانوں میں کامل عبوُر حاصل تھا اور حسبِ ضرورت ان زبانوں میں بے تکلف گفتگو فرماتے تھے - نیز ان زبانوں کے مشاہیر شعرا کے صدہا منتخب اشعار آپؒ کو از بر تھے - لیکن اس کے باوجود جو شرف آپؒ نے اردو کو بخشا اس کا عشرِ عشیر بھی کسی اور زبان کو حاصل نہ ہُوا - آپؒ کی جملہ خط و کتابت کی زبان اردو تھی اور نجی صحبتوں سے لے کر ہر نوع کے عظیم الشان جلسوں تک کے لیے ذریعۂ خطاب اردو ہی کو بنایا گیا تھا -

سُخن فہمی آپؒ کو قُدرت نے نہایت سنجیدہ مذاق ودیعت فرمایا تھا - آپؒ سلیم الطبع - معنیٰ شناس و سخن فہم تھے - آپؒ کو حمد و نعت اور دینی مسائل کے مضامین نہایت پسند تھے - بسا اوقات بدورانِ گفتگو نہایت قیمتی اور دلچسپ اشعار زبانِ فیضِ ترجمان سے صادر ہوتے تھے (مگر آپؒ نے خود فکرِ سخن کبھی نہیں فرمائی) جو موقع کی مناسبت کے لحاظ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ شاعر نے خاص اسی موقع کے لیے یہ شعر موزوں کیا ہے۔

اندازِ کلام

آپؒ کا اندازِ کلام شیریں اور دلکش ہونے کے علاوہ نہایت مؤثر تھا۔ آپؒ عام طور پر چھوٹے چھوٹے بے تکلف۔ بامحاورہ اور سلیس مگر فصیح جملوں میں گوہر افشانی فرمایا کرتے تھے جو مضمون کے تسلسل اور بیان کی روانی کے سبب سامع کے قلب و دماغ پر نقش ہو جاتے تھے۔ غرضکہ آپؒ کی تحریر و تقریر کا رنگ ایک ہی تھا۔ طویل جملوں اور توالیٔ اضافت سے دونوں مبرّا تھے۔

شانِ خطابت

آپؒ کو جوشیلی اور دھواں دھار تقریر ناپسند تھی۔ آپؒ نے ہزاروں لاکھوں کے اجتماعات سے آخری وقت تک خطاب فرمایا اور حق تو یہ ہے کہ قوتِ ناطقہ سے جس قدر آپؒ نے کام لیا اتنا کسی لیڈر۔ مصلح یا مبلغ نے لیا نہ ہوگا۔ آپؒ ہمیشہ خطبہ مسنونہ اور تلاوت کلام اللہ کے بعد اردو میں خطاب فرماتے۔ البتہ پنجاب کے دیہی علاقوں میں ضرورتاً ایسی پنجابی میں تقریر فرماتے کہ اگر اس میں سے چند اسماء وضمائر وافعال کو بدل دیا جائے تو اردو ہو جائے۔ آپؒ ہر میدان میں نہایت مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔ آپؒ جہاں بھی تشریف لے جاتے یا کسی جلسہ میں آپؒ کی شمولیت ہوتی تو ہزارہا بندگانِ خدا آپؒ کے نطق و جمال سے قلب و نظر کو تسکین و راحت پہنچاتے اور روحانی اکتسابِ فیض کرنے کے لیے دُور دُور سے سفر

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کر کے چلے آتے تھے اور سامعین کی توجہ کا یہ عالم ہوتا تھا کہ سراپا دیدۂ بصارت اور ہمہ تن گوش سماعت نظر آتے تھے۔ آپؒ ہمیشہ کھڑے ہو کر خطاب فرمایا کرتے تھے۔ آپؒ کے دستِ مُبارک میں عصا ہوتا اور شانوں پر بردیمانی یا سفید چادر ہوتی جس سے جسم شریف کو ڈھانکے رکھتے تھے۔ غرض اس عالم میں جب آپؒ منبر پر وعظ کے لیے جلوہ فرما ہوتے تو نگاہِ شوق قربان ہو ہو جاتی تھی۔ اور آنکھ اک ذرا جھپکنے اور کان تقریر کی لذّت سے ایک لمحہ بھی محروم ہونے کو ناقابلِ معافی خطا جانتے تھے۔ آپؒ کی تقریر میں الفاظ کی بھرمار نہ ہوتی تھی۔ آپؒ سیدھے سادے الفاظ میں نکات اور مسائلِ حقہ بیان فرماتے تھے۔ آپؒ کی زبان سے جو لفظ صادر ہوتا وہ نگینہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپؒ حسن کلام اور شُستہ زبان پر قادر تھے۔ آپؒ کی تقاریر[1] اور مکاتیب[2] اس کے شاہد ہیں۔ غرضکہ آپؒ خدمتِ زبان کے لحاظ سے بھی ادبائے اردو کی صفِ اوّل میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اور زبان کے عظیم محسن ہیں۔

ملفوظات

سفر ہو یا حضر، رات ہو یا دن، گرمی ہو یا سردی، آپؒ کی مجالس بافیض طلوعِ آفتاب سے نصف شب تک اور نمازِ تہجد کے بعد سے فجر تک ہر مقام پر یکساں گرم رہتی تھیں۔ اور عالم و عامی، امیر و فقیر، یار و اغیار سب ہی آپؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور مختلف مسائل پر گفت گو کا شرف پاتے تھے۔ آپؒ کی گفتگو شیریں اور مخاطب کی عقل و فہم کے مطابق ہوتی تھی۔ آپؒ آہستہ آہستہ اور رُک رُک کر کلام فرماتے اور علمی رموز و نکات نہایت

[1] ملاحظہ ہو ملفوظات امیرِ ملتؒ مطبوعہ حیدر آباد دکن و کراچی [2] ملاحظہ ہو مکتوبات امیرِ ملتؒ مطبوعہ کراچی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آسان و سادہ الفاظ میں بیان فرماتے تھے۔ اس سے آپؒ کی اعلیٰ علمی استعداد اور ہمہ دانی کی شان ہویدا ہوتی تھی۔ اور حاضرین ہر لحاظ سے مطمئن ہو جاتے تھے۔ آپؒ لطافت۔ محبت۔ وسیع القلبی سے سائل کو برجستہ جواب دے کر مطمئن کر دیتے تھے۔ گویا حاضر جوابی آپؒ کا خاصہ تھی۔ اور گاہے مزاحِ لطیف کی آمیزش سے تو گفتگو میں قندِ مکرر کا لطف پیدا ہو جاتا تھا۔ مگر بایں ہمہ متانت و سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔ الغرض آپؒ کی ہر گفتگو خواہ طریقت و دینی مسائل سے متعلق ہو خواہ امورِ دنیاوی سے۔ فصاحت و بلاغت۔ علمی تبحر۔ تجربات و مشاہدات کا ایسا دلنواز مجموعہ ہوتی تھی کہ آپؒ سے گھنٹوں ہم کلام رہنے پر بھی دل کو سیری ہوتی تھی نہ طبیعت اکتاتی تھی اور نہ ہی کبھی آپؒ خود بر داشتہ خاطر ہوتے تھے۔

تقریر

آپؒ عادتاً آہستہ آہستہ اور مجلس کی نوعیت کی مناسبت سے سنجیدہ تقریر فرماتے اور قوتِ ناطقہ کے جوہر دکھاتے تھے۔ بلکہ تقریر کا یہ عالم تھا کہ دو دو ڈھائی ڈھائی گھنٹے معمولاً اور کبھی کبھی مسلسل چار چار پانچ پانچ گھنٹے بلا تکان حاضرین کو مخاطب فرماتے تھے اور حاضرین بھی شوق و کیف کے عالم میں ڈوب کر اپنے دامن کو جواہر آبدار سے مالا مال کر لیتے تھے۔ جو بات آپؒ کی زبان مبارک سے نکلتی سامعین کے دل میں گھر کر جاتی تھی۔

ع   دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

کیونکہ وہ آپؒ کے دل کی گہرائیوں سے نکلتی تھی جو کذب و ریاء اور تصنع جیسے عیوب سے پاک ہوتی تھی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور سننے والا یہ باور کرنے پر مجبور ہوتا تھا کہ جو کچھ کہا گیا، وہ اس کے اپنے دل کی بات تھی۔ بقول

غالب ؎ دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اس نے کہا

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

آپؒ ہمیشہ بے تکلف اور بے ساختہ گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپؒ کو تقریر کے دوران الفاظ تلاش کرنے یا مضمون سوچنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ یعنی آپؒ کی تقریر تمام تر آمد ہوتی تھی جس میں آورد کو قطعاً دخل نہ ہوتا تھا۔ ہاں صداقت و صاف گوئی اس کا امتیاز تھا۔ آپؒ کے بیش قیمت ارشادات و مواعظ کا ایک مجموعہ موسومہ "ملفوظاتِ امیرِ ملت" حیدر آباد دکن سے حضرت الحاج مولانا مولوی محمد عثمان صاحب سابق محاسب محکمہ تعلیمات نے پہلی بار ۱۹۵۰ء میں اور کراچی سے ۱۹۵۷ء میں شاخ انجمن خدّام الصّوفیہ کراچی نے دوسری بار اور ۱۹۵۹ء میں تیسری بار شائع کیا۔ اس میں مذہب اہلِ سنت و الجماعت کے روزمرّہ کے مسائل کے علاوہ فقہ و تصوّف سے متعلق آپؒ کے گراں بہا ارشادات جس طرح آپؒ کی زبانِ فیض ترجمان سے صادر ہوئے تھے بعینہٖ بلا تغیّر و تبدل محفوظ کر کے پیش کیے گئے ہیں، جن کے مطالعہ سے ایمان کو تقویت اور روح کو طمانیت نصیب ہوتی ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تصانیف

آپؒ ہر معاملہ میں اور ہر ہر قدم پر اتباعِ سنت کو نہایت ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔ اس لیے ضروری خط و کتابت کے سوا آپؒ کو قلم سے کام لینے کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ اکثر خطوط بھی خادمین سے لکھوا دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ چونکہ آپؒ کو شہرت و ناموری مقصود نہ تھی محض خلق اللہ کی ہدایت اور اسلام کی اشاعت آپؒ کی پاکیزہ زندگی کا نصب العین تھا۔ اس لیے ان امور کی انجام دہی کے لیے آپؒ نے تصنیف و تالیف کو خیالات کی اشاعت کا ذریعہ نہ بنایا، بلکہ عوام میں گھل مِل کر ان کی زبان میں خدا اور رسولؐ کا پیام پہنچانے کو ترجیح دی۔ اس کے علاوہ خلق کے بے اندازہ رجوع اور مشاغل کی کثرت کے سبب آپؒ کو آرام کرنے کا موقع تک نہ ملتا تھا۔ چہ جائیکہ تصنیف و تالیف میں وقت صَرف کر کے کسی خاص موضوع پر کوئی کتاب تصنیف فرماتے۔ تاہم آپؒ نے موقع بموقع بالخصوص خواندہ اور ذی علم حضرات اور بالعموم عوام الناس کے دینی و دُنیاوی فوائد کے پیشِ نظر علمِ تصوّف سے متعلق کہ اس کی اشاعت کا آپؒ کو نہایت شوق تھا چند مضامین سپردِ قلم فرماتے اور ان کو قرآن و حدیث کے احکام اور اکابر علما و صوفیا کے اقوال سے مزین فرمایا، جن میں ۱۔ مقالہ "ضرورتِ شیخ" ہے۔ اس مقالہ میں بیعت کی ضرورت اور اہمیت کو ۲۹ دلائلِ قرآن و حدیث اور اقوالِ بزرگانِ دین سے ثابت کیا گیا ہے۔ ۲۔ رسالہ "یارانِ طریقت" ہے۔ اس رسالہ میں اہلِ بیعت کے لیے روحانی فوائد بیان کیے گئے ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

۳۔ رسالہ "اطاعتِ مرشد" ہے۔ اس میں پیر و مرشد کی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات قرآن و احادیث اور واقعات کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

۴۔ رسالہ "مریدِ صادق"۔ اس رسالہ میں علمِ تصوف کی رُو سے مرید کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ اور پیر و مرید کے ربط و تعلق کو واضح کیا گیا ہے۔

یہ چاروں تصنیفات اپنی افادیت کے لحاظ سے دنیائے تصوّف میں خاص مرتبہ کی حامل ہیں اور مدت ہوئی کہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آئیں اور شائقین کے لیے سرمایہ گرانمایہ ثابت ہوئیں۔ لیکن اب ان کا دستیاب ہونا قریب محال ہے۔ ان کے علاوہ فضیلت نمازِ تہجد کے متعلق بھی ایک رسالہ سپردِ قلم فرمایا گیا تھا۔ جس میں نمازِ تہجد کے فوائد و برکات قرآن و حدیث کی رُو سے بیان کیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ اکتوبر ۱۹۳۱ء کے ماہنامہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ میں شائع ہو چکا ہے۔ نیز ایک رسالہ فضائل مدینہ طیبہ کے باب میں بھی تحریر فرمایا ہے جو رسالہ انوار الصوفیہ لاہور جلد ۶ نمبر ۱۱، ۱۹۱۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ ان میں سے ہر تصنیف لطیف انمول جوہرِ آبدار ہے اور اپنی نوعیت میں آپ اپنی مثال ہے۔ ان تمام کو یکجا بھی شائع کیا جا سکتا ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آخری حج

اعلحضرتؒ کو حرمین الشریفین کی حاضری اور دربارِ نبویؐ کی زیارت کا ہر وقت اشتیاق رہتا تھا،[1] جو کمال عشق کے درجہ تک پہنچا ہوا تھا۔ آپؒ ہمہ وقت گنبدِ خضرا کے تصور میں مستغرق رہتے تھے ؎

علی پور میں آپؒ رہتے تھے لیکن
تصور میں رہتا تھا ہر دم مدینہ

اور سفرِ حج سے آپؒ کی اصلی غایت بھی حاضری مدینہ منورہ ہوتی تھی۔ چنانچہ اگست ۱۹۵۱ء کے اوائل میں حضرت محترم الحاج خان بہادر صوفی بخشی مصطفٰے علیخاں صاحب مدظلہ، کو علی پور شریف سے رخصت کرتے ہوئے جو کلمات صادر فرمائے اس سے آپؒ کی قلبی تڑپ کا اظہار ہوتا ہے۔ فرمایا کہ "بخشی صاحب! روضہ اقدسؐ پر حاضر ہو کر میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ غلام کو بھی اپنے قدموں میں بُلا لیجئے"۔ اس موقع پر آپؒ کی جو حالت تھی وہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی، الفاظ اس کی عکاسی سے قاصر ہیں۔

آخری سفرِ حج میں حضرت بخشی صاحب موصوف کو کراچی سے ہمرکاب سعادت رہنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ آپ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے افادۂ عوام کی خاطر مبسوط سفر نامہ قلمبند فرما کر رسالہ لمعات الصوفیہ سیالکوٹ میں شائع کرایا تھا۔ چونکہ حضورؒ نے تمام افرادِ خاندان

---

[1] ملاحظہ ہو مکتوب موسومہ قاری حاجی محمد شہاب الدین صاحب۔ حیدر آباد دکن مطبوعہ مکتوباتِ امیرِ ملتؒ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

میں سے مجھے اس سفر میں اپنی خدمتِ خاص کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ لہٰذا میں علی پور شریف ہی سے حضورؒ کے ساتھ سفر میں شریک تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ حضورؒ نے جب اس سفر مبارک کا ارادہ فرمایا تو تمام سکانِ علی پور شریف اور افرادِ خاندان کے علاوہ سینکڑوں خدام حاضرِ خدمت اور پاک و ہند کے لاکھوں یارانِ طریقت نے حاضر ہو کر دست بستہ عاجزانہ حضورؒ سے ارادۂ حج ملتوی کرنے کی خواہش کی اور خطوط و تار بھی کثرت سے اسی مقصد کے لیے روانہ کیے کیونکہ حضورؒ کی طبیعت اکثر ناساز رہتی تھی۔ صحت بہت کمزور ہو چکی تھی۔ آپؒ اُٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کے قابل بھی نہ تھے۔ مگر ان تمام موانعات کے باوجود حضورؒ کے عزم میں تبدیلی نہ آئی بلکہ اصرار کی وجہ سے اشتیاقِ سفر بڑھتا ہی جاتا تھا۔ جب آپؒ علی پور شریف سے روانہ ہوئے تو در و دیوار سے دھاڑیں مار مار کر رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

علی پور سے روانگی

بتاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۶۸ھ م ۱۰ ستمبر ۱۹۴۹ء بروز شنبہ (ہفتہ) چاشت سے فارغ ہو کر آپؒ نے تمام حاضرین کو شرفِ ملاقات و زیارت بخشا۔ پھر چارپائی کے ذریعہ زنانہ حویلی میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپؒ نے تمام اہلبیت، اہلِ قریہ اور مہمان مستورات کو شرفِ زیارت و تکلم بخشا۔ یہاں سے نکل کر آپؒ حضرات والدین کرام کے مزارات پر بغرض زیارت تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے آپؒ حضرۃ والدہ صاحبہ مکرمہ رحمۃ اللہ علیہا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پائین میں بیٹھ کر فاتحہ خوانی فرمائی۔ زاں بعد حضرت والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت اور فاتحہ خوانی فرمائی۔ اور قبرستان میں دیگر مدفونین کے لیے بھی فاتحہ خوانی فرمائی۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپؒ اسٹیشن علی پور شریف تشریف لے گئے۔ جہاں ایک مجمع کثیر آپؒ کے استقبال اور زیارت سے مستفیض ہونے کی غرض سے حاضر تھا۔ چونکہ آپؒ کی سواری مبارک گاڑی آنے سے پہلے ہی اسٹیشن پر پہنچ گئی تھی اس لیے زائرین کو خاطر خواہ زیارت کا موقع مل گیا۔ تقریباً آدھ گھنٹے کے بعد سیالکوٹ سے گاڑی آ گئی۔ حضرت گرامی مرتبت الحاج مولانا حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہ، آپؒ کے ساتھ گاڑی پر سوار ہو گئے۔ دیگر صاحبزادگانِ عالیشان نے اپنے لیے علیحدہ سیٹیں مخصوص کرائیں۔ اور آپؒ کے ہمراہ لاہور تشریف لے گئے۔ جب گاڑی علی پور شریف سے روانہ ہونے لگی تو تمام فضا نعرۂ تکبیر اور امیرِ ملت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ تمام حاضرین نے بچشمِ گریاں آپؒ کو رخصت کیا اور بادلِ سوزاں یہ دعائیہ شعر پڑھا ؎

بسفر رفتنت مبارکباد — بسلامت روی و باز آئی

علی پور شریف سے روانہ ہونے کے بعد گاڑی لاہور تک جس جس اسٹیشن پر رُکی، سینکڑوں اشخاص آپؒ کی زیارت کے لیے مثلِ پروانہ ٹوٹ پڑتے۔ حضورؒ کی حفاظت اور آرام کے خیال سے برادرم حاجی عبدالرحمٰن و برادرم حاجی محمد لقمان صاحبان جھنگوی کو باڈی گارڈ کے فرائض انجام دینے پڑتے تھے۔ ہر اسٹیشن پر ایک ہجوم ہوتا تھا جو پھولوں کے ہار اور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تحائف لیے موجود ہوتا تھا۔لاہور سے روانگی کے وقت ہزاروں یارانِ طریقت نے باچشمِ نم آپؒ کو الوداع کہا۔لاہور سے کراچی تک تمام سٹیشنوں پر کثرت سے یارانِ طریقت اور دیگر عقیدتمند آپؒ کے منتظر تھے۔سب حضورؒ کی زیارت اور قدم بوسی کے شوق میں دیوانہ وار تھے۔ان سب مقامات پر حضورؒ کو سنبھالنا بہت مشکل تھا خدا خدا کرکے کراچی پہنچے تو یہاں ہجومِ خلائق سے اسٹیشن پٹا پڑا تھا۔ہزاروں ہی پروانے بہرِ استقبال جمع تھے۔بدقت تمام حضورؒ کو اُٹھا کر ہم اسٹیشن کے باہر لے آئے اور بذریعہ کار فضل منزل چلے گئے۔جب تک کراچی میں قیام رہا، صبح سے رات تک زائرین کا تانتا بندھا رہتا۔کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز ہم جدّہ شریف روانہ ہوئے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔حضورؒ نے ہزاروں ریال و اجناس وغیرہ جو ساتھ تھے اور کچھ پہلے ہی بحری جہاز پر سفر کرنے والے یارانِ طریقت کے ذریعہ روانہ کر دیا تھا،سب کا سب مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ کے شیوخ۔علما۔طلبہ۔مساکین و دراویش میں تقسیم فرما دیا۔اس مبارک کام کے لیے حضورؒ نے حضرت مولانا الحاج ضیاءالدین احمد صاحب قادری مہاجرِ مدینہ و حضرتِ محترم حاجی بخشی مصطفےٰ علی خاں صاحب کو بطورِ خاص نامزد فرمایا تھا۔ان حضرات نے رات دن ایک کرکے آپؒ کے حکم کی تعمیل فرمائی۔جزاھم اللہ خیر الجزا۔نیز اپنے قیام کے دوران حضورؒ نے علما و مشائخین،طلبہ،خادمین حرمین الشریفین،مساکین و دراویش کی پُرتکلف ضیافتوں کا بھی اہتمام فرمایا۔اور بار بار ارشاد فرماتے کہ کوئی خالی نہ رہ جائے۔ایک ضیافت میں پیر صاحب گولڑہ شریف بھی شامل ہوئے۔آپؒ نے ان پر نہایت شفقت اور التفات فرمایا۔وہ آپؒ کی فراخدلی سے نہایت متاثر ہوئے۔الغرض ہم جب واپس جدّہ شریف پہنچے تو ہمارے پاس معمولی ضرورت کے لیے بھی کچھ نہ تھا۔خیر جدّہ شریف سے روانہ ہوکر دو گھنٹے میں کراچی پہنچ گئے اور وہاں سے علی پور شریف پہنچے۔راستے بھر یارانِ طریقت اور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

عقیدت کیش ہر جگہ آپؒ کے استقبال کے لیے موجود ہوتے اور تمنائے زیارت میں بیتاب نظر آتے۔ یہ سفر اسی کیفیت سے گزرا اور ہم شام کے وقت علی پور شریف پہنچے۔ بعد نماز اسٹیشن سے روانہ ہو کر گھر پہنچے۔ اسٹیشن پر تمام افرادِ خاندان، صاحبزادگان۔ خدام اور مہمان خیر مقدم کے لیے موجود تھے۔ آپؒ کو چارپائی پر لٹا کر لے جایا گیا۔ شام کے کھانے کے بعد آپؒ نے تمام مہمانوں سے حسبِ معمول بے تکلف گفتگو فرمائی۔ حالات سفر بیان فرماتے ہوئے کہتے کہ بھئی مردہ گیا تھا زندہ ہو کر آ گیا ہوں الحمدللہ۔ اب میرے جسم میں نئی جان آ گئی ہے اور یہ اشعار سنائے ؎

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب

اس در کی حاضری سے مری قسمت بدل گئی

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری

گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا

حج کے علاوہ تمام فرض و نفلی عبادات میں حضورؒ کے شغف کا یہی عالم تھا۔ زکوٰۃ آپؒ پر ساری زندگی میں ایک دفعہ بھی فرض نہیں ہوئی۔ آخری چند سالوں میں بوجہ علالت و نقاہت گاہے خود امامت فرماتے گاہے مجھے یہ سعادت عطا فرماتے۔ اگر میں کہیں باہر چلا جاتا تو برادرم صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سید انور حسین شاہ صاحبؒ کو یہ سعادت نصیب ہوتی۔ غرض کہ تا دمِ آخر آپؒ کے کسی معمول میں فرق نہ آیا۔ استقامت اس کو کہتے ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اخلاق و عادات

تعلیماتِ اسلامیہ کی رُو سے کوئی شخص اس وقت تک مقبولیتِ الٰہی کا اعزاز حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کے اخلاق پاکیزہ اور برگزیدہ نہ ہوں۔ کیونکہ مقبولِ الٰہی ہونا خود اس کے حُسنِ عمل کا بے بدل انعام ہے۔ اور کسی کلمہ گو کا ایمان درجہ کمال کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اس میں حسنِ اخلاق پیدا نہ ہو۔ چنانچہ حدیث شریف ہے کہ: اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا۔ یعنی کامل ایمان مسلمانوں میں اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔ اور اخلاق ہی کو انسانوں کے درجہ اور مرتبہ کے لیے معیار ٹھہرایا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبویؐ ہے: خِیَارُکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔ یعنی تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ اور ارشادِ باری ہے کہ:

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ - آل عمران-۱۴۰

(ترجمہ) "جنت تیار ہوئی پرہیزگاروں کے لیے جو خرچ کیے جاتے ہیں خوشی اور تکلیف میں اور پی جاتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو۔ اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کے اخلاقی اوصافِ حمیدہ کا قرآنِ حکیم نے یوں ذکر فرمایا:

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ
الْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّہِمْ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَہُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ
اِذَآ اَصَابَہُمُ الْبَغْیُ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُہَا فَمَنْ عَفَا وَ
اَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ - وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ
ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ
لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ - (شوریٰ - ۴)

(ترجمہ) "وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور وہ بڑے گناہوں اور بے حیائی سے بچتے ہیں۔ اور جب غصہ آئے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی۔ اور آپس کے مشورے سے کام کرتے ہیں۔ اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر چڑھائی ہو تو وہ جہاد کرتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک اس کو گنہ گار پسند نہیں آتے۔ اور جو کوئی بدلہ لے مظلوم ہونے کے بعد تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق دھوم مچاتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور البتہ جس نے سہا اور معاف کیا۔ بیشک یہ کام ہمت کے ہیں۔"

لہٰذا ثابت ہُوا کہ خُدا اور رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا واحد ذریعہ حسنِ اخلاق

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہے۔ مذکورہ بالا احکاماتِ رحمانی وارشاداتِ نورانی کی روشنی میں اعلیٰحضرتؒ کے صحیفہ حیات کی ورق گردانی اور مطالعہ کیا جائے تو حیاتِ مبارکہ کے تمام شعبے شمس و قمر کی طرح تاباں و درخشاں نظر آتے ہیں۔ کیونکہ آپؒ کے تمام اعمال وافعال۔ اخلاق و عادات۔ حرکات وسکنات احکامِ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق تھے۔

کلام اللہ سے محبّت

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ (البقرہ)

(ترجمہ) "اس کتاب میں کوئی شک نہیں۔ ڈرنے والوں کو راہ بتلاتی ہے۔ جو غیب پر یقین رکھتے ہیں"۔

آپؒ کو کلام اللہ سے بیحد محبت تھی۔ خود جیّد حافظ تھے۔ آپؒ نے اپنی تین پشتوں تک اولاد کو کلام اللہ کا حافظ بنایا۔ علاوہ ازیں اپنے لاکھوں متوسلین کے قلوب میں جذبۂ محبتِ قرآنِ پاک کی مشعل روشن فرمائی۔ اور انہیں اپنے بچوں کو کلام اللہ کا حافظ بنانے کی ترغیب و تاکید فرمائی۔ نیز علی پور شریف میں دار العلوم نقشبندیہ اسی خاص مقصد کی تکمیل کی غرض سے قائم فرمایا۔ جس کی بدولت صدہا مسلمانوں نے دولتِ قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا اور کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کے طول و عرض میں صدہا مدارسِ دینیہ کی سرپرستی قبول فرمائی اور ذوقِ قرآن خوانی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کو فروغ بخشا۔ اور خود ماہ رمضان کے پہلے دو ہفتوں میں اپنے والدِ ماجدؒ اور اہلِ قریہ کو نماز تراویح میں قرآن شریف سُنا کر کشمیر۔ سیالکوٹ۔ لاہور۔ قصور۔ فیروز پور۔ امرتسر وغیرہ میں جا کر شبینہ سناتے تھے۔ آپؒ احکامِ قرآنی پر اس شدت سے عامل تھے کہ اگر آپؒ کی حیاتِ طیبہ کو قرآنِ حکیم کی متحرک تفسیر اور اتباعِ سنت کا مکمل ترین نمونہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپؒ نے اپنی ذات پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی زندگی کی ہر ساعت میں مواعظِ حسنہ کے ذریعہ قرآنی مسائل و احکام کی اشاعت و تبلیغ اور ان پر عمل کی ترغیب و تلقین فرمائی۔ غرضکہ آپؒ کی کوئی نشست قرآن و حدیث کے تذکرہ سے خالی نہ ہوتی تھی۔ گفتگو کا انداز اس قدر شیریں و دلنشیں ہوتا تھا کہ ہر بات دل میں اُترتی معلوم ہوتی تھی۔ اور سُننے والے کا اشتیاق ہر آن بڑھتا رہتا تھا۔ جن خوش نصیبوں کو آپؒ کے فیضانِ صحبت سے بہرہ در ہونے کا موقع ملا ہے۔ وہ اس لطف سے خوب آشنا ہیں۔ جس قدر آپؒ کو قرآنِ پاک سے محبت تھی اسی قدر احترام و ادب بھی ملحوظ تھا۔ اس معاملہ میں ذرہ برابر لغزش خواہ کسی سے ہو، گوارا نہ فرماتے تھے۔ اور فوراً ہی غلطی سے متنبہ فرما دیا کرتے تھے نیز شب و روز خاموشی میں کتنی تلاوت فرماتے تھے اس کا حال خدا ہی بہتر جانتا ہے ؎

کلامِ خدا را ایں سینہ اش
پئے مخلصاں وقف گنجینہ اش

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

عشقِ رسولِ انام

علیہ التحیات والسلام

کیا دل کی امنگیں بھی کوئی انگڑائیاں مست حسن کی ہیں
جو بات کہ دل میں پنہاں ہے تصویر میں عُریاں کون کرے

آپؒ کو دیارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرہ ذرہ سے بے پناہ عقیدت تھی اور یہ عقیدت تادم واپسیں بڑھتی ہی گئی۔ آپؒ اہلِ مدینہ کی خاطر داری میں بیحد مبالغہ فرماتے اور جب بھی کوئی مدنی صاحب آپؒ کے پاس پہنچتے تو آپؒ نہایت خوش ہوتے۔ ان کی تا قیام ہر طرح تواضع فرماتے اور واپسی پر گرانقدر زرِ نقد نذر کرتے اور کوشش فرماتے کہ وہ آپؒ سے خوش ہو کر جائیں۔ کیونکہ آپؒ ان کی خوشی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث تصور فرماتے تھے۔ اور قیامِ مدینہ طیبہ کے زمانے میں اہلِ مدینہ کے لیے ہر روز پُر تکلف ضیافتوں کا اہتمام فرماتے اور لاکھوں روپیہ بطور نذرانہ پیش فرماتے۔ اور جوشِ محبت کا یہ حال تھا کہ آپؒ مدینہ طیبہ کو اپنا حقیقی وطن جانتے تھے[1]۔ اسی لیے آپؒ کو مدینہ طیبہ کی ہر چیز نہایت مرغوب تھی۔ اپنے لیے ہر چیز مدینہ طیبہ کی پسند فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ کھانے پینے کے تمام برتن۔ مصلیٰ۔ تسبیح۔ بڑ یمانی۔ لباس کے لیے کپڑا وغیرہ اس کے علاوہ اجناسِ خوردنی تک مدینہ شریف سے لاکر کاشت کرواتے تھے۔ ان کو

---

[1] ملاحظہ ہو مکتوب موسومہ حضرت مولانا حافظ ظفر علی صاحب ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ، مورخہ ۲۵ شعبان ۲۳ھ مطبوعہ مکتوبات شریف

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

خود استعمال کر کے نہایت مسرور ہوتے اور خاص خاص احباب میں بطور تبرک تقسیم فرماتے اور وہاں سے کبوتر لاکر نہایت اہتمام سے ان کی پرورش فرماتے اور ان کی دلکش اور جذبۂ محبت کو تیز تر کرنے والی صداؤں سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ عشقِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں آپؒ کی کیا کیفیت تھی۔ ذیل کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

حضرت محترم مولانا الحاج فخر الاطبا حکیم خادم علی صاحبؒ (سیالکوٹی) اپنا ایک چشم دید واقعہ ذیل کی عبارت میں رقم فرماتے ہیں:

"کیا ہی مبارک زمانہ اور متبرک وقت تھا جبکہ ہم ۱۹۳۲ء میں سفرِ حج اور زیارتِ روضۂ مطہرہ کے لیے جا رہے تھے۔ اور ہماری خوش بختی سے اس سال بھی عالی جناب فیضمآب راہنمائے شیخ و شاب حضرت قبلہ سید جماعت علی شاہ فرخ نہاد، کہ مانندِ اویس بطنِ گیتی نزاد بھی تشریف لے جا رہے تھے۔ اس وجود باجود کے کمالات اور بلند حالات کو کون بیان کر سکے۔ سبحان اللہ مدینہ منورہ میں ہمارا قیام بالکل روضۂ اطہر کے قریب تھا۔ میں اور میرے ہمسفر حضرت حاجی مولوی عبد الغنی صاحب سحری کے وقت دربار میں حاضر ہوتے تو ہم ایک متبرک وجود کو دیکھتے جو سفید چادر اوڑھے پڑا ہوتا۔ ہر روز ہمارے آنے سے پہلے وہ صاحبِ عزم و ہمت موجود ہوتا۔ حاجی صاحب نے کہا کہ کسی دن بہت سویرے آئیں گے تاکہ آتے ہی ان کو دیکھ سکیں۔ غرض ہم بہت سویرے بھی جاتے تو یہی کیفیت پاتے۔ ہم نے ایک دن جرأت کر کے رُخِ انور سے پردہ اٹھایا تو محبوبِؒ علی پوری عاشقِ زارِ سرکارِ مدنی تھے۔ ایک عجیب کیفیت تھی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

انوار و اسرار کی ایک دُنیا آباد تھی۔ وہ سماں یاد آتا ہے تو نگاہیں تلاش میں تھک کر رہ جاتی ہیں۔

چپکے چپکے اب بھی ان کو یاد کر لیتا ہوں میں
اک جہان آرزو آباد کر لیتا ہوں میں

ہم دیکھتے تھے کہ ہر طرف لوگ پروانہ وار اس شمعِ توحید کے متوالے نظر آتے تھے۔

جو نظر کردہ صاحبِ نظراں ہوتا ہے
اسی "محبوب" کے قدموں میں جہاں ہوتا ہے

اس ضمن میں اعلحضرت سراج الملت سجادہ نشین اولیٰ آستانہ عالیہ علی پور شریف، نے اواخر ماہ رمضان ۷۸ھ مطابق اپریل ۵۹ء کی ایک صحبت میں فرمایا کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی صدر جمیعۃ العلماء ہند آپؒ کے نکتہ چینوں کے جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں "شاہ صاحب" کے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور حسبِ ذیل واقعہ بیان فرماتے کہ ایک دفعہ اعلحضرتؒ مدینہ طیبہ میں کسی نانبائی کی دکان کے آگے سے گزر رہے تھے۔ وہاں ایک شخص روٹی کھا رہا تھا اور ایک کُتا وہیں بیٹھا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس نے کُتے پر کچھ سختی کی۔ آپؒ نے سن لیا۔ اور اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہاں ایمان تازہ کرنے کے لیے آئے ہو یا ضائع کرنے کے لیے۔ تم نے کتے پر کیوں سختی کی؟ جانتے نہیں — یہ دیارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رہنے والا ہے۔ پھر آپؒ نے اس کتے کو اپنی آغوش میں اُٹھا لیا۔ اور اس کو کچھ کھلایا پلایا۔ جب کہیں آپؒ کے دل کو قرار آیا۔ کتے کو چھوڑ کر اسی لباس میں

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آپؒ دربارِ نبویؐ میں حاضر ہوئے (یعنی مدینہ شریف کا کتا بھی پاک اور قابلِ احترام ہے)۔ اسی جذبۂ عشق کی قبولیت کا اظہار اس کتاب میں مندرج خوابوں سے ہوتا ہے اور ذیل کے ایک واقعہ سے بھی جسے حضرت محترم مولانا الحاج خان بہادر صوفی بخشی مصطفٰے علی خاں صاحب نے مدینہ طیبہ سے تحریر فرمایا ہے کہ جمعرات ۳۰ر اگست کو رات کے دس بجے کے بعد اعلیٰحضرتؒ کا وصال مبارک ہوا تھا اور اسی[1] جمعہ کو صبح کے وقت جبکہ یہ بندہ مدینہ منورہ میں حضرت مولانا ضیاءُ الدین احمد القادری کے مکان میں حاضر تھا۔ حضرت مولوی صاحب قبلہ نے بوقت اشراق حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دولت کدہ میں تشریف لاتے ہی فرمایا۔ بخشی صاحب! میں ابھی ابھی حرم شریف سے سلام بحضور سرورِ انام صلی اللہ علیہ وسلم عرض کر کے آ رہا ہوں میں نے سلام عرض کرتے ہوئے اپنے سامنے اعلیٰحضرتؒ قبلۂ عالم کو دیکھا۔ پشتِ اقدس میری جانب تھی۔ سر پر مخصوص عمامہ بندھا تھا۔ سر ادب سے جھکا ہوا تھا اور آپؒ دست بستہ مواجہ شریف کے سامنے سلام عرض کر رہے تھے۔ دیکھئے اعلیٰحضرتؒ تو علی پور شریف میں ہیں۔ مگر آپؒ کی روح اقدس مدینہ طیبہ کی سیر فرما رہی ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ آپؒ کا کیا ہی بلند درجہ ہے۔ آپؒ اس عمر میں اس دنیا میں مامور من اللہ تھے۔ اس وقت نہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کو علم تھا نہ کسی اور کو۔ کہ اسی شب قفسِ عنصری سے نکل کر روح مبارک جانب جنۃ الفردوس مدینہ منورہ کے راستہ سے روانہ ہو رہی ہے۔[2] عادتاً حضور قبلہ عالمؒ جب حج کا قصد فرماتے تو

---

[1] صنہ ۳۰ رسالہ انوار الصوفیہ نمبر ۱۱ سنہ ۱۹۵۱ء و رسالہ لمعات الصوفیہ سیالکوٹ، نومبر سنہ ۱۹۵۱ء روزنامہ الکلام ریاست بلیسور ۵۱ء [2] میرا ٹیلیگرام پہنچا تو حضرت موصوف کو حضورؒ کے وصال کا علم ہوا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مدینہ منورہ حاضر ہو کر مکہ معظمہ تشریف لے جاتے۔ احرام مدینہ شریف میں باندھ کر دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر مواجہ شریف کے سامنے باہزاراں ادب سلام عرض کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مکہ شریف روانہ ہوتے۔ اب جب جنت الفردوس میں طلبی ہوئی ہے تو اب بھی دربار پر انوارِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر سلام مؤدبانہ پیش کر کے حضور پُر نور شافع یوم النشور کی اجازت سے جانبِ جنت سدھارے ہیں۔ سبحان اللہ، آپؒ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے اور کتنے ارفع و اعلیٰ درجہ کے عاشق تھے۔

نیز آپؒ سے واقفیت رکھنے والے حاجی صاحبان ہر سال ایسے واقعات بیان کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؒ کسی کو خانہ کعبہ میں اور کسی کو دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آئے ہیں۔

ابوالعرب

آپؒ کے اس بے پناہ جذبہ محبت نے اہلِ عرب کے دل میں گھر کر لیا تھا اور وہ آپؒ کے قریب سے قریب تر ہو گئے تھے۔ چنانچہ آپؒ کو انہوں نے "ابوالعربؒ" کا لقب دے کر اپنی وابستگی پر مہرِ توثیق ثبت کر دی تھی۔ حضور جب عرب شریف پہنچتے تو عرب حضرات جوق در جوق آپؒ کے استقبال اور ملاقات کے لیے تشریف لاتے اور مسرت و شادمانی کا اظہار فرماتے اور واپسی پر آپؒ کو دوبارہ آنے کی نوید دیتے۔ جلد آنے کا وعدہ لیتے اور محبت آمیز دعوتی خطوط تحریر فرماتے تھے۔ جب آپؒ کے وصال مبارک کی خبر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ریڈیو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کے ذریعہ پہنچی تو گھر گھر بیت الحزن بن گیا۔ ہر آنکھ چشمِ پُرنم ہو گئی۔ آپؒ کی محبت پُر صحبتوں کے نقشے نظروں کے سامنے آ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک عرب حضرات آپؒ کی محبت کی کشش کی بدولت بصد تاسف آپؒ کی زیارت کے لیے علی پور شریف تشریف لاتے ہیں۔

محبتِ مدینہ طیبہ کی تخم کاری

آپؒ نے عمل اور قول کے ذریعہ اپنے اخلاف اور لاکھوں متوسلین کے دلوں میں شمعِ عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح فروزاں کیا ہے آج تک کسی عالمِ ربانی اور پیشوائے روحانی سے ممکن نہ ہوا۔ چنانچہ آپؒ کے گھرانے کے اکثر افراد ذکور و اناث حج اور دربارِ نبوی ﷺ کی زیارت سے ایک سے زائد مرتبہ مشرف ہو چکے ہیں۔ اور ہزاروں متوسلین ایسے ہیں جن کو بحمد اللہ یہ سعادت میسر آ چکی ہے۔ اور جو باقی ہیں وہ محض اس آرزو کو دل میں جگہ دیئے ہوئے منتظرِ کرم ہیں۔ ان حضراتِ کرام کے قلوب میں وہی جذبۂ محبت کارفرما ہے جس کی آپؒ نے تخم کاری فرمائی ہے۔ خدا ان سب کی آرزو بر لائے۔ آمین! لیکن قابلِ صد مبارک اور لائق تحسین ہیں حضرت محترم مولانا الحاج خان بہادر صوفی بخشی مصطفےٰ علی خاں صاحب مدظلہٗ کہ جنہوں نے آپؒ کی تلقین پر ہجرت کر کے دیارِ نبوی ﷺ میں اقامت اختیار کی اور انوارِ نبوت سے اکتسابِ فیض کر رہے ہیں۔ اور تمام یارانِ طریقت کی طرف سے دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سفارت و وکالت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

؎ عاشقوں کا دل بنایا آئینہ اللہ نے اس کو روشن کر دیا عشقِ رسول اللہ نے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حق گوئی و بیباکی

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اسلام کا دار و مدار صداقت پر ہے۔ اور یہی مسلمان کا وصفِ خاص ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا حاصل اور کفر و اسلام کی حدِ فاصل ہے اور یہی وہ جوہر ہے جس کی بدولت عرب کے جاہل اور وحشی انسان تاریخ عالم کے ہیرو اور دُنیا کے تقدیر ساز بنے۔ اور اس کی بدولت ہی انعامِ الٰہی کے مستحق قرار پائے۔ اور اسی ہتھیار سے دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنتوں اور حکومتوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور سرکشوں کو یا تو طاعتِ اللہ پر مجبور کیا یا صفحہ ہستی ہی سے مٹا دیا۔ صداقت ہی اخلاق اللہ اور اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس وصف کی بدولت مسلمان میں جرأتِ حق گوئی اور جسارتِ بیباکی پیدا ہوتی ہے۔ الغرض خواہ ایوانِ حکومت ہو خواہ میدانِ سیاست۔ کاروبارِ دنیاوی ہو یا معاملاتِ دینی ہر جگہ اسی صداقت کا راج ہے۔ یعنی اگر صداقت کو اسلام سے خارج کر دیا جائے تو اسلام چند رسوم کے مجموعے سے زیادہ کچھ نہیں رہ جاتا۔ اسی لیے تو رُومیٔ پاکستان نے فرمایا۔

ے باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سَو بار کر چکا ہے تُو امتحاں ہمارا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ایک اور شعر میں کافر اور مومن کا مقابلہ فرمایا ہے کہ

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے

مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ یعنی تقربِ الی اللہ کی اولین شرط پرہیز گاری ہے۔ گویا صداقت اسلام کی جان۔ اور مسلمان کا ایمان اور پرہیز گاری کی بنیاد ہے۔ چونکہ اعلحضرتؒ کی حیاتِ مبارکہ کا مقصدِ وحید کتاب اللہ وسنتِ رسولؐ اللہ پر عمل کرنا اور کرانا تھا۔ اس لیے آپؒ نے اسلاف کرام کے کارناموں کو زندہ کرنے میں عملاً و قولاً ایسی سعی بلیغ فرمائی کہ حکومتوں کے ایوانوں سے لے کر عوامی شبستانوں تک کو صدائے حق سے جونکا دیا اور مخالف اسلام طاقتوں۔ تحریکوں اور سرگرمیوں کو لرزہ براندام کر دیا۔ اس مؤقف پر آپؒ کی نگاہِ نکتہ شناس کی زد سے کوئی بچ نہ سکتا تھا۔ آپؒ نے بلا قید زمان و مکاں اور بلا امتیاز ادنےٰ و اعلےٰ حق گوئی اور بیباکی سے کام لیا۔ ملک و ملت کی تمام تحریکات میں حصہ لے کر نہایت بیباکی اور کمال صداقت شعاری کا مظاہرہ کیا۔ آپؒ کی پاکیزہ زندگی کے بیشمار واقعات میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں۔

امیر امان اللہ خان کو ہدایت

مئی ۱۹۳۱ء م ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ میں آپؒ بغرض حج تشریف لے گئے، وزیرِ خارجہ افغانستان نے آپؒ کو بمقام عرفات دیکھا اور آپؒ کی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آمد کی خبر سابق امیرِ کابل کو دی۔ اطلاع پا کر امیر موصوف باشتیاق قلبی وزیرِ خارجہ مذکور کے ہمراہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے امیر موصوف سے اپنے ایک ٹیلیگرام کے متعلق استفسار فرمایا۔ جس کے ذریعہ امیر موصوف کو بمقام اٹلی ہدایت فرمائی تھی کہ وہ دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر توبہ کریں۔ اس پر معذرت کرتے ہوئے امیر موصوف نے کہا کہ میں اُس وقت آپ کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا مگر اب حاضر ہوں، میرے حق میں دعا فرمائیں۔ آپؒ نے عادتِ کریمانہ کے مطابق دُعا کے علاوہ مصلیٰ۔ تسبیح۔ عمامہ اور کلاہ سے نوازش فرمائی۔

بہ بزمِ احباب ہے مہرباں
بہ رزمِ مخالف چو شیرِ ژیاں

واقعہ مسجد شہید گنج کے سلسلے میں بمقام کوہاٹ انکشاف فرمایا کہ گورنر نے ۸ نومبر ۳۵ء کے جلوس کے متعلق میرے پاس دو ممبر بھیجے کہ بازار میں سے نہ جائیں۔ دو لاکھ آدمی آپ کے ساتھ ہیں، فساد ہو جائے گا۔ میں نے کہا، فساد کا میں ذمہ دار ہوں۔ انہوں نے کہا آپ آگے ہوں گے۔ پیچھے سے کسی ہندو نے پتھر مار دیا تو پھر۔ میں نے کہا، میں ذمہ دار۔! آپؒ کے اسی وصف کی بناء پر انگریز بھی ایوانِ حکومت میں مرعوب تھے۔ چنانچہ ایک واقعہ خود آپؒ کی زبانی سماعت فرمائیے۔

"جب میں کوہ مری سے لاہور آنے لگا تو وہاں ایک جرنیل تھا وہ کہنے لگا آپؒ کا جانا ضروری ہے۔ جب میں راولپنڈی پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس نے رپورٹ کی ہے کہ شاہ صاحب

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کولاہور جانے سے روک دیا جائے، ورنہ فساد ہو جائے گا۔ ڈپٹی کمشنر نے اپنے سپرنٹنڈنٹ کو کہا۔ کہ شاہ صاحب سے کہہ دو کہ لاہور نہ جائیں۔ اُس نے کہا، میں روک نہیں سکتا۔ اس نے کہا انہیں بُلاؤ۔ اُس نے جواب دیا۔ وُہ نہ انگریزوں سے ملتے ہیں اور نہ ملیں گے۔ آپ لاہور والوں کو اطلاع دے دیں۔ وُہ جانیں اور ان کا کام۔ چنانچہ لاہور والوں کو اطلاع دے دی گئی۔ اور آپؒ لاہور تشریف لے گئے اور شاہی مسجد میں ایک عظیم جلسہ کو مخاطب فرمایا۔

سفرِ کابل اور اُس کے اسباب

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

"خبردار۔ بے شک اولیاء اللہ کو نہ خوف ہوتا ہے نہ رنج و ملال۔"

بندۂ مومن کا دل بیم و رجا سے پاک ہے
قوتِ فرمانروا کے سامنے بیباک ہے

سنہ ۱۹۳۱ء کے حج کے موقع پر جب وزیرِ خارجہ افغانستان نے آپؒ کی خدمت میں افغانستان کے غیر اسلامی طرزِ عمل اور مسلمانوں کی زبوں حالی کی روداد سُنا کر درخواست کی کہ آپ ملت کی راہنمائی اور فلاح و بہبود کی خاطر کابل تشریف لائیں تو آپؒ نے وعدہ فرما لیا۔ لیکن ملکی حالات کے پیشِ نظر آپؒ کچھ مدت تک کابل تشریف نہ لے جا سکے۔ اور جب

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ناسازیٔ طبع کے باعث یکم ستمبر ۱۹۴۰ء کو بغرض تبدیلِ آب و ہوا و بحالیٔ صحت کوئٹہ تشریف لے گئے۔ تو وزیرِ خارجہ موصوف نے آپؒ سے وعدہ بیت اللہ شریف کی یاد دہانی کے ساتھ کابل تشریف لانے کی بذریعہ تار مکرر درخواست کی۔ اور ساتھ لے جانے کے لیے آپؒ کی خدمتِ اقدس میں خود بھی حاضر ہوئے۔ آپؒ نے ایفائے عہد میں کابل کا عزم فرمالیا۔ اور براہ قندھار و غزنی کابل تشریف لے گئے۔ قندھار میں شہر سے باہر علماءؒ و امرائے نے آپؒ کا شاندار استقبال کیا۔ آپؒ یہاں تین دن شاہی مہمان رہے لیکن دوسرے دن حاکمِ قندھار کی طرف سے سیکرٹری نے بازدید کی رسم ادا کی اور حاکم کے سلام و تحائف پیش کیے اور انتظامات وغیرہ کے متعلق آپؒ سے استفسار کیا۔ آپؒ نے جواباً سیکرٹری سے دریافت فرمایا کہ کیا کل وہ یہاں موجود نہ تھے؟ اُس نے نفی میں جواب دیا۔ آپؒ نے فرمایا۔ فقیر کا ایک پیغام ان کو پہنچا دیں۔ آپؒ نے دو شعر حسبِ ذیل پڑھے:

؎ غرض از سیرِ قلندر طلبِ دیدار است
ورنہ ایں نان و نمک ہمہ جا بسیار است

؎ نماز را بحقیقت قضا بُوَد لیکن
زمانِ صحبتِ ما را قضا نخواہد ماند

سیکرٹری نے جب یہ ابیات حاکمِ قندھار کو آپؒ کی طرف سے سنائیں تو وہ اسی وقت آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوئے۔ اور جب تک آپؒ کا قیام قندھار میں رہا، وُہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

پل بھر کے لیے آپؒ سے جُدا نہ ہوئے۔ تیسرے دن آپؒ یہاں سے کابل تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ تمام اہم مقامات پر آپؒ کا شاہانہ استقبال کیا گیا اور شاہی حکم سے باقاعدہ سلامی دی جاتی رہی اور جب کابل پہنچے تو والئی کابل نادر شاہ نے اپنے امراء اور وزراء کی معیت میں آپؒ کی پیشوائی اور خیر مقدم کی سعادت حاصل کی۔

شاہی ضیافت اور ھدایت

کابل پہنچنے کے بعد آپؒ کے اعزاز میں شاہی ضیافت ترتیب دی گئی جس میں اکابرینِ دولت و امرائے سلطنت و معززینِ شہر مدعو تھے۔ یہ مغربی طرز کی ضیافت تھی۔ مگر آپؒ نے حسبِ معمول کانٹے چمچے کو ترک کر کے مسنون طریقہ پر ہاتھ سے تناول فرمایا۔ حاضرین کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ ان میں سے ایک شخص نے جرأت کر کے اپنے ایک ساتھی سے آپؒ کے متعلق پشتو میں سوال کیا۔ آپؒ نے جواب میں فرمایا میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کے طریقے پر کھانا پسند کرتا ہوں۔ اس موقعہ پر آپؒ نے اس سے قبل کی ایک ضیافت کا نادر شاہ سے ذکر فرمایا کہ جدّہ میں سفیرِ ہندوستان نے دعوت دی۔ وہاں بھی مغربی طرز پر کھانے کا انتظام تھا۔ اور سفراء و معززین مدعو تھے۔ مجھے دیکھ کر بعضوں نے انگریزی میں ایک دوسرے سے استفسار کیا۔ جب میرا نام بار بار لیا گیا تو میں نے سمجھا کہ کچھ میری ہی نسبت کہا جا رہا ہے۔ میں نے سفیر سے کہا کہ ان سے کہہ دو کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کے طریقے سے کھا رہا ہوں۔ اس پر نادر شاہ بہت نادم ہوئے۔ اور سب نے کانٹا چمچہ ترک کر دیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

؎ چناں نسبتش بُد بخیر الورٰی کہ ہرگز نگشتے زسنت جُدا

کمرۂ شاہی میں

شاہ کابل نے آپؒ سے خلوت میں ملاقات کی درخواست کی۔ آپؒ نے منظور فرمالی۔ چنانچہ سلطنت کے دستور کے مطابق آپؒ سے خاص ملاقات کا انتظام قلعہ میں کیا گیا۔ وقت سے پہلے فوج نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ تاکہ کوئی قلعہ کے اندر داخل نہ ہو۔ آپؒ وزیرِ خارجہ کے ہمراہ قلعہ میں تشریف لے گئے۔ اور کمرۂ شاہی میں نزول فرما ہوئے۔ اتنے میں شاہِ کابل بھی وہاں پہنچ گئے۔ بادشاہ کے ورود پر وزیرِ خارجہ کمرۂ شاہی کے باہر چلے گئے۔ دونوں سلطانوں میں دیر تک خلوت رہی۔ اس صحبت میں آپؒ نے شاہِ کابل کو کلاہ ودستار لنگی، تسبیح اور مصلیٰ بطور تحفہ حسبِ عادت عطا فرمایا۔ اور دعائے خیر فرمائی۔ اور شاہِ کابل نے بھی آپؒ کی خدمت میں کابل کے نوادرات بطور تحفہ پیش کیے۔ لیکن آپؒ نے قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں آلِ رسولؐ ہوں۔ میرا کام لینا نہیں دینا ہے۔ اس پر نادر شاہ نے لجاجت اور اصرار کرکے بطور یادگار چند کابلی تحائف جس میں سنگِ مرمر کا منقش چائے کا سیٹ۔ اور ایک لعلِ بدخشاں کی انگشتری اور پتھر کی بنی ہوئی چند اشیاء آپؒ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپؒ نے شاہِ کابل کی دلجوئی کے لیے یہ تحائف قبول فرمائے۔ اور انگشتری اسی وقت وہیں وزیرِ خارجہ کو انعام میں مرحمت فرما دی۔ اس پر نادر شاہ نے عرض کیا۔ کہ حضور یہ تو میں نے آپ کی خدمت میں بطور یادگار پیش کی تھی۔ آپؒ نے فی البدیہہ جواب دیا۔ کہ میں نے بھی اس کو یادگار کے طور پر

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

دیا ہے۔ اور باقی اشیاء کو بھی سیالکوٹ تشریف لاکر حضور نظام سابق والیٔ حیدر آباد دکن کے نام بذریعہ پارسل روانہ فرما دیا۔

دوسری ہدایت

کابل میں لوگ عام طور پر جُوتے پہن کر مسجد میں جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؒ مسجد میں تشریف لے گئے۔ نادر شاہ بھی موجود تھے آپؒ کو مسجد کی یہ بے حرمتی دیکھ کر سخت رنج ہُوا۔ آپؒ مسجد کی اس بے حرمتی کو برداشت نہ کر سکے۔ چنانچہ آپؒ نے نادر شاہ کو احترام مسجد کے احکام سُنا کر متنبہ کیا۔ جس کے متعلق خود فرماتے ہیں کہ:

"میں کابل گیا۔ پٹھان جوتوں سمیت مسجد میں آ گئے۔ میں نے نادر شاہ کو ڈانٹا۔ اس پر لرزہ پڑ گیا۔ کہنے لگا، پٹھان نماز چھوڑ دیں گے۔ میں نے کہا حیدر آباد دکن میں ایک مولوی صاحب نے وعظ کیا۔ فرمایا پٹھان ماں کے پیٹ میں بھی نماز پڑھتے ہیں۔ لوگ حیران ہو گئے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ بچہ ماں کے پیٹ میں سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے اور دو زانو ہوتا ہے۔ جب ماں سجدہ کرتی ہے تو بچے کا سجدہ بھی ہو جاتا ہے۔ میں نے نادر شاہ سے کہا کیا وہ باہر آ کر نماز چھوڑ دیں گے

شریعت مدار و طریقت پناہ حقیقت رس و معرفت دستگاہ

عربؔ شہزادے کو ہدایت

شریف حسین والئی مکہ کے عہد میں ایک خاص ضیافت کے موقع پر عرب شہزادے

لہ فرزند شریف حسین مرحوم والئی مکہ۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کو کانٹے چھری سے کھانے پر برسرِ طعام تمام امراء و سفراء و معززین کی موجودگی میں تنبیہ کر کے مسنون طریقے پر کھانے کی ہدایت فرمائی۔

ابنِ سعود کی دعوت سے انکار

سعودی حکومت کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد جب آپؒ حج کے لیے تشریف لے گئے تو سابق شاہِ حجاز نے آپؒ کو شاہی ضیافت میں مدعو کیا۔ چونکہ آپؒ کو شاہِ موصوف سے اختلافِ مسلک و عقائد تھا۔ اس لیے آپؒ نے مکہ شریف میں اس دعوت کو یہ کہہ کر رد فرما دیا کہ دس ہزار لعنت دعوت کرنے والے پر اور دس ہزار لعنت شامل ہونے والے پر۔

شاہِ دکن کو تنبیہہ

شہریارِ دکن کو جون ۱۹۳۷ء م ربیع الاول ۵۴ھ میں بمقام نبی خانہ خیر المبین صاحبؒ ہزاروں مسلمانوں کے اجتماع عظیم میں شہزادیوں کو مجلس میں بے پردہ لانے پر تنبیہہ فرمائی۔ اور پردہ کے متعلق شرعی مسائل بالوضاحت بیان فرمائے۔ جس کی وجہ سے وہ اس معاملہ میں محتاط ہو گئے اور تاحیات آپؒ کی ہدایت پر عمل پیرا رہے۔

سرکشن پرشاد آنجہانی کی گوشمالی

سرکشن پرشاد آنجہانی صدرِ اعظم بابِ حکومت حیدرآباد دکن کو حضرت مولانا الحاج خیر المبین صاحب قبلہؒ (جو حضرت الحاج قطب زماں مولانا محمد نعیم المعروف

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مسکین شاہ صاحب قبلہؒ کے سلسلہ نقشبندیہ میں خلیفہ دوم ہونے کے علاوہ خود بڑے پلے کے عالم اور صاحبِ دل تھے۔ اور آپؒ سے گہرا ربط و تعلق رکھتے تھے) کی تدفین کے موقع پر بمقام خطۂ صالحین مسلمانوں کے ساتھ مل کر قبر میں مٹی ڈالنے پر ناراض ہو کر فرمایا کہ کیا مسلمان مر گئے ہیں جو ایک کافر مسلمان کی میت کو مٹی دے رہا ہے۔ اس سے وہ نہایت خجل ہو کر مسلمانوں کی صف سے نکل گیا۔

اگر ز شحنہ بود گبر و دار نند بشیم

حیاء

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا۔ (بقرہ)

(ترجمہ) "بے شک اللہ تعالےٰ نہیں شرماتا کہ وہ کوئی مثال مچھر کی یا اس چیز کی جو اس سے بڑھ کر ہے، بیان کرے۔"

آپؒ کو بے حیائی کی باتوں۔ منہیات سے عدمِ اجتناب۔ احکامِ شرعی کے اخفا۔ وعدہ خلافی۔ امورِ خیر سے رُوگردانی اور سائل کو رد کرنے سے حیا آتی تھی۔ آپؒ فطرتاً نہایت غیور اور خود دار تھے۔ اس لیے ہر معاملہ میں آپؒ کا قدم جچا تُلا ہوتا تھا۔ شرعی مسائل کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بیان کرنے اور احکامِ الٰہی کے پہنچانے میں تو آپؒ نہایت بے خوف تھے اور کسی کی پروانہ کرتے تھے۔

سخاوت

سخاوت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محبت میں یکتا مروت میں یکتا سخاوت کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اور اس کو افضل عبادات قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالےٰ ہے وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنی ہمارے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرو۔ اور ارشادِ نبویؐ ہے اَلسَّخِيُّ حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقَ۔ یعنی سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ کہ وہ فاسق ہو۔ نیز قرآن مجید میں یہ حکم مختلف مقامات پر کئی بار نازل ہُوا ہے۔ اور خرچ کرنے کے مواقع بھی ظاہر کر دیئے گئے ہیں۔ کہیں جہاد اور حج کے مواقع پر اور کہیں صدقات و زکوٰۃ کی صورت میں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ یعنی والدین۔ اقربا۔ یتامیٰ۔ مساکین اور مسافروں کے ساتھ بھلائی کرو قرآنِ حکیم نے بخل کی مذمت اور سود کی شدت سے حرمت بیان فرمائی ہے۔ اور کہیں بھی مال جمع کرنے اور حاجتمندوں کی حاجت روائی سے رُوگردانی کی اجازت نہیں دی ہے۔ چونکہ اعلحضرتؒ کی ذات و الاصفات قرآن و سنت کی پیروی کا اکمل نمونہ تھی، اس لیے آپؒ نے اس

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

امرِ ربی کی تعمیل و تکمیل میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں فرمایا۔ عامۃ الناس سے عموماً اور متعلقین و متوسلین سے خصوصاً ایسا سلوک فرمایا کہ دُنیا کا کوئی شفیق باپ بھی اپنی اولاد سے شاید ہی کر سکے۔ آپؒ کی داد و دہش عالم آشکارا تھی۔ آپؒ کی زندگی مبارک میں کوئی ساعت ایسی نہیں آئی کہ کسی نے دستِ سوال دراز کیا اور آپؒ نے اُسے خالی لوٹا دیا ہو۔ آپؒ کی خدمت میں شبانہ روز غرضمندوں کا تانتا بندھا رہتا۔ اور آپؒ ہر ایک کی فیاضانہ امداد فرماتے، دینے کا انداز عجب عجز و انکسار میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ آپؒ کی زبانِ فیض ترجمان سے گاہے گاہے یہ کلماتِ عجز بھی صادر ہوتے کہ میرے پاس کوئی جاگیر نہیں۔ کوئی خزانہ نہیں۔ میرے پاس کوئی مال نہیں۔ میں تو ایک درویش ہوں۔ جو کچھ خدائے تعالیٰ اپنے فضل سے دیتے ہیں اسی میں سے دیتا ہوں، وغیرہ۔ نقدی کو جیب میں یا گرہ باندھ کر رکھنا آپؒ کی عادت نہ تھی۔ جو کچھ آپؒ کی خدمت میں پیش ہوتا اس کو یا تو آپؒ کسی خادم کے حوالے فرما دیتے یا تکیہ گاہ کے دائیں بائیں بغیر گنے رکھ دیتے اور جب کسی کو دینا ہوتا تو وہیں سے بغیر گنے ہی دے دیتے۔ اہلِ عرب اور خصوصاً مدنی حضرات سے آپؒ کو نہایت تعلق خاطر تھا۔ آپؒ ان کی خدمت میں سعی بلیغ فرماتے اور ان کی ہر خواہش کی تکمیل فرماتے، یہاں تک کہ اگر پاس نہ ہوتا تو قرض منگوا کر بھی دینے سے دریغ نہ فرماتے۔ غرض ہر طرح ان کی دلجوئی ملحوظ رہتی۔ کہ یہ ہمسایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس عمل کی اپنے جملہ لواحقین و متوسلین کو تلقین بھی فرماتے تھے۔ آپؒ کی خدمت میں ہزاروں روپے اور نادر قیمتی اشیاء بطور تحفہ پیش ہوتیں۔ آپؒ ان سب کو راہِ خدا میں تقسیم فرما کر خوش ہوتے تھے اگر کسی دن کوئی مانگنے والا نہ آتا تو آپؒ کو تکلیف ہوتی۔ اور دیتے ہوئے یہ امتیاز

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

زفرماتے کہ لینے والے کی حیثیت کیا ہے؟ شاہ سے لے کر گدا تک آپؒ کی نظر میں ایک جیسے تھے۔ اور آپؒ سب کو فیضیاب فرماتے تھے۔ آپؒ نے اپنی کوئی ضرورت کسی سے بیان کی نہ کبھی سوال فرمایا۔ اگر کوئی شخص اپنی حیثیت کے مطابق کوئی تحفہ پیش کرتا تو آپؒ اس کو انعامِ الٰہی تصور کرکے قبول فرما لیتے۔ اس سے پیش کرنے والے کی دلجوئی مقصود ہوتی تھی۔ اور پھر اس کو خود انعام واکرام سے فوراً نواز دیتے تھے۔ جو اس کی پیشکش سے زیادہ قیمتی ہوتا تھا۔ چنانچہ ذیل میں چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت الحاج احمد حسین صاحب امجدؔ حیدرآباد دکن کے مشہور رباعی گو شاعر تھے۔ اور آپؒ سے عقیدت وخلوص رکھتے تھے۔ اور حصولِ سعادت کے لیے گاہے گاہے[1] آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ عربی وفارسی کے عالم تھے۔ آپؒ بھی ان کے حال پر کرم فرماتے تھے۔ ان کا نعتیہ کلام آپؒ کو بہت پسند تھا۔ ایک دن وہ نبی خانہ خیر المبین صاحبؒ واقع حیدرآباد دکن میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ تازہ کلام سنایا۔ آپؒ نے از راہِ شفقت اپنی بیش قیمت تہ بند[illegible] بطور انعام ان کو عنایت فرمادی[2]۔

اسی طرح علامہ مفتی نواب ضیاء یار جنگ قاضی القضاۃ حیدرآباد دکن استاد حضور نظام آصف سابع جو اپنے وقت کے جید عالم اور عربی وفارسی کے پُرگو اور خوش فکر باکمال شاعر تھے۔

---

[1] مشرب قلندرانہ رکھتے تھے۔

[2] ایک دفعہ آپؒ نے موصوف کی ایک نظم سن کر چاندی کا ایک روپیہ تبرکاً عنایت فرمایا تو موصوف نے عقیدتمندانہ انداز میں کہا کہ اولیاء اللہ سے ایک روپیہ بھی مل جائے تو غنیمت ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آپؒ سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ اور اکثر خلوص و شوق سے آپؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا کرتے تھے۔ ایک دن نواب صاحب موصوف نے اپنا ایک قصیدہ سنایا۔ آپؒ نے اظہارِ خوشنودی کے طور پر ان کو بھی برد یمانی اوڑھا دی۔

مملکت حیدر آباد دکن کے سابق تاجدار نواب میر عثمان علی خاں آصف سابع سے بھی آپؒ کے خوشگوار مراسم تھے۔ وہ آپؒ کی فضیلت کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے تھے۔ اور جب آپؒ حیدر آباد تشریف لے جاتے تو وہ خود آپؒ سے ملنے کے لیے چلے آتے اور آپؒ کو اپنے محل (کنگ کوٹھی) میں مدعو کرنے کی سعادت بھی حاصل کرتے تھے۔ اور آپؒ کے قیام کی تمام مدّت دن میں دونوں وقت کا خاصہ (طعام) شاہی آداب و احترام کے ساتھ اپنے خاص ملازمین کے ذریعہ آپؒ کی خدمت میں پیش کیا کرتے۔ اور روزانہ خیریت مزاجِ گرامی کی اطلاع منگوایا کرتے تھے۔ نیز ہر جمعہ کو بالالتزام مسجد باغ عامہ میں بعد نماز ملاقات کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی رئیس نے آپؒ کی خدمت میں سونے کی سیلابچی اور لوٹا پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپؒ نے اس کو شرفِ قبول بخشا اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ بادشاہوں کے لائق ہے اِسے حضور نظام کے پاس بھیج دو۔ اس کے علاوہ نادر شاہ والئی کابل نے جو خاص تحفے آپؒ کو پیش کیے تھے۔ آپؒ نے وہ بھی حضور نظام کو عنایت فرما دیئے۔

حفیظ جالندھری صاحب کو تصنیف شاہ نامۂ اسلام کے انعام میں کابلی پوستین جسے آپؒ نے خود زیبِ بدن فرمایا تھا۔ عنایت فرما دیا۔

چودھری غلام عباس صاحب کشمیر کے سیاسی راہنما کو بھی ان کی حوصلہ افزائی کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

لیے پوستین عنایت فرمائی۔

۱۹۴۷ء کے خونی حادثات نے آپؒ کے قلب مبارک کو نہایت متاثر کیا تھا۔ اور ان حالات سے دوچار ہونے والوں سے آپؒ کو بے حد ہمدردی تھی۔ جو لوگ ان واقعات سے گزر کر پاکستان پہنچے تھے، ان میں جو بھی آپؒ کی خدمت میں پہنچتا آپؒ اس کے حال پر نہایت کرم فرماتے اس کے قیام و طعام کے لیے اپنے خدام کو خاص تاکید فرماتے اور بوقتِ رخصت اس کی ضروریات کے لیے سو سو اور پچاس پچاس روپے نقد عطا فرماتے۔ اگر مزید امداد کی ضرورت ہوتی تو بھی آپؒ اس سے دریغ نہ فرماتے۔ یہ سلسلہ تا دمِ آخر جاری رہا۔

۱۹۵۰ء کے سیلابِ عظیم کی وجہ سے اہلِ ملک بالعموم شدید جانی و مالی نقصانات سے دوچار ہوئے تھے۔ سیلاب زدہ علاقوں سے لوگ آ آ کر اپنی داستانِ مصیبت سُناتے اور آپؒ سے امداد حاصل کرتے تھے۔ علی پور شریف کے قرب و جوار کے لوگ بھی امداد کے لیے آپؒ کی طرف رجوع ہوئے۔ آپؒ نے سب کی فیاضانہ امداد فرمائی۔ انہی دنوں ایک عورت جو قریب کے کسی گاؤں میں رہتی تھی، روزانہ حاضرِ خدمت ہو کر سوال کرتی تھی اور آپؒ اس کو بھی عنایت فرماتے یا خدام کو حکم دیتے۔ ایک دن حسبِ معمول جب وہ حاضرِ خدمت ہو کر سوالی ہوئی تو میں نے اس کو دیکھ کر پہچان لیا اور آپؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؒ یہ تو روز آجاتی ہے۔ آپؒ نے فرمایا۔ اللہ اس کو آنے کی اور ہم کو دینے کی توفیق دے۔ پھر فرمایا کہ "بھئی کچھ دے دو۔" میں نے تعمیلِ ارشاد کی اور اسے کچھ نقدی دے کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد آپؒ نے مجھ ناچیز کو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مخاطب کر کے فرمایا کہ شکر کرو کہ وہ تمہارے دروازے پر آگئی۔ اگر تمہیں اس کے دروازہ پر جانا پڑتا تو ـــــ!

غالباً فروری ۱۹۵۱ء کا آخری ہفتہ تھا۔ آپؒ نے کلیم صاحب جماعتی سے فرمایا کہ شیخ صاحب (شیخ عطاءاللہ صاحب مینیجر جناح اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ صدر) سے کہو کہ وہ کسی دن اکیلے آئیں اور ایک رات علی پور میں رہیں۔ چنانچہ آپؒ کا پیغام پہنچانے کے چند روز بعد محترم شیخ صاحب موصوف اور کلیم صاحب دونوں آستانہ بوسی کے لیے حاضر ہوئے۔ اور شیخ صاحب نے منشائے گرامی کے مطابق رات علی پور میں بسر کی۔ دوسرے دن صبح کو دھوپ نکلنے پر آپؒ اپنی خوابگاہ کے سامنے برآمدے میں تشریف فرما ہوئے۔ دیگر مہمانوں کے ساتھ شیخ صاحب موصوف بھی اسی برآمدے میں آپؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اتفاق سے شیخ صاحب آپؒ کے زیادہ قریب دائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اور نامعلوم طور پر آپؒ کا دستِ مبارک شیخ صاحب کے بدن سے مس ہو گیا۔ آپؒ نے فرمایا، شیخ جی! سردی ہے کچھ پہنا کرو۔ (شیخ صاحب گھر سے کوٹ پہن کر آئے تھے لیکن دھوپ کے خیال سے انہوں نے کوٹ اُتار دیا تھا)۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور کوٹ پہنا تھا لیکن اب اتار دیا ہے۔ شیخ صاحب کا جواب سُنے بغیر آپؒ نے اُسی وقت اپنی پشاوری پوستین (صدری) اُتار کر شیخ صاحب کو پہنا دی اور ایک روئی کی ٹوپی بھی تیار کرا کے مرحمت فرمائی۔ اور خوش ہو کر فرمایا، شیخ جی مبارک ہو۔

آپؒ سفر میں ہوں یا گھر پر ہر جگہ آپؒ کا دستِ کرم داد و دہش پہ آمادہ رہتا تھا۔ آپؒ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اپنی خدمت میں کسی بھی حاضر ہونے والے کو خالی ہاتھ لوٹاتے نہ تھے۔ بالعموم پھل (خشک و تر) مسواک۔ تسبیح۔ مصلّے۔ مدنی رومال۔ یا کوئی اور تحفہ عنایت فرماتے تھے۔ غرضیکہ آپؒ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ اس کریمانہ صفت کو اپنانا ممکن ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ راہِ خدا میں جو کچھ دینا ہو، اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دے دینا چاہیئے۔ مرنے کے بعد ہمارے نام پر نہ بیوی دے گی نہ بچے۔ بلکہ ہماری قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے آنا تک مشکل ہو گا۔

جو شخص تم سے مانگتا ہے وہ دراصل تم پر احسان کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ ایک پیسہ تم سے مانگتا ہے اور خدا تعالےٰ اس کا اجر تم کو سات سو تک دیتا ہے۔

؎ بہ دنیا چو ابرِ بہاراں گذشت
خرامان و رخشان و باراں گذشت

رحمدلی

وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ

(اور اللہ تعالےٰ بندوں پر مہربان ہیں)

آپؒ نے صفاتِ الٰہی اور اخلاقِ خداوندی کو جس قدر اپنایا فی زمانہ آپ اپنی مثال ہے۔ والدین۔ بزرگانِ دین۔ اساتذہ و معلمین۔ برادران۔ برادر زادگان۔ اہل و عیال۔ دوست آشنا۔ خویش و اقارب۔ متوسلین۔ درویشِ حاضرِ خدمت۔ اہلِ قریہ اور عامۃ المسلمین کے علاوہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تمام بنی نوع انسان اور بے زبان جانوروں تک کے ساتھ دلنوازی و رحمدلی۔ ایثار و خلوص۔ محبت و شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ آپؒ نے کسی ذی روح کو کبھی اذیت نہیں پہنچائی۔ اور نہ کسی کو بے ضرورت تکلیف میں مبتلا فرمایا۔ آپؒ ہر ایک کے جائز حقوق کی ہمیشہ صیانت اور فطری تقاضوں کی پاسداری فرمایا کرتے تھے اور کسی بھی معاملہ میں سختی اختیار نہ فرماتے مگر دینی امور میں۔ آپؒ اپنے بڑے سے بڑے نقصان پر بھی کسی سے ناراض نہ ہوتے بلکہ مسکرا کر ٹال دیتے۔ اور فرماتے کہ ؎ کاظمین الغیظ غصہ میں کبھی آتے نہیں

رنج سہتے ہیں مگر وہ رنج پہنچاتے نہیں

ایک دفعہ آپؒ نبی خانہ حضرت خیر المبین صاحبؒ واقع حیدر آباد دکن میں قیام فرما تھے۔ ایک معزز شخص نے آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی اور مالی ضروریات بیان کیں اور ۶۰ ساٹھ ہزار روپے کی امداد طلب کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ، نہ فقیر نے کبھی روپیہ جمع کیا نہ فقیر کے پاس موجود ہے۔ اس کے علاوہ مسافرت ہے۔ البتہ جو کچھ ممکن ہو سکا فقیر دے دے گا۔ اس پر اُس نے اصرار کیا۔ آپؒ نے کمال لطف سے فرمایا کہ بھئی مانگنا فقیر کی عادت نہیں اور نہ ہی کبھی مانگا ہے۔ تم ایسا کرو کہ فقیر کے بازو میں رسّی باندھو اور بازار میں لے جا کر بیچ دو۔ شاید کوئی خرید لے اور اتنی رقم تمہیں دے دے۔

ہر سال سردی کے موسم میں آپؒ درویشوں اور مسکینوں کے لیے کمبل اور روئی کی گرم صدریاں اور گرم کپڑا منگوا کر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ زیادہ سردی کی وجہ سے لنگر کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مویشیوں کو تکلیف ہوئی تو آپؐ نے ان کے لیے خاص اہتمام فرمایا۔ یہاں تک کہ کتوں کے لیے بھی گرم جھولیں تیار کروادیں۔

حُسنِ سلوک

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (آلِ عمران۔ ۱۴)

اللہ تعالےٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔

آپؐ نے اپنی زندگی کی ہر ساعت میں آیت مذکورہ اور اس مفہوم کی دیگر تمام آیات کی تعمیل فرمائی۔ والدین۔ اقربا۔ دوست احباب اور پڑوسیوں۔ عقیدت مندوں۔ ارادت کیشوں خادموں۔ مسافروں۔ محتاجوں۔ مہمانوں۔ مقروضوں۔ بیواؤں۔ یتیموں۔ بیماروں۔ عربوں۔ عجمیوں اجنبیوں۔ مسلموں۔ غیر مسلموں بلکہ دشمنوں تک سے بہترین سلوک فرمایا۔ اور سفر میں حضر میں۔ علالت میں۔ صحت میں۔ رنج میں۔ راحت میں۔ غرض کسی بھی حالت میں آپؐ نے اپنے معمول میں فرق کا شائبہ تک آنے نہ دیا۔ اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال فرمایا۔ آپؐ کا درِ اقدس ہر کس و ناکس کے لیے ہر آٹھ پہر کھلا رہتا تھا۔ اور آخری ساعت تک آپؐ کی یہ وضعداری قائم رہی۔ ملک و ملت کی تمام مفید تحریکوں میں ہمیشہ سرگرمی سے حصہ لے کر ان کو کامیاب بناتے رہے۔ کیونکہ آپؐ کی نگاہ میں اپنے اور بیگانے کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ ہر حاجتمند کی حاجت روائی درد مند کی ہمدردی۔ یتیم کی سرپرستی اور بیواؤں کی دستگیری۔ والدین اور بزرگانِ ملت کی خدمت

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

دوستوں کی دلنوازی۔ اقربا کی دلداری۔ مقروضوں کی اعانت اور اسیروں کی رہائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرمایا۔ مختصر یہ کہ آپ نے ارشادِ باری اور اپنے مقولہ "سوالی جائے نہ کوئی خالی" کو عمل کی احسن ترین صورت میں پیش فرمایا۔ اس ضمن میں بیسیوں واقعات بیان کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن شبِ وصال کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو کہ عادت کے مطابق بعد نماز مغرب دستر خوان چُنا گیا۔ آپؒ کے ساتھ مہمانوں نے شرکتِ طعام کی عزت حاصل کی۔ ابھی کھانے کا آغاز تھا کہ آپؒ پر نزع کے حملے شروع ہوئے۔ آپؒ نے بمشکل تمام تھوڑا سا دلیہ نوش فرمایا اور بس۔ اس کے بعد نماز عشاء کا قصد فرمایا۔ اس پر محترم حاجی عبدالعزیز صاحب درویشِ خاص نے عرض گزرانی کی کہ مہمان ابھی مصروفِ طعام ہیں۔ اس پر آپؒ نے توقف فرمایا اور پھر چند لمحوں بعد ارادہ کی تکرار فرمائی۔ پھر حاجی صاحب موصوف نے عرض کیا کہ ابھی درویشوں نے روٹی نہیں کھائی۔ آپؒ نے پھر توقف فرمایا۔ مگر اس اثنا میں آپؒ کی حالت زیادہ متغیر ہو گئی۔ تاہم آپؒ نے اپنی حالت کا اخفا کرتے ہوئے مہمانوں اور درویشوں کے فارغ ہونے کا انتظار فرمایا۔ اور جب سب کھانے سے فارغ ہو چکے تو نماز ادا فرمائی۔ اور اسی روز جب کہ آپؒ نماز ظہر کے لیے مصلّے پر تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپؒ نے جواب سلام کے ساتھ ہی دریافت فرمایا کہ "روٹی کی سناؤ" اس نے جواب دیا کہ "روٹی کھانی ہے"۔ اس پر آپؒ نے اس کو روٹی کھلانے کا حکم دیا۔ اور اس کے فارغ ہونے تک مصلّے ہی پر تشریف فرما رہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ایثار

تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۔ (پ ۳۰۔ سورۃ الفجر)

ترجمہ:۔ "مال سے جی بھر کر محبت کرتے ہو۔"

اللہ تعالےٰ نے آیت مذکور میں کافروں کو مال جمع کرنے اور اس سے محبت کرنے پر ملامت فرمائی ہے۔ اس لیے آپؐ نے مال کو راہِ خدا میں خرچ کرنے کے بے شمار ذرائع اختیار فرمالیے تھے۔ اور آپؐ کا دستِ کرم ہر وقت کشادہ رہتا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے ایک حبہ بھی پس انداز نہ فرمایا اور ساری عمر فراخدلی سے خرچ فرماتے رہے اور خرچ کرنے کی تعلیم دیتے رہے۔ اور انفقوا مما رزقنھم ینفقون پر تادمِ آخر عمل کر کے دکھایا۔

ہمہ را بایثار ترغیب داد　　بہ ہر کس درِ مہربانی کشاد

عفت و عصمت

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۔ (سورۃ یوسف)

"ہوا یونہی تاکہ ہم اس سے بُرائی اور بے حیائی ہٹائیں۔ بیشک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں ہے۔"

بموجب ارشاد باری تعالیٰ آپؐ کا دامن تمام قسم کی آلودگیوں سے پاک تھا۔ اور بلاشبہ آپؐ خدا کے منتخب اور برگزیدہ بندوں میں شامل تھے۔ اور افضال و عنایتِ الٰہی ہر وقت آپؐ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کے شامل حال تھے۔ لاریب فیہ۔

قناعت پسندی

اَلَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَر۔ (سورۂ فرقان)

"وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو نہیں پکارتے۔"

آپؒ کو عادتِ سوال مطلق نہ تھی۔ آپؒ اپنی کوئی ضرورت کسی سے بیان نہ فرماتے اور خدا کے سوا کسی کو حاجت رُوا نہ جانتے۔ اپنے تمام معاملات کا خدا کو کفیل جانتے۔ اور اکثر مواقع پر یہ مصرعہ فرماتے ع "خدا خود میرِ سامان است اربابِ توکل را۔" اور اپنی ذاتی اغراض کے لیے کسی کو کبھی ارشاد نہ فرماتے۔ بلکہ قومی معاملات میں بھی اپنی وضعداری برقرار رکھتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک قومی جلسہ میں آپؒ سے چندہ کی اپیل کرنے کی خواہش کی گئی تو آپؒ نے فرمایا کہ میں جب فقیر تھا تو کبھی کسی سے نہیں مانگا تھا۔ اب امیر ہو کر کس طرح مانگوں۔ لیکن آپؒ نے اپنی طرف سے گرانقدر رقم کی امداد کا اعلان فرمایا۔ بسا اوقات آپؒ فرمایا کرتے کہ ہمارا واسطہ کسی بخیل سے نہیں ہے۔ ہمارا ہاتھ تو رب کے خزانے میں ہے۔ پھر ہمیں کیا پروا ہے۔

ے
پایا ہوں وَلی سلطنتِ ملکِ قناعت
اب تخت و چتر حق میں مرے ارض و سما ہے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

صداقت شعاری

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُہٗ (سورۂ احزاب)

سچے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ۔

چونکہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی عادت صداقت ہے۔ اس لیے آپؐ نے اپنے اقوال و افعال میں ذرہ برابر صداقت سے انحراف نہیں فرمایا۔ ملاحظہ ہو عنوان "حق گوئی و بیباکی"۔

؎ در اوصافِ پاکش دلیرانہ گو نہ بد خو بٹے گو، نبود اندرو

عجز و انکسار

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا

"اور عبادالرحمٰن وہ ہیں جو زمین پر اترا کر نہیں چلتے اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں۔" (سورۂ فرقان)

اگرچہ قدرت نے آپؐ کو ہر لحاظ سے آسودہ حال اور فارغ البال بنایا تھا۔ اور شان و شوکت تفاخر و تمکنت کے تمام اسباب عطا کیے تھے۔ مگر بایں ہمہ آپؐ نے اپنی تمام زندگی عوام کے ساتھ گھل مل کر بسر فرمائی۔ اور اپنے قول و فعل سے ہر موقع پر تواضع و فروتنی کا ثبوت دیا۔ خانگی معاملات سے لے کر ملک و قوم کی تمام تحریکات میں حصہ لیا اور نہایت اہم کردار ادا فرمایا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور بیش بہا مالی قربانیاں دیں۔ لیکن کسی موقع پر بھی ان کو اپنے لیے موجبِ فخر و مباہات تصور نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ حاجتمندوں کی حاجت روائی۔ دردمندوں کی چارہ سازی۔ مسافروں۔ مہاجروں اور غریبوں کی بیش از بیش خدمت اور گرانقدر زرِ نقد سے امداد فرماتے۔ لیکن از روئے انکسار آپؒ کی زبان سے یہ الفاظ صادر ہوتے کہ رب مجھ کو دیتا ہے، میں اسی میں سے دیتا ہوں میں تو ایک درویش ہوں۔ نہ میرے پاس جاگیر ہے نہ خزانہ۔ نہ میں کوئی بڑا زمیندار ہوں وغیرہ وغیرہ۔ عرب حضرات پر تو آپؒ کی بہت زیادہ توجہ ہوتی تھی۔ اور سب سے زیادہ اُن کی خدمت کرنا آپؒ کا معمول تھا لیکن اس کے باوجود آپؒ اُن سے فرماتے۔ اَنَا مِنْ خُدَّامِكَ يَا شَيْخ۔

صُحبتِ صالح

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ سورۂ توبہ

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"

آپؒ خود ہمیشہ صداقت بیانی سے کام لیتے۔ اور جملہ متوسلین کو اسی کا درس دیتے۔ اور سچوں یعنی صالحین کی صحبت خود اپنے لیے پسند فرماتے اور دوسروں کو بھی تاکید فرماتے۔ کہ وہ صالحین کی صحبت اختیار کریں۔ اور بدوں کی صحبت سے پرہیز کریں کہ اس میں فلاحِ دارین ہے۔ اس ارشادِ خداوندی و فرمان نبویؐ اَلنَّظَرُ وْا عَلٰى وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ۔ جس کا ترجمہ مولانائے رومؒ نے فرمایا کہ ؎

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

دیدنِ دانا عبادت ایں بُود   فتح ابوابِ سعادت ایں بُود

کی تعمیل میں آپؒ نے تمام عمر بسر فرمائی۔ آپؒ کی محفل خود بزمِ صلحا ہوتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود آپؒ سفر کر کے مقبولانِ بارگاہِ سبحانی کی ملاقات و زیارت کے لیے تشریف لے جاتے اور ہر سفر کسی نہ کسی بزرگ کی زیارت کے ارادہ سے فرماتے۔ جیسا کہ حضرت مولانائے رومؒ نے توریت شریف کے منظوم ترجمہ میں فرمایا ہے۔ کہ ؎

گفت حق اندر سفر ہر جا روی   باید اوّل طالبِ مردے شوی

ایک اور بزرگ نے فرمایا کہ ؎

غرض از سیرِ قلندر طلبِ دیدار است

ورنہ ایں نان و نمک ہمہ جا بسیار است

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ؎

اُٹھ فریدا ستیا لوکی دیکھن جا

مت کوئی بخشا مل جاوے تو بھی بخشا جا

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے فرید تو کیا غفلت میں سویا پڑا ہے۔ اُٹھ اور خدا کی مخلوق کو دیکھنے جا، اس میں شاید کوئی خدا کا بخشا ہُوا بندہ مِل جائے تو تو بھی اس کے وسیلہ سے بخشا جائے۔ آپؒ اسی عمل کی عام طور پر ہدایت فرماتے اور توضیحاً فرماتے کہ اگر کسی بزرگ کی زیارت کی نیت سے سفر کیا جائے تو تمام سفر عبادت میں شمار کیا جاتا ہے۔ بقول مولانائے رومؒ ؎

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

یک زمانہ صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

آپؒ نے اس موضوع پر جو وعظ سنہ ۱۹۲۰ء میں فرمایا تھا، اس کو پمفلٹ کی صورت میں انجمنِ خدام الصوفیہ نے سنہ ۱۹۵۹ء میں دوبارہ شائع کیا ہے جو پڑھنے اور عمل کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔

کامل ایمان

اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ۔ (الحدید ۲)

ترجمہ: "جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے، وہی لوگ سچے ہیں"

صداقت ہی ایک مؤثر ذریعہ ہے تکمیلِ ایمان کا۔ اور اس کے بغیر ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا اور اصلِ صداقت اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لانا ہے۔ چنانچہ آپؒ نے اپنے مواعظِ حسنہ کے ذریعہ بھی ایمان کی تکمیل کا دارومدار اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر عقیدہ کی مضبوطی سے ایمان لانے کو قرار دیا اور خود آپؒ کا اپنا معمول بھی یہی تھا۔

امانت و پاسِ عہد

اَلَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ۔ (سورۂ مومنون)

"اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں"

آپؒ کی پاکیزہ زندگی اس معیارِ قرآنی پر کندن کی طرح دمکتی نظر آتی ہے۔ آپؒ نے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اس فرمانِ خداوندی سے کبھی سرِ مو اعراض نہ فرمایا۔ امانتوں کی پوری پوری حفاظت فرمائی۔ چاہے یہ نقد مال کی صورت میں ہوں یا راز و اسرار کی۔ جس طرح آپؒ اسرارِ الٰہی کا اخفا فرماتے اسی طرح عوام کے رازوں کا افشا بھی نہ فرماتے تھے جبکہ آپؒ پر اسرارِ مخفی منکشف ہوتے تھے اور آپؒ کا سینۂ بے کینہ بے شمار انسانوں کے رازوں کا گنجینہ تھا۔ اور آپؒ خود اپنے مال کو امانتِ خداوندی تصور فرما کر اسی کی راہ میں خرچ فرمایا کرتے تھے۔ یہی حال پاسِ عہد کا بھی تھا۔ آپؒ کو اپنا وعدہ ہمیشہ یاد رہتا تھا۔ کیونکہ قدرت نے نہایت قوی حافظہ عطا فرمایا تھا۔ سال ہا سال کی پرانی باتیں آپؒ کو ایسی یاد تھیں جیسے کل کی بات ہو۔ جب آپؒ کسی سے کسی معاملہ میں وعدہ فرماتے تو باحسن الوجوہ اس کو وفا کرتے۔ اس میں تکلیف بھی ہوتی تو گوارا فرما لیتے۔ چنانچہ سفرِ کابل ایفائے عہد کی ایک بیّن مثال ہے۔ اگرچہ کہ آپؒ اس زمانے میں علیل تھے۔

اِستئذان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۔ (سورۂ نور)

"اے ایمان والو کسی گھر میں نہ جایا کرو، اپنے گھروں کے سوا جب تک اذن نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تاکہ تم یاد رکھو۔"

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آپؒ کے لاکھوں متوسلین اور ہزاروں احباب تھے۔ جن سے آپؒ کے تعلقات مربیانہ و مشفقانہ تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپؒ کسی کے گھر بے ضرورت یا بے طلب تشریف نہ لے جاتے تھے۔ اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے توقف فرماتے جب تک کہ اہلِ خانہ خود آپؒ سے گھر میں داخل ہونے کی خواہش نہ کرتے۔ گویا اس طرح آپؒ اذن لے لیا کرتے تھے۔ داخلہ کے موقع پر آپؒ کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوتیں اور سلام میں سبقت فرماتے۔ اور اس کے بعد سب مکینوں سے فرداً فرداً دریافت حال اور شفقت آمیز گفتگو فرماتے۔ اور اہم امور میں صائب مشورے دینے اور واپسی سے قبل اہلِ خانہ کو ارکانِ اسلام و احکامِ شریعت کی پابندی۔ ذکر و فکر و مراقبہ اور امورِ خیر میں کوشش کرتے رہنے کی تلقین فرماتے اور ان کے حق میں دُعائے خیر کے بعد واپس ہوتے تھے۔

صبر و تحمل

اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ (آل عمران) "صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے"۔

آپؒ ہر مصیبت و ابتلا میں نہایت صبر و تحمل سے کام لیتے تھے۔ اور اپنا حال کسی پر ظاہر نہ فرماتے تھے۔ علالت کی شدید تکلیفوں میں بھی آپؒ نے کبھی کرب و اضطراب ظاہر ہونے نہ دیا۔ بلکہ ایسے مواقع پر مزاج پُرسی کرنے والوں کے جواب میں فرماتے "شکر ہے" اور حسبِ معمول مخلوق کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اگر اس حال میں خادمین آپؒ کی ملاقات سے کسی کو روکتے تو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آپؒ ناراض ہو کر فرماتے کہ قیامت کے دن اگر ان کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جائے تو میں خدا کو کیا جواب دوں گا۔ علاوہ ازیں آپؒ اپنے مخالفین کے سخت نازیبا و ناشائستہ حملے سہہ لیتے اور ضبط فرماتے تھے۔ نہ ان کے خلاف کچھ کہتے نہ کوئی جواب دیتے۔

وقفِ عام

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

"زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے خدا کے لیے ہے۔"

آیت مذکور الصدر کے پیشِ نظر آپؒ نے اپنے لیے کوئی جائداد نہیں بنائی۔ جتنی عمارات علی پور شریف میں اور باہر ہیں وہ سب کی سب عوام کے استعمال کے لیے ہیں۔ اور جو اراضی ہے اس کا حاصل بھی رفاہِ عامہ کے لیے ہے۔ ان سے آپؒ نے اپنا تعلق منتظم و مہتمم ہی کی حیثیت سے رکھا۔ چنانچہ ایک دفعہ شیش محل کے برآمدے اور دیوار کی شکستگی کی ایک یار نے خبر دی۔ اور آپؒ کو دو ایک مرتبہ اس اثنا میں توجہ دلائی۔ آپؒ سن کر خاموش ہو رہے لیکن تیسری بار فرمایا۔ سنو، ایک مولوی صاحب تھے۔ ان کے پاس بہت سے طالب علم پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے مکان کی چھت ٹپک گئی۔ بیوی نے ان سے کہا کہ کل جب شاگرد آئیں تو ان سے کہہ کر چھت پر مٹی ڈلوا دو۔ مولوی صاحب نے ہر چند بیوی کو سمجھایا کہ طالب علم یہ کام نہیں کریں گے۔ مگر بیوی نے یہ خیال کیا کہ مولوی صاحب اپنے شاگردوں سے کام لینا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نہیں چاہتے ہیں۔ بالآخر مولوی صاحب نے کہا کہ کل جب طالب علم آئیں تو دروازہ میں لسی کے دو مٹکے بھر کر رکھ دو۔ اور لسی میں چند تنکے بھی ڈال دو۔ اور جب درس ختم ہو جائے تو ان سے کہہ دینا کہ لسی پیتے جائیں۔ چنانچہ لسی کے مٹکے رکھ دیئے گئے اور طالب علم پی کر رخصت ہو گئے۔ جب سب چلے گئے تو مولوی صاحب نے بیوی سے کہا کہ ذرا مٹکوں میں دیکھو کہ طالب علموں نے لسی میں سے تنکے نکالے ہیں یا نہیں۔ جب بیوی نے دیکھا تو تنکے اسی طرح مٹکے میں پڑے ہوئے تھے اور لسی ختم ہو چکی تھی۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ طالبعلم لسی پینے والے ہیں تنکے نکالنے والے نہیں۔ علی پور شریف کی تمام حویلیوں میں قیمتی قالینوں کا فرش بچھا ہوا ہے، جسے عوام نہایت بے پروائی سے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بستر چارپائی اور دیگر اشیاء سے بھی ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ لیکن نہ آپؒ خود کسی سے کچھ فرماتے تھے نہ خادمین کو کچھ کہنے کی اجازت تھی۔ مہمانوں سے خواہ کتنا ہی نقصان ہو آپؒ کو ذرہ بھر ملال نہ ہوتا۔

توکّل

وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ ۔ (سورہ طلاق)

"اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔"

آپؒ کو دُنیاداری اور رسوم و رواج کی قیود سے آزادی حاصل تھی۔ اس لیے آپؒ دنیا اور مال و متاع دنیا کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ کیونکہ قدرت نے آپؒ کو وہ قلب عطا فرمایا تھا جو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حرص وہوا سے پاک تھا۔ بنابریں دُنیا کی کسی شے سے آپؒ کو نہ محبت تھی نہ آپؒ نے کسی مادی شے کی طمع کو دل میں جگہ دی تھی۔ آپؒ کے پاس جو کچھ آتا یا موجود ہوتا آپؒ اس کو خدائی امانت تصور فرماتے اور اس میں سے موقع و محل کے لحاظ سے فی سبیل اللہ خرچ فرماتے نہ اس میں کمی آپؒ کے لیے باعثِ ملال ہوتی نہ زیادتی موجبِ انبساط۔ اور نہ کسی چیز کے متعلق آپؒ کو فکر و تردد دامنگیر ہوتا تھا۔ ہر حال میں شکرِ خدا آپؒ کی زبان پر ہوتا۔ چنانچہ محترم حاجی مولوی نصیب خانصاحب رہتکی نے اپریل ۱۹۵۹ء کی ایک ملاقات میں یہ واقعہ سنایا کہ بہت مدت ہوئی کہ اعلیحضرتؒ میسور تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بڑے ساہوکار کے مکان پر آپؒ کا قیام تھا۔ اس مکان پر ایک غریب آدمی آپؒ کی زیارت کے لیے آیا کرتا تھا۔ اور آپؒ بھی اس کو آتے رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ ایک دن شام کے قریب ایک مالدار شخص آیا۔ میں دروازہ پر تھا مجھے اس نے ایک کیسۂ زر اعلیحضرتؒ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے دیا۔ میں نے اس کی خواہش کے مطابق اس کیسۂ زر کو آپؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؒ نے اپنے سامنے قالین پر رکھنے کا اشارہ فرمایا میں نے رکھ دیا۔ چند لمحے گزرے تھے کہ وہ غریب آدمی بھی آگیا۔ آپؒ نے اس کو کیسۂ زر اُٹھا لینے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ اُس نے وُہ اٹھا لیا۔ وہ شخص جس نے کیسۂ زر پیش کیا تھا میرے پاس دروازہ پر کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ جب وہ کیسۂ زر لے کر چلا گیا تو اس نے کہا میں نے اس میں تو پونڈ پیش کیے تھے۔ میں نے کہا اگر جواہر ہوتے تو بھی آپؒ اسی طرح کسی کو دے دیتے۔

واقعہ یہ ہے کہ جس آدمی کو آپؒ نے کیسۂ زر عنایت فرمایا تھا وہ نہایت غریب تھا۔ اس

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کی ایک جوان لڑکی تھی جس کی شادی کی اُسے فکر تھی۔ لیکن شرافت مانع سوال تھی۔ اور اس کے حال سے آپؒ آگاہ تھے۔ اسی لیے اس کو آتے رہنے کی تاکید تھی۔ اور جب وہ حاضرِ خدمت ہوا تو آپؒ نے اس کو ریکیسۂ زر بخش دیا۔

اواخر جنوری ۱۹۶۰ء کی ایک ملاقات میں محترم حاجی اللہ رکھا صاحب مالک نقشبندی بیکری سیالکوٹ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حاضری مدینہ طیبہ کے موقع پر اعلیٰحضرتؒ نے دستِ خاص سے دو گھنٹے تک کثیر رقم غربا و مساکین میں تقسیم فرمائی۔ آپؒ کے پاس صرف ۲۵۰ روپے باقی رہ گئے تھے۔ اِتنے میں ایک شخص اور آگیا۔ آپؒ نے وہ باقیماندہ رقم بھی اس کے حوالے فرما دی۔

۱۹۴۹ء کے حج کے موقع پر ایک لاکھ روپے کے قریب آپؒ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں تقسیم فرمائے۔ ہم حج و زیارت کے بعد جدہ شریف پہنچ کر واپسی کی تیاری کر چکے تھے کہ ایک شخص نے آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپؒ نے حسبِ عادت مجھے حکم دیا۔ میں نے عرض کیا کہ اب تو کچھ نہیں رہا۔ آپؒ نے فرمایا کہ اپنے بستر وغیرہ کی تلاشی لو جو کچھ مل جائے سو دیدو۔ چنانچہ آپؒ کے حکم کی بنا پر بستر کھولے گئے اور تلاشی لینے پر میرے بستر سے ۲½ ریال برآمد ہوئے۔ میں نے جا کر عرض کیا کہ حضور ہمیں جدہ سے کراچی جانا ہے اور اسی قدر رقم برآمد ہوئی ہے۔ آپ کا حکم ہے کہ سائل کو دے دو لیکن آیندہ ہمیں ضرورت پڑے تو ہم کیا کریں گے۔ آپؒ نے فرمایا بھئی دیدو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہمارا واسطہ کسی بخیل سے نہیں وغیرہ۔ چنانچہ سائل کو دے کر رخصت کر دیا گیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک شخص آپؒ کے سلام کو حاضر ہوا۔ اور پانصد روپے نذرانہ پیش کیا۔ جسے آپؒ نے میرے حوالے فرما دیا۔

۱۹۵۹ء میں جلسہ سالانہ انجمن خدام الصوفیہ کے موقع پر بمقام علی پور شریف حضرت الحاج مولانا ذاکر علی صاحب مدظلہٗ نے فرمایا کہ ایک دفعہ اعلیٰحضرتؒ بعد فراغ حج و زیارت جدہ شریف تشریف لا کر ایک انگریز کمپنی کے دخانی جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاز ساحل سے کچھ دور جا کر طوفان کی لپیٹ میں آگیا۔ یہ طوفان اتنا شدید اور زبردست تھا کہ ایک ہفتہ تک اس کا زور کم نہ ہوا۔ اس مدت میں ہر ایک حاجی کا راشن تقریباً ختم ہو گیا۔ اور بعض پر تو فاقوں کی نوبت آگئی تھی اعلیٰحضرتؒ کے ہمراہیوں کی تعداد بھی کافی تھی جو حضورؒ کے خوانِ کرم پر گزارہ کرتی تھی۔ طوفان کی اس کیفیت اور مسافروں کی حالت دیکھ کر آپؒ کے ہمراہیوں نے آپس میں طے کیا کہ سب روزہ رکھیں تاکہ جو لنگر کا راشن وغیرہ ہے وہ اختتام سفر تک حضورؒ کے لیے کفایت کرے اور حضورؒ کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ اس مشورہ کے بعد سب نے حضورؒ کے طباخ کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور اس کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ حضورؒ کو اس معاملہ کی خبر نہ دے گا۔ لہٰذا طے شدہ منصوبے کے مطابق اُس نے ایک چھوٹا سا برتن چولھے پر چڑھا دیا۔ اتنے میں حضورؒ نماز عصر ادا فرما کر اپنے کمرے سے مطبخ میں تشریف لے آئے اور ملاحظہ فرمایا۔ اشارہ سے پوچھا۔ طباخ نے وعدہ کی بنا پر اصل معاملہ کو چھپانے کی بہتیری کوشش کی۔ لیکن آپؒ کا اصرار غالب آیا اور اس نے صاف صاف

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سارا معاملہ آپؒ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ جو کچھ موجود ہے یعنی آٹا۔ چاول۔ دال۔ گھی۔ سبزی۔ چائے۔ دودھ۔ چینی وغیرہ اسی وقت سب پکا دیا جائے۔ لہٰذا تعمیلِ ارشاد میں اُس نے سب چیزیں طریقے کے مطابق پکا دیں۔ جب شام کے کھانے کا وقت ہوا تو آپؒ نے سب ہمراہیوں کو یاد فرمایا اور سب کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ جو کھانا موجود ہے جہاز کے تمام مسافروں کو ان کے مقام پر کھلایا جائے۔ چنانچہ تعمیل کی گئی۔ اس کے بعد آپؒ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ خشکی کا رب اور ہے اور تری کا رب اور۔ جو رب خشکی کا ہے وہ تری کا بھی ہے۔ تم نے روزہ رکھنے کا خیال کیوں کیا تھا۔ سب آپؒ کے آگے لاجواب اور اپنی فہم پر نادم ہوئے۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد جہاز کا انگریز کپتان آپؒ کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔ اور معذرت کے انداز میں کہا کہ میں تو آپؒ کی خدمت میں اسی وقت حاضر ہونا چاہتا تھا۔ لیکن جونہی جہاز روانہ ہوا طوفان کی زد میں آگیا تھا اور ابھی ابھی طوفان سے باہر آیا ہے۔ اس لیے میں اب آپ کے سلام کے لیے حاضر ہوا ہوں ساتھ ہی اُس نے حضورؒ کی دعوت کی خواہش کی اور دریافت کیا کہ حضورؒ پکی پکائی دعوت قبول فرمائیں گے یا راشن آپؒ کی خدمت پیش کر دیا جائے۔ تو حضورؒ کے مترجم نے اس کو بتایا، کہ حضورؒ کسی غیر مسلم کے ہاتھ کا پکا ہوا تناول نہیں فرماتے۔ حضورؒ کا اپنا باورچی موجود ہے جس کے ہاتھ کا پکا ہوا حضور تناول فرماتے ہیں۔ لہٰذا اس نے واپس جا کر آٹا۔ چاول۔ چینی۔ گھی۔ چائے۔ دودھ وغیرہ بافراط اپنے آدمیوں کے ذریعہ آپؒ کی خدمت میں ارسال کیا۔ آپؒ نے قبول فرما لیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نرم دِلی

اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ (ہود-۷۵)

ترجمہ:- بے شک ابراہیم بڑے تحمل والے، نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے۔

اگرچہ کہ ارشاد باری تعالے کا مخاطب حضرت ابوالانبیاء سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کی توصیف میں "حلیم" اور "اواہ" فرمایا گیا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان اوصافِ حمیدہ کو خدائے قدوس نے ذات حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام تک مخصوص و محدود نہیں فرمایا بلکہ اس کو وسعت دے کر آپ کی آل تک پھیلا دیا ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی توصیف میں ارشاد فرمایا گیا فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔ چونکہ آل اسمٰعیل حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے اور ان صفات کو آپ کی ذاتِ اقدس و اطہر پر تمام کر دیا گیا اور بہ تسلسل اعلحضرت کو بطور ورثہ حاصل ہوئیں۔ لہٰذا آپ اپنے تمام اسلافِ کرام کے حُسنِ عمل پر پوری طرح کاربند اور لُطف و مہر کے پیکر تھے۔ چنانچہ اپنی ذات کے لئے کسی کو

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تکلیف میں مبتلا کرنا آپؒ کو گوارا نہ تھا۔ اگر وقتی طور پر کسی کو کچھ تکلیف پہنچ جاتی تو آپؒ اس سے نہایت متاثر ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت الحاج چودھری محمد ابراہیم صاحب سابق انسپکٹر زراعت پنجاب نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گرمی کے موسم میں حضورؒ کوئٹہ[1] میں قیام فرما تھے۔ مجھے منڈی سے انگور خرید لانے کے لیے روانہ فرمایا۔ اتفاق سے اس وقت تک بہتر قسم کا انگور منڈی میں آیا نہ تھا۔ اس لیے میں نے واپس جا کر عرضِ حال کیا اور دوبارہ جا کر مزید تلاش کرنے کا قصد ظاہر کیا۔ اس پر آپؒ نے نہایت پُردرد لہجہ میں فرمایا کہ چودھری صاحب، تم نے آج مجھے بہت تکلیف دی۔ وہی انگور خرید لینا تھا۔ اس گرمی میں دوبارہ جاؤ گے پھر آؤ گے۔ اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔ ۱۹۵۱ء میں ایک واقعہ کلیم صاحب کے ساتھ پیش آیا۔ وہ آپؒ کی بندہ نوازی کے پیشِ نظر مدرسہ کی ہفتہ وار چھٹی میں بلاناغہ ہر ہفتہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ لیکن ماہ شعبان کے آخری ہفتہ میں واپسی کی اجازت دیتے ہوئے رمضان میں علی پور تشریف آنے سے منع فرمایا، کیونکہ اس سال ماہِ رمضان جون میں آیا تھا اور موسم شدت سے گرم تھا۔ وہ پہلا ہفتہ تو تعمیلِ ارشاد میں حاضر نہ ہوئے لیکن دوسرے ہفتے آپؒ کی ناسازئ طبع کی خبر سُن کر دل بیقرار ہوا۔ اور ارشاد بھول گیا۔ چنانچہ سیالکوٹ سے چل کر نمازِ ظہر کے قریب حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپؒ نے جوابِ سلام کے ساتھ ہی فرمایا کہ کیا میں نے روزوں میں آنے سے منع نہ کیا تھا۔ اس پر انہوں نے

---

[1] غالباً ۱۹۴۰ء میں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مزاج پرسی کا بہانہ کیا۔ اس وقت آپ حسبِ عادت مسجد نور کے جنوبی سرد خانہ میں تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد آپ نے نمازِ ظہر باجماعت ادا فرمائی۔ نماز کے بعد جب جناب ماسٹر حاجی خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب ایڈووکیٹ سیالکوٹ و جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن خدام الصوفیہ اور دیگر مہمان اجازت روانگی لینے لگے تو یہ بھی آگے بڑھے تو حضور نے خواجہ صاحب موصوف کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ماسٹر جی! اس کا اس ملک میں میرے سوا کوئی نہیں۔ الغرض آپ نے ساری عمر اسی جذبہ کا مظاہرہ فرمایا۔ سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ ؎

آسائشِ دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف است　　　با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

عدل وانصاف

مَنْ يَّأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورہ نحل)

ترجمہ:۔ جو لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور خود سیدھے راستے پر چل رہا ہے۔

آپ اخلاقی، سیاسی، معاشرتی، دینی اور خانگی معاملات میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھتے۔ اور ذرہ برابر اس سے تجاوز نہ فرماتے اور اپنے ان تمام متوسلین کو جو حکومت کے ذمہ دار عہدوں پر فائز ہوں عدل وانصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تاکید اکید فرماتے تھے۔ لوگ آپ کی خدمت میں آئے دن خانگی تنازعات لیکر حاضر ہوتے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آپؒ ان کو کتاب اللہ وارشادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق طے فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ مولوی عبدالقیوم صاحب میر، برادر زادہ مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی علی پور شریف میں حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپؒ اُن سے دیر تک ہم کلام رہے۔ اس اثناء میں مولوی صاحب موصوف نے اپنے ایک خانگی معاملہ میں آپؒ سے مشورہ چاہا۔ اور دُعا کی درخواست کی۔ آپؒ نے فرمایا۔ مولوی صاحب (مولوی محمد ابراہیم صاحب میر) کو میرا سلام کہنا۔ اور کہنا کہ بیس سال تک لڑکی کو شوہر سے جدا رکھنا شریعت میں کہاں لکھا ہے اور میرا پیام دینا کہ ایک سیّد کہتا ہے کہ آپ اس نزاع کا تصفیہ کرا دیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اور آپؒ کا پیام و سلام جونہی مولوی محمد ابراہیم صاحب میر کو پہنچا، وہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے بھائی صاحب کے گھر جا کر آپؒ کے پیام کی بناء پر لڑکی کو عبدالقیوم صاحب میر کے ہمراہ اسی وقت روانہ کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس طرح حکمِ شریعت کی تعمیل و تکمیل کے ساتھ ساتھ ایک دیرینہ کشیدگی تعلقات اور خانگی نزاع کا خاتمہ ہو گیا۔ محترم ملک عبدالعزیز صاحب مرحوم ایڈیٹر لمعات الصوفیہ سیالکوٹ تحریر فرماتے ہیں کہ یاغستان میں پٹھانوں کی دو جماعتوں میں سخت دشمنی تھی۔ اور گاہے گاہے ان میں تصادم کی وجہ سے خون خرابے بھی ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں اتفاقاً اعلیحضرتؒ کا گزر اس طرف ہُوا اور تمام واقعات کا آپؒ کو علم ہُوا تو آپؒ نے ایسی صلح کرائی کہ وہ آپس میں حقیقی بھائی بن گئے اور دونوں جماعتیں داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ ہو کر ابدی سکون و راحت سے ہمکنار ہوئیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ثابت قدمی

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا
تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (پ۲۴۔ حم سجدہ ۴۱)

ترجمہ: بیشک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر وہ اسی پر جمے رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ تم نہ ڈرو نہ غم کھاؤ اور مژدہ سنو اس بہشت کا جس کا تم سے وعدہ تھا۔

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف ۔ کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

یہ ایک ناقابلِ انکار صداقت ہے کہ بہار زائیدہ خزاں ہے۔ پھول کانٹوں میں مسکراتا ہے۔ نور ظلمتوں میں جگمگاتا ہے۔ آفتابِ عالمتاب دامنِ مشرق سے اُبھرتا ہے۔ آبشار پہاڑوں پر رُوپ دکھاتا ہے۔ چشمہ گھاٹیوں میں اُبلتا ہے۔ دریا زمین کا سینہ چاک کرتا ہے۔ گوہرِ یکتا سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں ملتا ہے۔ باصرہ سات پردوں میں مستور ہے۔ اور زبان بتیس ۳۲ دانتوں میں محصور ہے۔ گویا فطرت نے نظامِ کائنات کو اضداد پر مبنی کیا ہے۔ تاکہ حقیقت اپنی ضد سے پہچانی جائے۔ دیکھئے حضرت آدمؑ و ابلیس کا معاملہ۔ ہابیل و قابیل کا مجادلہ۔ حضرت ابراہیمؑ و نمرود کا مناقشہ۔ حضرت موسیٰؑ و فرعون کا مبازرہ۔ اسی اصولِ فطرت کی کارفرمائی کو آشکار کرتے ہیں۔ لیکن اِک ذرا غور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس اصول میں سب حقیقتوں کو ایک ایک مخالف طاقت سے متصادم ہونا پڑا تھا۔ مگر حضور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اس سے جُداگانہ نوعیت کا حامل تھا۔ جب آپ نے منصبِ نبوت پر فائز ہوکر اعلانِ حق فرمایا اور اسلام کا پیغام سُنایا تو آپ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ حالات یک لخت بدل گئے۔ اپنے بھی بیگانے ہوگئے۔ اور وہ ساری قوم جس نے آپ کو صادق و امین کا لقب دے رکھا تھا۔ شاعر و ساحر کہا اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں۔ قید و بند کی زحمتوں میں مبتلا رکھا۔ راہ میں کانٹے بچھائے۔ پتھر مار مار کر جسمِ اطہر کو لہولہان کیا۔ آوارہ گردوں نے پھبتیاں کسیں۔ غرض چند ایک پاک باطن نفوس کے سوا تمام قبائلِ عرب آپ کے جانی دشمن بن گئے۔ اور آپ کے علاوہ آپ کے مُٹھی بھر جاں نثاروں پر بھی عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ بالآخر اعلائے کلمتہ الحق کی خاطر آپ کو اپنے مولد اور مقدس سرزمین مکّہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنے پر آمادہ ہونا پڑا۔ آپ کے دشمنوں نے اِسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ہجرت کے بعد مدینہ طیّبہ میں بھی آپ کو چین سے رہنے نہ دیا۔ اور وقفہ وقفہ سے میدان کارزار گرم کرتے رہے۔ وباعیاتِ دندانِ مُبارک کو شہید کیا اور سرِ اقدس پر شمشیر تک چلائی لیکن بایں ہمہ آپ کے عزم و استقلال میں ذرہ برابر کمی نہ آئی۔ انجام کار حق باطل پر فتح یاب ہوا۔

چونکہ حالات حادثات کو جنم دیتے رہتے ہیں اس لئے حق و باطل کی کشمکش کا سلسلہ بھی نامتناہی ولابدی اور منشائے فطرت کے عین مطابق متصوّر ہوگا۔ تاریخ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

شاہد ہے کہ حضرت سیدنا آدمؑ تا حضور صلے اللہ علیہ وسلم جتنے انبیاء علیہم السلام
دُنیا میں تشریف لائے انہیں حکمرانِ وقت کا مقابلہ کرنا پڑا تھا یا قوم کا لیکن حضور صلے اللہ
علیہ وسلم کو ساری دُنیا کا تنہا مقابلہ کرنا پڑا۔ اور آپ کے وصال کے بعد جن صلحائے کرام
نے دین کے اہم فریضۂ تبلیغ کو اپنے ذمے لیا انہیں بھی ایک نہ ایک طاغوتی قوّت سے
دو چار ہونا پڑا۔ وہ قوّت یا تو حکومت تھی یا کُفر و شرک۔ مگر حضور قبلہ عالمؒ کا معاملہ اس برصغیر
میں ایسا ہی تھا جیسے عرب حجاز میں آپ کے جدِ امجد رحمۃٌ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا۔
یہاں حکومت برطانیہ کے تمام انگریز عہدہ دار اور اُن کے دریوزہ گر افسر تمام غیر مُسلم اور
ہندو راج کے حامی، اسلام کے نام لیوا تمام فرقے بربنائے اختلافِ عقائد و مسلک
آپ کے مخالف تھے اور بعض اہلسنت والجماعت وہم عقیدہ اکابر علما اور آپ کی مدح
کرنے والے مشاہیر اور خود ساختہ رہنمایانِ قوم محض آپ کی حقیقت پسندی۔ صداقت
شعاری۔ دقیقہ سنجی۔ بے لوث خدمت گزاری۔ خالصاً لوجہ اللہ دین کی تبلیغ و نگہداری۔
عالم اسلام کے لئے بے ریا ایثار و جانسپاری کے سبب کارگاہِ حیات میں آپ کو
تنہا چھوڑ گئے۔ لیکن آپ باتباعِ سُنّتِ نبوی اپنے مُٹھی بھر رفقا کے ساتھ معمول کے مطابق
میدانِ عمل میں خندہ پیشانی سے سرگرم کار رہ کر مخالفین کو شکست پر شکست دیتے اور اپنے
من کی جوت جگا کر فضائے بسیط کو منوّر فرماتے رہے۔ جس سے لاکھوں بندگانِ خدا نے
اکتساب کیا۔ اور مخالفین بحرِ خجالت و ندامت میں غوطے کھا کر قعرِ مذلت میں غرق ہوئے۔
آپ کی جن خدماتِ جلیلہ کا ذکر گزشتہ اوراق میں کیا جاچکا ہے ان کے بارے میں یہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تصوّر ہرگز درست نہ ہوگا کہ حالات سازگار اور ماحول موافق تھا۔ بلکہ قدم قدم پر مخالفین ہمالہ و دمن بن کر حائل ہوئیں اور سنگِ راہ کی طرح ٹھکرائی گئیں۔ رکاوٹیں سدِّ راہ بن کر مقابل آئیں اور پرِ کاہ کی مانند اُڑ گئیں۔ لہٰذا بلا شبہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی ترقی اور کامرانی کا راز مخالفت و بلندی ہمت میں مضمر تھا۔ بقول کہ؎

ہمت بلند دار کہ نزدِ خدا و خلق   باشد بقدرِ ہمت تو اعتبارِ تو

یہ بالکل درست ہے کہ آپ کی عملی زندگی کا آغاز ہی مخالفت سے ہوا ہے۔ اس کا ثبوت آپ کے صحیفۂ حیات کے اوراق کا مطالعہ کرنے سے ملتا ہے۔ چنانچہ جب آپ کو خرقۂ خلافت اور منصبِ رشد و ہدایت عطا ہوا تو آپ کے چند برادرانِ طریقت نے حضرت بابا جی صاحب قبلہؒ[1] سے یہ کہہ کر کہ آپ کے متوسلین میں برسوں کے عابد و مرتاض شامل ہیں لیکن آپ کی نظرِ عنایت جس قدر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب پر ملتفت ہے اتنی کسی اور پر نہیں۔ آپ نے ان کو ایک ہفتہ میں خلافت دے کر صاحبِ ارشاد بنا دیا۔ گویا مخالفت کی خشتِ اوّل رکھی۔ اور خالص حنفی عقائد کی بناء پر غیر اہلسنت فرقوں نے آپ سے شدید اختلاف کیا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری آپ کی مخالفت میں کوشاں رہے اور رسالہ اہلِ حدیث امرتسر تو آپ کی ذات ستودہ صفات پر غلط الزام لگانے، نازیبا حملے کرنے اور ہر قسم کے کذب و دروغ کو آپ سے منسوب کرنے کے لئے وقف رہا۔ مگر؎

چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد   اگر گیتی سراسر باد گیرد

---

[1] حضرت امام الکاملین فقیر محمد صاحب چوراہیؒ۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

انجمن خدام الصوفیہ کا قیام

۱۸۵۷ء کے بعد جب انگریزوں نے حضرت اورنگ زیب کے جانشینوں سے عنانِ حکومت چھین لی اور ملک پر تسلّط جمالیا تو مسلمان محکوم ہوکر ملکی سیاسیات سے بالکل کنارہ کش ہوگئے تھے۔ ان میں کوئی تنظیم باقی نہ تھی۔ بے چارگی کے عالم میں خوف وہراس کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے۔ اور سیاست میں مداخلت کو خطرہ کی گھنٹی تصور کرتے اور اس سے اجتناب میں اپنے لئے عافیت خیال کرتے تھے۔ ایسے مخدوش حالات اور ناساز گار فضا میں آپ نے اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی جمعیت خاطر کے پیشِ نظر اسد اللٰہی جرأتِ ایمانی سے کام لیتے ہوئے ۱۹۰۲ء میں ملک کے اکابر علمائے حق کو بمقام لاہور مدعو کر کے کُل ہند انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد رکھی جس کا پہلا شاندار اجلاس بتاریخ ۲؍محرم الحرام ۱۳۲۲ھ م ۲۰؍مارچ ۱۹۰۴ء شاہی مسجد میں منعقد ہوا۔ ملک کے مقتدر علماء نے اپنے ایمان افروز ارشادات سے ہزاروں سامعین کو نوازا۔ گو اس انجمن کا سیاست سے تعلق نہ تھا لیکن مسلمانوں کو اسلام کے مرکز پر جمع کرنا، ان میں تنظیم واتحاد پیدا کرنا بھی اس کا مقصد تھا۔ اس لئے بہایت سرعت سے ملک کے گوشہ گوشہ میں اس کی شاخیں قائم کردی گئیں جنہیں بفضلہٖ عوام میں مقبولیت اور اصل مقصد میں سو فیصدی کامیابی نصیب ہوئی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

رسالہ انوار الصوفیہ کا اجراء

اس کے ساتھ ہی آپ نے مُسلم صحافت میں راست مداخلت فرمائی۔ اور مسلمانوں کی تنظیم کو مستحکم تر بنانے اور عامتہ المسلین کے دلوں سے خوف وہراس دُور کرنے اور پیغام حق دُور دُور تک پہنچانے کی غرض سے اسی سال ایک ماہوار رسالہ "انوار الصوفیہ" کا اجراء فرمایا۔ جس پر مخالف مُنہ تکتے ہی رہ گئے اور آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

یہ رسالہ تا حال جاری ہے۔ پہلے سیال کوٹ سے شائع ہوتا تھا اب قصور (ضلع لاہور) سے شائع ہوتا ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

فتنۂ قادیان کی سرکوبی

انہیں دنوں قادیان سے ایک دینی فتنہ اُٹھا اور اُس کے بانی نے بتاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء سیال کوٹ میں آکر اُس کی اشاعت کا خود ہی اہتمام کیا اور اپنے حواریوں کے رسوخ سے کامیاب ہونا چاہا تو آپ سیال کوٹ تشریف لے گئے اور شہر کے مختلف اہم مقامات پر مسلسل تین ہفتوں تک شب و روز مجالس وعظ منعقد کر کے اِس فتنہ کی واضح اور مدلّل تردید فرمائی۔ جس سے بانی کو ایسی شکست ہوئی کہ وہ دوبارہ سیالکوٹ آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ چنانچہ ۱۹۰۸ء تک یہ سلسلہ نہایت سرگرمی سے جاری رہا۔ انجام کار ۲ مئی ۱۹۰۸ء بمقام موچی دروازہ (لاہور) ایک جلسہ میں اس فتنہ کے معتقدات کو رَدّ اور بانی کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس میں رُوحانیت ہے تو میرے سامنے آئے اس کے لئے (۲۴) گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ مگر مسلمانو! یاد رکھو وہ میرے سامنے نہ آسکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باوجودیکہ مرزائے قادیانی اپنے عقائد کی اشاعت کے لئے لاہور میں موجود تھا، آپ کے مقابلہ کے لئے نہ آیا اور اسی رات بیمار ہو کر راہی ملک عدم ہوا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سفرِ میسور کا اہم واقعہ

درویش رواں رہے تو بہتر آب دریا بہے تو بہتر

آپ پہلی بار ۱۹۰۷ء میں میسور (جنوبی دکن) کے تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے مگر آپ کے حکم کی تعمیل میں حضرت مولانا خیر شاہ صاحب مدراس اور میسور کے اکثر مقامات پر تبلیغ و اشاعت میں مصروف تھے اور عوام الناس میں مقبول ہو چکے تھے۔ آپ ۱۹ مئی ۱۹۰۷ء کو علی پور سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں لاہور، قصور دہلی۔ بھوپال۔ بمبئی۔ پونا وغیرہ میں فریضۂ تبلیغ و اشاعت سر انجام دیتے ہوئے ۲۰ جون کو نیل گری پہنچے۔ یہاں کے مسلمانوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا اور میزبانی کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے مختصر سے قیام کے دوران کئی اشخاص کو داخل سلسلہ نقشبندیہ کیا پھر کونور تشریف لے گئے۔ تین دن قیام فرما کر مواعظِ حسنہ سے اہل کونور کو نوازا۔ یہاں سے بقصد مدراس و حیدر آباد دکن روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ بنگلور میں ایک دن قیام فرمایا۔ عین روانگی کے وقت آپ کے ارادت مند فقیر محمد سیٹھ اور صالح محمد سیٹھ صاحبان میسور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میسور چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے ان کی خوشنودی و دلجوئی کے لئے صرف دو دن کے واسطے میسور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

جانے کا ارادہ فرمایا اور شہر میسور کے صدہا طالبانِ حق کو داخل سلسلہ فرمایا۔ اس موقع پر ایک مشائخ زادہ پیر حیدر شاہ قادری اور ان کے حواریوں نے حضور کے خلاف معاندانہ سرگرمیاں شروع کر دیں کیونکہ آپ کے حُسنِ اخلاق اور ہمہ گیر جذبہ محبت کے سبب ان کی دیرینہ مقبولیت کا چراغ ٹمٹاتا اور موروثی اقتدار رُوحانی گھٹتا نظر آتا تھا۔ انہوں نے آپ کے خلاف ناشائستہ اور غیر مہذب تحریرات شائع کیں مگر اس کے برعکس حضور کی شہرت روز بروز بڑھتی گئی اور میسور اور اس کے گرد و نواح کے مقامات چنپٹن۔ منڈیا۔ مدور فرنچ راکس۔ بنجنگڈھ۔ گرگیسوری۔ سرینگ پٹن وغیرہ سے مقتدر علماء، روساء، سادات، تاجر، ملازم پیشہ اور عہدہ داران ریاست جوق در جوق آکر روزانہ داخل سلسلہ ہوتے رہے۔ آپ یہاں لگاتار پانچ ماہ تک تبلیغ دین، رشد و ہدایت، وعظ و نصیحت اور صلاح المسلمین کے اہم فرائض صبر و تحمل، عزم و استقلال، ہمت و جرأت سے سر انجام دیتے رہے جس کے نتیجے کے طور پر بنگلور و میسور اور ان کے متعلقات کے ہزاروں مُسلم عوام آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے اور کئی بد مذہب مُشرک و کافر اور عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور پیر حیدر شاہ اور ان کے ہم خیال اپنی ممکنہ کوششوں کے باوجود اپنے فاسد ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور پانچ ماہ کے بعد بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۷ء مسلمانان میسور نے بمقام ٹاؤن ہال میسور ایک عظیم الشان وداعی جلسہ منعقد کر کے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا، مدحیہ نظمیں سُنائیں اور جلد واپسی کی دُعائیں مانگیں اور آپ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ اس کے بعد حضور نے حیدرآباد، بنگلور، میسور اور اس کے متعلقات کے ۱۹۴۲ء تک کئی سفر فرمائے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تحریک خلافت

اِس تحریک میں آپ نے ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۳ء تک جو عظیم خدمات انجام دی ہیں ان کی تفصیلات زیرِ عنوان "تحریک خلافت" پیش کی جاچکی ہیں۔ مزید چند واقعات مع احوالِ مخالفت یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ حیدر آباد دکن سے واپسی کا قصد فرما چکے تھے۔ اور واپسی کے انتظامات بھی مکمل ہو چکے تھے۔ اسی زمانے میں خلافت کمیٹی کا ایک شاندار جلسہ منعقد کیا جانے والا تھا۔ اس کی صدارت کی پیشکش لے کر مسٹر محمد اصغر مرزا المخاطب بہ اصغر یار جنگ بیرسٹر ایٹ لا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور سفر ملتوی فرما دیا۔ اس جلسہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ ملک کے ممتاز لیڈروں کے علاوہ مسٹر موہن داس کرم چند (گاندھی) نے بھی شرکت کی تھی۔ جلسہ کی کارروائی آپ کی صدارت میں شروع ہوئی تا اختتام جلسہ مسٹر گاندھی آپ کے حضور مؤدبانہ بیٹھے رہے۔ جلسہ اپنے مقصد میں نہایت کامیاب ہوا اور تیس ہزار روپیہ چندہ جمع ہوا۔ جو خلافت کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا۔ اس خدمت کی بناء پر حکومت کے انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے لکھا کہ ہمیں گاندھی جی کا اس قدر خطرہ نہیں جس قدر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کا ہے۔ لائل پور میں بتواریخ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

۳-۴ مارچ ۱۹۲۱ء خلافت کانفرنس کے اجلاس آپ کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ آپ نے اپنی ولولہ انگیز تقریر سے عوام و خواص میں ایسا جذبۂ محبتِ خلافت پیدا کیا کہ ہزاروں روپے کے خلافت کے نوٹ اسی وقت فروخت ہو گئے۔ اس اجلاس کی روداد لاہور کے روزنامہ زمیندار مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۱ء میں یوں شائع ہوئی کہ "۳-۴ مارچ کو لائل پور میں عظیم الشان جلسۂ خلافت منعقد ہوا۔ اس میں پنجاب کے مشہور و معروف صوفی حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ صدر تھے۔ آپ نے فی البدیہہ خطبہ صدارت میں جس بے نظیر جرأت ایمانی اور جوش اسلامی سے مسلمانانِ عالم کی صحیح رہنمائی فرمائی وہ اس قابل ہے کہ ہمارے مشائخ عظام اور پیرزادگان کرام اس سے سبق حاصل کریں"۔ آپ نے اپنے خطبۂ صدارت میں ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا جو بعض سیہ باطن لوگ حضرت ممدوح کے متعلق پھیلاتے پھرتے تھے۔ اور صاف صاف کہہ دیا کہ جو مسلمان خلافت سے محبت نہیں رکھتا وہ بے ایمان ہے اور ہرگز مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں خلافتِ اسلامیہ اور مقاماتِ مقدسہ کے تحفظ کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہوں۔ اور میرا جو مریدِ تحریک خلافت میں حصہ نہیں لیتا اُس کو میں اپنے یارانِ طریقت سے نہیں سمجھتا کیونکہ خلافت خدا اور رسول کی ہے۔ جو مسلمان خدا اور رسول کی خلافت سے بیزار ہے یا بعض دنیاوی مصلحتوں کے ماتحت اظہارِ صداقت سے خوف کھاتا ہے وہ میرے نزدیک مسلمان نہیں۔ ہم حضرت قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہیں کہ خدائے بزرگ و برتر نے حضرت ممدوح کو اعلائے کلمۃ الحق اور صداقت کی وہی جرأت و بیباکی عطا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

فرمائی ہے جو قرونِ اولیٰ کے مسلمان کا طغرائے امتیاز تھی۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ جیسے متقی، متشرع عالم اور پیشوائے دین کی رہنمائی سے تحریکِ خلافت کو عظیم الشان تقویت پہنچے گی۔ اور دیگر مشائخ عظام بھی اپنی سنہری روپہلی مصلحتوں اور طواغیتِ باطلہ کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر خدا اور رسول کے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ پنجاب خلافت کانفرنس عنقریب بمقام راولپنڈی منعقد ہونے والی ہے۔ اس کی صدارت بھی مشائخ پنجاب ہی میں سے کسی روشن ضمیر بزرگ کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ اگر انہوں نے منظور کی تو یقیناً مسلمانانِ پنجاب کی خوش قسمتی میں کوئی شبہ نہ ہوگا۔ اگر ملک کے تمام مشائخ عظام اور پیرزادگان کرام حضرت حاجی حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کی تقلید کریں اور خلافتِ مقدسہ اسلامیہ کی حمایت و اعانت پر کمربستہ ہو جائیں تو خلافت و آزادئ وطن کے مسائل کا حل بہت جلد ہو سکتا ہے۔"

اسی جلسہ میں جب مولانا شوکت علی مرحوم تقریر فرما رہے تھے تو دورانِ تقریر انہوں نے سوال کیا کہ "ہے کوئی جو راہِ خدا میں اپنی جان فدا کرے؟" گو اس وقت وہاں بارہ ہزار کا مجمع تھا جس میں سرفروشی کے دعوے دار، اسلام کی حقانیت کے جاں نثار، خلافت عظمیٰ اسلامیہ کے نگہبان و نگہدار غرض ہر طرح کے لوگ شامل تھے مگر مولانا کی اس آوازِ حق پر صرف آپ نے لبیک کہا۔ آپ نے نہایت استقلال سے فرمایا کہ میں حاضر ہوں۔ اور راہِ خدا میں اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہوں۔ اس جواب پر مولانا نے آپ کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کیا۔

جنوبی دکن کے دُور دراز دشوار گزار مقام ساحل مالابار میں بھی خلافت کانفرنس کی آپ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نے صدارت فرمائی جس میں تقریباً بارہ ہزار اشخاص نے شمولیت کی تھی۔ آپ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے خلافت کی اہمیت، اس کی خدمت اور اعانت کے موضوع پر کامل تین گھنٹے تک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ اور ہزاروں روپے چندہ جمع کر کے خلافت کمیٹی کے حوالے کیا۔

نیلگری میں بھی جلسۂ خلافت کی صدارت قبول فرماکر تین گھنٹے تک موضوعِ خلافت پر تقریر فرمائی۔ یہاں بھی معقول رقم خلافت فنڈ میں جمع ہوئی۔ اس کے بعد کونور اور علاقہ مدراس کے اکثر مقامات پر خلافت کے جلسوں میں پُر زور تقریریں فرمائیں اور ریاست کورگ (چیف کمشنری علاقہ مدراس) مرکارہ۔ ویراجندرپیٹ۔ امتی بلگنڈ وغیرہ دشوار گزار پہاڑی مقامات کا دورہ اسی مقصد سے فرمایا اور شاندار جلسہ ہائے خلافت میں شرکت فرمائی اور گرانقدر رقوم خلافت فنڈ میں مقامی سکریٹریوں کے ذریعہ مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کو پہنچائیں۔ شہر میسور اور بنگلور میں بھی جلسوں کی صدارت فرمائی اور کثیر زرِ نقد خلافت کے لئے مہیّا کر کے روانہ فرمایا۔

ایک دفعہ آپ بمبئی سے حیدر آباد دکن جا رہے تھے۔ مولانا شوکت علی مرحوم اور احمد صدیق صاحب جنرل سکریٹری خلافت کمیٹی آپ کو خدا حافظ کہنے کے لئے اسٹیشن پر آئے مولانائے موصوف نے آپ کو ایک مالا پہنائی جس پر لفظ "خلافت" لکھا تھا اور ایک تمغہ پیش کیا جس پر نصر من اللہ و فتح قریب کندہ تھا۔ اور کہا کہ میرے پاس یہی چیز تھی جسے پیش کرتا ہوں۔ "برگ سبز است تحفۂ درویش" اس کے ساتھ خلافت کمیٹی کی طرف سے پانچ سو روپے کی رسیدیں

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بھی دیں۔ آپ نے یہ رسیدیں حیدر آباد دکن جاکر فروخت کرادیں اور (۵۳۰) روپے سکریٹری صاحب خلافت کمیٹی حیدر آباد کی وساطت سے بمبئی روانہ کرادیئے۔ جس پر مولانا نے کہا "مجھے اصل بھی مل گیا ہے اور سود بھی"۔ ایک بار مولانا شوکت علی مرحوم نے یہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان کے ہر ایک مسلمان سے فی کس ایک روپیہ خلافت فنڈ وصول کیا جائے تو آپ نے نیلگری سے اپنا اور اپنے متعلقین کا چندہ بحساب ایک روپیہ فی کس بمبئی بھیج دیا۔ اور ساتھ ہی ایک اعلان جاری فرمایا کہ "فقیر کے سب محبّت والے ایک ایک روپیہ فی کس اپنا اور اپنے متعلقین کا چندہ خلافت فنڈ میں جمع کرادیں"۔ مولانا نے اس اعلان کو تمام ہندوستان میں مشتہر کیا جس کے نتیجے کے طور پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے لاکھوں روپیہ خلافت کمیٹی میں وصول ہوا۔ اس کے علاوہ آپ کے اکثر معتقدین نے تنہا ہزاروں روپے خلافت فنڈ میں داخل کئے چنانچہ نورانی سیٹھ رئیس بمبئی نے آپ کے ارشاد پر پچیس[۲۵] ہزار روپے اور اہل کوہاٹ نے ستائیس ہزار روپے کی گراں قدر رقومات خلافت کے لئے پیش کیں۔

لیکن آپ نے یہ ہرگز گوارا نہ فرمایا کہ آپ کے ارشاد پر عامۃ المسلمین تو عمل کریں اور خود اس کارِ خیر میں معتدبہ حصّہ نہ لیں۔ چنانچہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ منعقدہ علی پور شریف کے موقع پر ایک دفعہ تیرہ سو[۱۳۰۰] روپے ملک لال خاں صاحب سکریٹری خلافت کمیٹی لاہور کی وساطت سے اور دوسری دفعہ اٹھارہ[۱۸۰۰] سو کی گراں قدر رقومات بجیب خاص خلافت کمیٹی میں داخل کرائیں اگر آپ چاہتے تو اس قدر مالی ایثار سے کام نہ لیتے اس قابلِ تحسین جرم یعنی خدمتِ خلافت کی پاداش میں اکثر مقامات پر آپ کے داخلے پر پابندی لگادی گئی۔ مردان پشاور کی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حدود سے (۲۴) گھنٹے کے اندر نکل جانے کا حکم دیا گیا۔ بلوچستان میں داخلہ بند کر دیا گیا۔ کشمیر میں بھی دو سال تک داخلے پر پابندی لگا دی گئی۔ نیز آپ کی ان خدماتِ عظیمہ کے صلے میں خود وہ مشاہیر جو آپ کے گُن گاتے اور مدح سرائی میں رطب اللسان رہتے تھے اپنی شہرت و نام ونمود اور وقار و ذاتی مفاد کے دریوں کو جھلملاتا دیکھ کر پشیمان اور آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے اور دریدہ دہنی پر اتر آئے۔ چنانچہ ظفر علی خاں صاحب نے اخبار زمیندار لاہور کے ایڈیٹر کی حیثیت سے لکھا کہ آج تک میرا مقابلہ انگریزوں کے ساتھ رہا اور اب صوفیائے کرام کے ساتھ جنگ کرتا رہوں گا۔ اور پانچ سال میں دنیا سے صوفیائے کرام کا نام ونشان مٹا کر چھوڑوں گا۔ اِسی اخبار نے اس سے بڑھ کر آپ کے متعلق یہ بھی لکھا کہ آپ انگریزوں کے پٹھو ہیں۔ اور آپ نے ترکوں کے خلاف انگریزوں کو مدد دی ہے۔ اپنے مُریدوں کو انگریزی فوج میں بھرتی کرایا ہے۔ حالانکہ ان الزامات کا کوئی تعلق بالواسطہ یا بلا واسطہ آپ کی ذات مبارک سے نہ تھا۔ آپ کا ایثار اور خدمات خود اس کی تردید کے لئے کافی ہیں۔ ان کی ناراضگی کا سبب یہ تھا کہ حضور نے تحریکِ خلافت کے زمانے میں مسلمانوں کے ترکِ وطن کی تجویز قبول نہ فرمائی اور مسلمانانِ ملک کو ایک عظیم ہلاکت و نقصان میں مبتلا کرانا پسند نہ فرمایا۔ اور بالخصوص اپنے ارادت مندوں کو ترکِ ملازمت اور ترکِ وطن سے حکماً روک دیا۔ چنانچہ (۱۸) ہزار مسلمانوں نے اس تجویز کی بناء پر ترکِ وطن کی صعوبت اٹھائی اور افغانستان چلے گئے اور بہت جلد خراب وخستہ ہو کر واپس آگئے جس سے ان کا کافی جانی ومالی نقصان ہوا۔ مگر ان مخالفتوں کے باوجود آپ کی ہمت اور حوصلے میں ذرہ برابر تزلزل نہ آیا۔ آپ بدستور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مستعد العمل رہے۔ آپ کا خطبہ صدارت ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس لائل پور د جس کے اقتباسات پیش کئے جاچکے ہیں) مخالفین کے جملہ اتہامات کے ردّ اور شبہات کے ازالہ کے لئے کافی ہے۔ آپ کی شاندار اسلامی خدمات کی تاریخ ہند میں نظیر نہیں ملتی۔ آپ اور آپ کے متعلقین، متوسلین و معتقدین ہی تھے جو خلافت اور دیگر اسلامی تحریکات کے لئے سرگرم و جاں باز کارکن ثابت ہوئے تھے۔

فتنۂ ارتداد یو۔پی میں

علی برادران نے ہندو مسلم اتحاد کے شوقِ فراواں میں جامع مسجد دہلی کے متبرک ممبر پر ادھر سوامی شردھانند کو لا بٹھایا اور اُسے مسلمانوں کو مخاطب کرنے کا موقع دیا اور اُدھر لاجپت رائے نے کلکتہ میں اپنی مسموم تقریر کے ذریعہ دامنِ امن و اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے۔ اچھوت بھائیوں کو سینہ سے لگایا جائے اور مسلمانوں کو ہندو دھرم میں شامل کر لیا جائے۔ ان میں سے جو نافرمانی کریں اور اس اصول سے رُوگردانی کریں انہیں بھارت ورش سے نکال دیا جائے۔ کیونکہ جو لوگ ترکی اور عرب کا خواب دیکھتے رہتے ہیں، انہیں ہندوستان میں رہنے کا حق نہیں۔ اب وہی شخص جو جامع مسجد دہلی کے ممبر پر ہندو مسلم اتحاد

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کا داعی تھا شُدھی تحریک کا بانی بنا۔ لہٰذا ہندو مسلم اِتحاد کا خواب منت کشِ تعبیر تو نہ ہوا۔ البتہ یو۔ پی سے کشمیر تک اور سرحد میں فسادات کے شعلے بھڑک اٹھے اور نفاق کی آگ پھیل گئی اور دونوں طاقتیں اس کی لپیٹ میں آگئیں اور ہر دو کو شدید جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ کئی مسجدیں شہید کر دی گئیں اور یو۔ پی کے مفلوک الحال و سادہ لوح ملکانوں کو خوفِ جان و طمعِ زر کے ذریعہ اسلام سے برگشتہ کیا گیا۔ ایسے نازک مرحلہ پر جب کہ اسلام کی حفاظت اور بندگانِ خدا کی ہدایت کا اہم فریضہ درپیش تھا۔ ہندو مسلم اِتحاد کے حامی میدانِ عمل میں کہیں نظر نہ آئے۔ مگر آپ نے ناموسِ اسلام کی خاطر اپنے جملہ لواحقین و متوسلین کو ساتھ لے کر اس عظیم فتنہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور سینکڑوں مبلّغین کو علاقۂ برج وغیرہ میں تبلیغ پر مامور فرمایا۔ جن کی مساعی سے ہزاروں مرتدین دوبارہ داخل اسلام ہوئے اور ہزاروں مُشرکین تائب ہو کر اسلام کے شیدائی بنے جن کی کاٹی ہوئی چوٹیوں کے ڈھیر لگ گئے تھے۔ ان کے اسلامی نام رکھے گئے متعدد مساجد دوبارہ آباد کی گئیں۔ ان میں اذان و صلوٰۃ، درس قرآنی اور دینی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے تنخواہ دار مدرس مقرر کئے گئے۔ روشنی کے لئے لالٹینیں مہیا کی گئیں۔ دوا علاج کے لئے ہسپتال کھولے گئے۔ طلبہ کے لئے مفت کتابیں فراہم کی گئیں۔ پانی کے لئے کنوئیں کھدوائے گئے۔ اور ان سب کے مصارف کی تکمیل آپ نے بجیب خاص فرمائی۔ اگر کسی نے اپنی مرضی سے کچھ پیش کیا تو بلا کم و کاست ملّت کے تحفّظ کے کام آیا۔ گو اس اسلام دشمن تحریک کے مقابلہ میں چند مخلص مسلمانوں نے بھی حصّہ لیا لیکن مضبوط تنظیم نہ ہونے کے سبب جلد ہی میدان چھوڑ گئے مگر آپ چونکہ جانشینِ رسول اللہ اور مامور من اللہ تھے اس لئے تن من دھن کی بازی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

لگا کر ہدایت کا فریضہ بجا لاتے رہے۔ اور لالہ لاجپت رائے کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان مر کر بھی ہندوستان میں رہے گا اور دو گز زمین لے گا۔ اور ہندو مرے گا تو اس کی راکھ تک بہا دی جائے گی۔ اس تحریک کے دوران آپ کو اور آپ کے مبلّغین کو جن تکالیف اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ان کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ علاقہ برج کے ملکانے نادار اور مدت سے ہندوؤں کے زیر اثر تھے اور دیرینہ تعلقات کی وجہ سے نام کے سوا تمام امور میں ہندوؤں کے رسم و رواج کی پابندی کرتے تھے۔ جب یہ مبلّغین اسلام ان کے پاس پہنچے تو وہ ان کی خالص اسلامی وضع قطع دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ جب یہ بازاروں میں جاتے تو ان کی طرف حیرت سے دیکھتے اور اتنی اجنبیت برتتے کہ ان سے بات تک نہ کرتے۔ دکانداران کے ہاتھ ضرورت کی اشیاء فروخت بھی نہ کرتے تھے۔ ان حالات سے مجبور ہو کر بعض مبلّغین اور کارکنوں نے ان جیسا لباس اختیار کیا اور حکمت عملی سے حالات کا مقابلہ کیا۔ اور ہر قسم کی تکلیف بخندہ پیشانی برداشت کی۔ نہایت فراخ حوصلگی و فراست سے کام لے کر تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ نتیجتہً ہندوؤں کو ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑا۔ حق کا بول بالا ہوا۔ حضور نے اس پُرآشوب زمانے میں یہ ایسی شاندار اور عدیم المثال خدمتِ دین انجام دی ہے کہ تاریخ کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

منصبِ امامتِ ملّت

ہدایت و رہنمائی کے ممتاز اہم مناصبِ امامت و خلافت جس کی اطاعت عالم اسلام کے تمام مسلمانوں پر لازم تھی موقوف ہو جانے کے بعد امیرِ شریعت و امیرِ ملّت کے اعزازات پر ملّت کے بہترین خادم جمہور مسلمانوں کے انتخاب سے مقرر ہوتے ہیں۔ امیرِ شریعت صوبہ یا ریاست کے لئے جیسے گورنر اور امیرِ ملّت جیسے گورنر جنرل تمام ملک کے مسلمانوں کی رہنمائی، ہدایت اور خدمت کے لئے نامزد ہوتا ہے۔ اور ہر امیرِ شریعت، امیرِ ملّت کے ماتحت ہوتا ہے۔ چنانچہ جب واقعۂ فاجعۂ مسجد شہید گنج رُونما ہوا تو مُسلمانانِ سیالکوٹ نے ایک شاندار جلسہ منعقد کر کے حضور کو مدعو کیا۔ آپ نے ان کی دعوت قبول فرمائی۔ اِس جلسہ میں آپ کے علاوہ صوبہ سرحد و پنجاب کے مقتدر رؤساء و ممتاز علماء بھی مدعو تھے۔ اور تقریباً بارہ ہزار مسلمانوں نے شمولیت کی تھی۔ اِس جلسہ میں کامل غور و خوض کے بعد مسجد شہید گنج کی واگزاری اور ملّت کی صحیح رہنمائی کی غرض سے تمام زعمائے ملّت نے آپ کو امیرِ شریعت اور حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب مانسہروی کو نائب امیرِ شریعت ملّتِ اسلامیہ منتخب کیا۔ اور حاضرین و اراکین نے اپنے منتخب کردہ نمائندہ رہنماؤں پر کامل اعتماد کا بالاتفاق اظہار کیا۔ آپ نے اس کے جواب میں بارگاہِ خداوندی میں اپنی پیرانہ سالی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کا عذر پیش کر کے تائید غیبی کے لئے دُعا فرمائی۔ اس کے بعد امیرِ شریعت اسلامیہ کی حیثیت سے کمال بے باکی اور بے مثال جرأت ایمانی سے حسب ذیل سہ نکاتی اعلان جاری فرمایا:۔

(۱) جو شخص قانون انگریزی کی رُو سے یہ ثابت کر دے کہ کوئی وقف کسی کی ملکیّت میں تبدیل ہو سکتا ہے۔

(۲) جو شخص قانون انگریزی کی رُو سے یہ ثابت کر دے کہ مسجد کا انہدام جائز ہے اور اس پر قانون کی گرفت نہیں ہو سکتی۔

(۳) جو شخص یہ ثابت کر دے کہ مسجد کی جگہ کسی اور تعمیر کی اجازت ہے۔ ان تینوں باتوں کو ثابت کرنے والے کو تیس ہزار روپے بطور انعام دیئے جائیں گے۔ اگر سکھ اپنی مقدّس کتاب گرنتھ صاحب سے ان تینوں باتوں کو ثابت کر دیں تو ان کو ساٹھ ہزار روپے بطور انعام دیئے جائیں گے۔

اسی ضمن میں مسلمانانِ راولپنڈی نے بتواریخ ۳۱؍ اگست و یکم ستمبر ۱۹۳۵ء ایک عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا اور اس کی صدارت کے لئے آپ سے بمقام کوہ مری استدعا کی۔ آپ نے ملت کی خدمت کی خاطر ان کی درخواست قبول فرمائی اور کوہ مری سے راولپنڈی تشریف لا کر کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ اس کانفرنس کے مندوبین نے بالاتفاق آپ کی خدمت میں "امیرِ ملّت" کا اعزاز پیش کیا۔ یہ ذمہ دارانہ اعزاز اور اہم منصب گو آپ کی پیرانہ سالی میں آپ کے لئے بارِ گراں تھا۔ لیکن ملّت کی خدمت کے پیشِ نظر آپ نے یہ اعزاز قبول فرمالیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

چنانچہ سیالکوٹ میں مسلم کانفرنس کے مندوبین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ قوم نے مجھ کو اپنا امیر کیا بنایا بلکہ سارے مسلمانوں کا بوجھ میری گردن پر ڈال دیا۔ مجھے تو اللہ نے روزِ ازل ہی سے امیر بنایا ہے۔ کیونکہ مجھے سیّدوں کے گھر میں پیدا کیا اور والدین نے میرا نام بھی "جماعت" رکھا۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا کیوں کہ سیّد ہوں۔ سیّد وہ ہے جو کسی سے نہ ڈرے۔ جو کسی سے ڈرتا ہے وہ سیّد نہیں۔ لیکن اس انتخاب کے بعد کے کچھ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری منتخب امیرِ شریعت صوبہ پنجاب نے آپ کے امیرِ ملّت منتخب ہونے پر اپنی ناخوشی و ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور خود کو امیرِ ملّت کے اثر سے آزاد و خود مختار سمجھا۔ اس کی تصدیق میسور کے ایک باخدا بزرگ حضرت زہیر عاقل شاہی خانوادہ حضرت ٹیپو سلطان کے ایک پیغام سے ہوتی ہے جو یہ ہے۔ کہ برادرانِ اسلام اور خصوصاً مجلس احرار کے مدبروں سے عاجزانہ التماس ہے کہ اس مبارک انتخاب کو جو مسلم ہند کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے غنیمت سمجھیں۔ اور آپس کی کاوشوں اور دلی کدورتوں پر لعنت بھیجتے ہوئے صفائے قلب کے ساتھ اطاعتِ امیر کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں۔ ان فرائضِ جلیلہ کی اہمیّت کو سمجھیں اور بیک آواز ساری مسلم قوم متحد و متفق ہو کر حصولِ مقصد میں سرفروشانہ جد وجہد کو کام میں لائے تو پھر دیکھیں کہ اللہ پاک کا وعدہ کس خوبصورتی سے اور کس قدر جلد پورا ہوتا ہے۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ کا دلنواز مژدہ کس طرح اپنا نورانی چہرہ دکھاتا ہے۔ یاد رہے کہ ہوسِ قیادت میں آپس کی کشمکش اور امیرِ ملّت کی نافرمانی جو شیطانی دھوکہ ہے ایک دن خون رلوائے گی۔ صورتِ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ زعمائے احرار بھی اپنی لغزش کو محسوس کر رہے ہیں جو قضیۂ شہید گنج کے متعلق سرزد ہوئی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اب تقاضائے وقت یہی ہے کہ جمہور اسلام کا ساتھ خلوص کے ساتھ دیں۔ کیونکہ انسان سے لغزش ہو ہی جاتی ہے۔ اس صورت میں ضرور ہوگا کہ سارے مسلمان آپ کی حق پسندی کی داد دیتے ہوئے آپ کو سینہ سے لگالیں گے۔ حضرت سیّدنا فاروق اعظمؓ نے جب حضرت سیّدنا خالدبن ولیدؓ کو اچانک معزول کر کے ابو عبیدہ کو لشکر اسلام کا سپہ سالار بنا دیا تو دیکھو کس طرح نئے سالارِ فوج کی اطاعت کے آگے انہوں نے گردن جھکا دی۔ یہ تھا اسلام کا سبق آموز کارنامہ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار۔ امیر ملّت کی اطاعت ہر مسلمان کے لئے فرض کر دی گئی ہے تو ان کا ادب واحترام بھی مسلمانوں پر واجب ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض اخبارات امیر ملّت کے نام کے ساتھ کوئی اعزازی یا تعظیمی لفظ لکھنا بھی گوارا نہیں کرتے حالانکہ امیر ملّت کی شان ہماری تعریف سے بالا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے تَرَکْتُ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ کَلَامُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ۔ یعنے مَیں نے تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑی ہیں۔ اللہ کا کلام اور میری آل۔ جب اپنا امیر ملّت عترت رسول بھی ہے اس کے ساتھ ہم کو کس طرح کا ادب واحترام ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل توفیق عطا فرمائے کہ امیر ملّت کی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپ کی ہدایات پر سارے مسلمان متحد ومتفق نظر آئیں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

اسی سال بتاریخ یکم اکتوبر ۱۹۳۵ء مجلس اتحاد ملّت کا اجلاس امرتسر میں منعقد ہوا۔ آپ نے اس اجلاس میں اپنا ارادہ حج ظاہر کر کے استصواب رائے کیا۔ اراکین میں اختلاف

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

رائے ہونے کی وجہ سے قرعہ اندازی کی گئی۔ قرعہ اندازی میں فیصلہ آپ کے حق میں ہوا۔ چنانچہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے لیکن آپ کی روانگی کے بعد اشرار نے آپ کے خلاف غوغا آرائی شروع کی اور طرح طرح سے آپ کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو گئے۔ مگر آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ آپ اپنی عادت مبارک کے مطابق جیسا کہ فرائض کے علاوہ سُنن و نوافل بھی بپابندی وقت و بشوق دلی کامل احتیاط و التزام سے ہر حال میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور کسی مزاحمت کی پروا نہ کرتے تھے۔ اسی طرح ادائے حج و حصولِ سعادتِ زیارت کے لئے تقریباً ہر سال تشریف لے جاتے اور ہر بار نئی آرزو لے کر واپس آتے تھے۔ حج آپ کے لئے تو حاضری دربار نبوی کا ایک بہانہ ہوتا تھا کیونکہ آپ کو مدینہ طیبہ سے محبّت نہیں بے نظیر عشق تھا۔ لیکن نادان نکتہ چین لذت سوزِ عشق کی حقیقت کیا جانے اس کے بارے میں تو کسی پروانے سے پوچھا چاہیئے جو جیتا ہی محض اس لئے ہے کہ کسی وقت جان عزیز شمع پر نثار کر دے۔ چنانچہ حضور کے معترضین کے جواب میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیتہ العلمائے ہند فرمایا کرتے تھے کہ "عشق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں شاہ صاحب کے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔"

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

شاہ جماعت اور سلطان حجاز ابن سعود

خالص حنفی عقائد کی پابندی، حمایت واشاعت کے سبب غیر مقلدین وغیرہ آپ سے دلی عناد رکھتے تھے اور درپردہ وعلانیہ ہر ممکن طریق سے آپ کو اذیت میں مبتلا کرنے اور زک دینے کے مواقع کی تلاش میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ ۱۳۵۳ھ م ۱۹۳۴ء میں جب آپ نے مدینہ منورہ میں حسب عادت غیر مقلد امام کی اقتدا ترک کر کے علیحدہ نماز ادا فرمائی تو امیر مدینہ نے بربنائے شکایت آپ کو اپنے دفتر میں طلب کر کے اقتدارِ حکومت کے زعم میں آپ سے اس معاملہ میں باز پرس کی آپ نے معمولاً جرأت ایمانی سے جواب دیا کہ میں حنفی المذہب ہوں میرے مذہب کی رُو سے آپ غیر مقلد ہیں۔ آپ کے امام کے پیچھے میری نماز نہیں ہوتی اس لئے علیحدہ پڑھتا ہوں۔ امیر نے طیش میں آ کر کہا آپ چاہیں تو نماز علیحدہ پڑھ لیں لیکن جماعت کیوں کراتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں کسی کو جماعت کی دعوت نہیں دیتا۔ میں جب نماز پڑھتا ہوں تو دوسرے میرے پیچھے خود بخود شریکِ نماز ہو جاتے ہیں۔ کیا میں اپنی نماز توڑ کر ان کو منع کروں کہ تم میرے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ اس خلافِ توقع جواب سے امیر حیران سا ہو گیا اور جھنجھلا کر کہا کہ ہم آپ کو قید میں ڈال دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ صاحب امر ہیں۔ آپ کی شریعت اور آپ کا انصاف ایسی راہ آپ کو بتائے تو آپ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کو اختیار ہے۔ یہ سُن کر امیر اُٹھ کر چلا گیا اور اس کے ماتحتوں نے آپ سے کہا کہ آپ جا نہیں سکتے جب تک امیر اجازت نہ دے۔ لہذا آپ تقریباً ایک گھنٹہ وہاں نظر بند رہے۔ اس واقعہ سے فائدہ اٹھا کر غیر مقلدین نے آپ کو پھانسنے کی ایک اور چال چلی اور چاہا کہ آپ کو سُلطان مکہ معظمہ کے دربار میں فریادی کی حیثیت سے پیش کر کے آپ کے خلاف طرح طرح کی افواہیں پھیلائیں۔ چنانچہ آپ مکہ معظمہ واپس ہوئے تو ایک دن نماز مغرب کے بعد سُلطان کے وظیفہ خوار و مقرب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی ایک وفد کے ساتھ آپ کی خدمت میں سُلطان حجاز کی دعوت کا پیغام لے کر حاضر ہوئے۔ اور اپنے ساتھ چلنے پر اصرار کیا اور کہا کہ آپ اس ملاقات میں امیر مدینہ کی شکایت بھی سلطان کے گوش گزار فرمائیں تاکہ امیر مذکور کی خبر لی جا سکے۔ سلطان کی خواہش ہے کہ اس موقع پر سوائے ہم چاروں کے (سلطان۔ امیر مدینہ۔ آپ اور میں) پانچواں شریک گفتگو نہ ہو۔ تاکہ آئندہ کے لئے شکایات کا انسداد کیا جائے۔ مولوی صاحب موصوف نے ہر چند اصرار کیا کہ آپ سُلطان کی دعوت قبول فرمائیں مگر آپ نے انکار فرما دیا۔ اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنے والے۔ امہات المومنین کے مزارات کو منہدم کر کے ان کی بے حرمتی کرنے والے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں مبارک نشانیاں مٹانے والے بادشاہ کی دعوت قبول کرنا سراسر طوق لعنت گلے میں ڈالنا ہے۔ دعوت دینے والے اور دعوت میں جانے والے پر لعنت۔ بھائی! میرے معاملات اللہ پاک اور جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں میں فریادی بن کر بادشاہ کے پاس نہیں جاؤں گا۔ حرم شریف میں نماز باجماعت اوّل کا فیصلہ بے شک ضروری ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مگر میں اس کے لئے بادشاہ کے پاس نہیں جاؤں گا۔میری تو فریاد اللہ پاک اور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ جب غزنوی صاحب نے دیکھا کہ آپ کسی صورت بادشاہ کے پاس نہیں جائیں گے تو دل کی بات ان کی زبان پر آگئی۔ وہ کہنے لگے کہ بادشاہ کی مرضی یہ ہے کہ پہلی نماز باجماعت شاہی امام پڑھائے گا اس کے بعد جماعت ثانیہ کوئی بھی کرائے حکومت مانع نہ ہوگی۔ اور اس فیصلے کا اعلان آئندہ جمعہ کر دیا جائے گا۔ آپ کے ہم سفر جناب مشتاق سنیاسی صاحب اور جناب ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب امرتسری نے جو اس گفتگو میں شریک تھے کہا کہ پھر تو ٹھیک ہے۔ غزنوی صاحب نے مزید کہا کہ حکومت سعودیہ کے آغاز میں حکومت نجد کے اکابر علما جمع ہوئے تھے اور یہ تجویز اس وقت زیر غور تھی کہ حرم پاک میں کس کس مشرب کے لوگ داخل ہوسکتے ہیں اور کن کو داخلے سے روکا جائے۔ وہ سب چند گروہوں اور خصوصاً جماعت احمدیہ کے داخلہ کے خلاف تھے۔ اس وقت میں نے اس تجویز کی تردید کی اور کہا کہ جو شخص خود کو مسلمان سمجھ کر خانہ کعبہ میں آئے اس کو روکا نہ جائے۔ چنانچہ یہ تجویز منظور کر لی گئی۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ یہاں سب عقیدے کے مسلمان، شیعہ، خارجی وغیرہ فرقوں کے لوگ آتے رہیں گے حکومت کو کسی کی مزاحمت نہ کرنی چاہیئے۔ اور فرمایا کہ بھائی اپنے سُلطان ابن سعود سے کہو کہ وہ مسجد نبوی سے باہر حکومت کرے۔ ساتھ ہی یہ مثال بیان فرمائی کہ عالمگیرؒ بادشاہ نے حضرت قطب الدین اشرفؒ کو حکم دیا کہ میری بادشاہت سے نکل جاؤ۔ حضرت صاحب موصوف اپنی قیام گاہ سے نکل کر مسجد میں چلے گئے۔ پھر بادشاہ کی طرف سے بازپرس ہوئی کہ کیوں بادشاہ کے حکم کی تعمیل نہیں ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ مسجد خدا کی ہے اور یہاں اسی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

رب العالمین کی حکومت چل سکتی ہے۔ لہٰذا خانہ کعبہ اور روضہ اطہر و مسجد نبوی تمہارے سلطان کی حکومت سے خارج ہیں۔ آپ کے مدلل جوابات سُن کر ارکان وفد مایوس ہو گئے۔ اگرچہ وہ سب غیر مقلد تھے مگر ان میں سے ایک شخص (غزنوی صاحب) نے جاتے ہوئے حضور کی دست بوسی کی جو اصول وہابیت کے خلاف ہے۔ جب یہ وفد سُلطان کے دربار میں ناکام پہنچا اور حضور کا جواب سُنایا تو سُلطان کو غصہ آ گیا۔ اسی اثناء میں ان میں سے ایک شخص نے اپنے ساتھی کی دست بوسی کا ذکر بھی سُلطان سے کیا۔ سلطان یہ سُن کر آگ بگولا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ خوف زدہ ہو گئے اور سلطان کے استفسار پر انکار کیا۔ مگر جب ساتھیوں نے حلفاً کہا تو انہوں نے بے باکی سے کہا کہ مَیں نے اس بزرگ کے ہاتھ کب چُومے ہیں مَیں نے تو ان کے قدم چُومے ہیں۔ مَیں اس لائق ہی کہاں تھا۔ سُلطان کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا۔ وہ اس کو سزا دینا اور حضور کو شہر بدر کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے سلطان سے کہا کہ اِس مردِ خدا کی مخالفت سے باز آئیں۔ اگر ان کے خلاف کسی بھی طرح کا اقدام کیا گیا تو ہندوستان کے مسلمانوں میں آگ سی لگ جائے گی اور ممکن ہے اس کا اثر آئندہ حج پر پڑے اور حکومت سعودیہ اقتصادی مشکلات میں پھنس جائے۔ اس کے بعد سلطان نے خاموشی اختیار کر لی اور اسے کسی طرح کے اقدام کی ہمت نہ ہوئی۔

اِس سفر کے بعد بھی کئی بار ۱۹۴۹ء/۱۳۶۹ھ تک حج و زیارت حرمین شریفین کے لئے حضور تشریف لے جاتے رہے لیکن کسی نے کچھ نہ کہا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مہاراجہ سرکشن پرشاد وزیر اعظم حیدر آباد کو برجستہ جواب

ایک دفعہ حضور قبلہ عالمؒ حیدر آباد دکن میں قیام فرماتے۔ سرکشن پرشاد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور باتوں باتوں میں اس نے اپنی نسبت کہا کہ میں ایک پکّا موحّد ہوں۔ حضور نے بے خوف وخطر برجستہ جواب دیا کہ ابلیس بھی پکّا موحّد ہے۔ اس نے خود کبھی خدائی کا دعوٰے نہیں کیا۔ نہ ایک سے زیادہ خداؤں کو مانا۔ اس کا قول قرآن شریف میں موجود ہے۔ "اِنِّیٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ" (سورہ حشر) موحّد بن جانے میں کوئی فضیلت نہیں۔ مومن بن جاؤ تو فضیلت ہے اور یہ شعر سنایا ؎

بجز حبّ محمدؐ کامل ایماں ہو نہیں سکتا
خدا کا ماننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مہاراجہ میسور کی دعوت سے انکار

۱۹۳۷ء میں حضور شہر میسور سے ہنگنڈا کے لئے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ آپ نے شہر بنگلور میں تین روز قیام فرمایا۔ اس وقت ریاست کے دیوان سر مرزا اسماعیل تھے۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مہاراجہ میسور ہز سری کرشنا راجندر کا پیغام ملاقات پیش کیا۔ آپ نے فرمایا مرزا صاحب وہ بادشاہ ہیں۔ مَیں فقیر ہوں۔ فقیروں کا بادشاہوں سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اگر خود تشریف لائیں تو فقیر بخوشی ملاقات کرے گا۔ لیکن مہاراجہ کے پاس جانے سے معذور ہے۔ اور یہ شعر پڑھا ؎

در پہ شاہوں کے نہیں جاتے فقیر اللہ کے
وہ جہاں رکھتے ہیں سر ہم واں قدم رکھتے ہیں

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

گورنرِ جدّہ کو نصیحت آموز سبق

ایک دفعہ حضور خلافت ترکیہ کی معزولی کے بعد شریف حسین والیٔ مکّہ معظّمہ کی حکومت کے زمانہ میں حج کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ جدّہ شریف پہنچے تو ہندوستانی قونصل مقیم جدّہ نے ایک ضیافت ترتیب دی۔ آپ تشریف لے گئے۔ وہاں شریف علی شہزادہ گورنر جدّہ اور فرانس، انگلینڈ، ہالینڈ، مصر، ایران وغیرہ ممالک کے سفرا و قونصل بھی مدعو تھے۔ میز پر طعام آراستہ کیا گیا۔ چھری کانٹے اور چمچے رکھے گئے۔ سب نے چھری کانٹوں سے کھانا شروع کیا۔ آپ اکیلے ہاتھ سے تناول فرمارہے تھے۔ اور تنہا مشرقی لباس میں ملبوس تھے۔ گورنر جدّہ نے یہ سمجھ کر کہ آپ عربی بول چال سے ناواقف ہیں ہندوستانی قونصل سے بزبان عربی پوچھا کہ "یہ بوڑھے مجنوں کون ہیں جو یوں ہاتھ سے کھارہے ہیں" قونصل کے جواب دینے سے پہلے حضور نے فصیح عربی میں فرمایا کہ "میں مجنوں نہیں ہوں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق ہاتھ سے کھارہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجنوں نہیں تھے" اس بے تکلفانہ حاضر جوابی سے گورنر جدّہ کے ہوش اڑ گئے وہ اور دیگر مسلمان اس قدر شرمندہ ہوئے کہ کسی نے کچھ نہ کہا مگر سب فوراً کانٹے اور چھری رکھ کر ہاتھ سے کھانے لگے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اسی طرح کا ایک واقعہ سفر کابل کے موقع پر بھی پیش آیا۔ ایک دن شاہی مجلس میں حضور، افغان امراء و وزراء کے ساتھ شریک طعام تھے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے اپنے ساتھی سے بزبان پشتو پوچھا کہ یہ کون ایسا دلیر شخص ہے جو شاہی مجلس میں سب سے الگ طرز پر کھا رہا ہے۔ جس سے شاہی مجلس کے آداب کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ شاہ صاحب علی پوری ہیں جو پنجاب سے تشریف لائے ہیں۔ چونکہ حضور کو سات زبانوں پر عبور تھا آپ ان کی باتیں خاموشی سے سماعت فرماتے رہے۔ اور پشتو میں فرمایا کہ مَیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہوں۔ آپ کی شرع اور حکم کے مطابق مسلمانوں کی طرح کھا رہا ہوں نہ کہ تمہاری طرح عیسائیوں کی طرز پر، تم عجب طرح کے مسلمان ہو۔ عیسائیوں کی پوری پوری تقلید کرتے ہو، تم کو خدا اور رسول سے ڈرنا اور ان کے احکام پر چلنا چاہیئے تھا۔ اس پر سب نے اپنا سر شرم سے جُھکا لیا اور کہا کہ حضور آپ کا فرمان حق و درست ہے۔ ہم آئندہ سے شرع نبوی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

شہریارِ دکن کو تنبیہ

ایک دفعہ حضور حیدرآباد دکن تشریف لے گئے۔ جلد ہی ماہ ربیع الاول شروع ہو گیا۔ شہر کے وسط میں ایک عمارت "نبی خانہ خیر المبین صاحب" کے نام سے معروف و موسوم ہے (یہ ایک وسیع اور کشادہ عمارت ہے۔ یہاں ماہ ربیع الاول کے ابتدائی بارہ دنوں میں مجلس میلاد مبارک منعقد ہوا کرتی تھی۔ غرہ ربیع الاول کو شہریار دکن حاضر مجلس ہوا کرتے تھے) یہاں حضور قبلہ عالم وعظ فرما رہے تھے۔ ہز ہائی نس شاہ دکن میر عثمان علی خاں عادت کے مطابق تشریف لائے اور ممبر کے قریب بیٹھ گئے۔ ان کے ساتھ ان کی نوجوان شاہزادیاں بھی مجلس میں آ گئیں۔ حضور کی جب نظر ان پر پڑی تو حضور نے اپنے موضوع کا رُخ نہایت دلکشی کے ساتھ "پردہ" کی طرف مبذول فرما دیا۔ قرآن حکیم و احادیث نبوی سے دلائل بیان کر کے پردہ کا مسئلہ اس وضاحت سے حل فرمایا کہ شہریار دکن یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ آپ نے جو مسائل بیان فرمائے ہیں میرے اُستاد محترم[1] نے بھی بیان نہیں کئے۔ آپ کے ارشاد کا حضور نظام پر اتنا اثر ہوا کہ جب تک وہ بقید حیات رہے اپنی بیٹیوں کو عام مجالس میں اپنے ہمراہ نہیں لے گئے۔

---

[1] علامہ نواب فضیلت جنگ و علامہ نواب ضیا یار جنگ مفتی اعظم حیدرآباد دکن۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

غازی امان اللہ خاں کو مدینہ منورّہ جانے کی ہدایت

۱۹۲۸ء کے انقلابِ افغانستان کے بعد غازی امان اللہ خاں ہندوستان آئے اور چند روز قیام کر کے بمبئی سے اٹلی کے لئے روانہ ہوگئے۔ ان دنوں حضور قبلہ عالمؒ بنگلور میں رونق افروز تھے۔ جب حضور کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو حضور نے ان کو تار کے ذریعہ ہدایت فرمائی کہ اٹلی کیوں جاتے ہو۔ مدینۂ منوّرہ جاؤ۔ اس کے بعد ایک تفصیلی خط بنگلور کے روزنامہ "الکلام" میں غازی امان اللہ خاں کے نام شائع کروایا۔ اس وقت تو وہ اپنی ملکہ کے ساتھ اٹلی چلے گئے لیکن تین سال بعد توفیقِ ایزدی سے حج کے لئے آئے۔ ان کا خیمہ منیٰ شریف میں حضور کے خیمہ کے بالکل قریب تھا۔ جب وزیر خارجہ افغانستان نے ان کو حضور کے متعلق اطلاع دی تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے غازی امان اللہ خاں سے استفسار فرمایا کہ جب تم اٹلی جارہے تھے تو مَیں نے تمہیں تار بھیجا تھا وہ ملا یا نہیں؟ غازی امان اللہ نے جواب دیا کہ ہاں پہنچا تھا مگر افسوس کہ اس وقت حکم کی تعمیل نہ کر سکا۔ مگر اب سردارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوگیا ہوں۔ حضور میرے لئے دُعا فرمائیں۔ حضور نے دُعا فرمائی اور تحائف[1] عنایت فرمائے

---

[1] مصلیٰ۔ تسبیح۔ کلاہ وعمامہ۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مدینہ فنڈ کا قیام

حضور کو عرب شریف کے مساکین سے ہمیشہ دلی ہمدردی رہی۔ آپ ان کی ہر طرح کی خدمت کرنے میں مسرت محسوس فرماتے تھے۔ چنانچہ حجاز ریلوے کی تعمیر سے لے کر تا دمِ وصال برابر یہی شغف رہا۔ عرب حضرات جب بھی آپ سے ملتے آپ ان کی ہر طرح خدمت فرماتے۔ نقد و جنس سے امداد فرماتے اور نہایت انکسار کے انداز میں فرماتے "انا من خدامک یا شیخ"۔ مگر جنگِ عظیم ۱۹۳۹ء سے جہاں ساری دُنیا متاثر ہوئی وہاں ریگزارِ عرب بھی اس سے بچ نہ سکا۔ اہلِ عرب سخت مشکلات اور پریشانیوں میں گھر گئے۔ جب یہ خبر حضور کو بھی پہنچی تو آپ کا دِل تڑپ اٹھا۔ آپ نے بذاتِ خود فوراً ہزاروں روپے حجاز مقدس روانہ فرمائے اور تمام مسلمانانِ ہند بالعموم اور آپ کے تمام وابستگان نے بالخصوص آپ کے اشارہ پر ہر ممکن ذریعہ سے بے دریغ مالی امداد روانہ فرمائی اور ۱۹۴۳ء میں منظم طور پر امداد کے لئے "مدینہ فنڈ" آپ کی سرپرستی میں قائم کیا گیا۔ آپ کی تقلید میں ملک کے دیگر علما و مشائخِ کرام نے پنجاب، ہندوستان اور حیدر آباد دکن وغیرہ میں مدینہ فنڈ قائم کیا۔ اور عرب حضرات کی سہولت کے لئے رقوم ارسال کیں۔ حضور نے اس فنڈ کے لئے مختلف طریقے اختیار فرمائے۔ جن سے فنڈ میں زیادہ سے زیادہ رقوم جمع کر کے ساکنان

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

خطۂ عرب مقدّس کے لئے روانہ کی جاتی تھیں صرف حضور نے اپنی جیب خاص سے جو رقوم روانہ فرمائی ہیں ان کی مجموعی تعداد ڈیڑھ لاکھ ہے۔ آپ کے علاوہ آپ کے تمام متوسلین نے حسب توفیق اس کارِ خیر میں حصّہ لیا۔ یہ تمام رقوم تقسیم کے لئے حضرت مولانا مولوی ضیاءالدین احمد صاحب مدظلہٗ مہاجر مدینہ کی خدمت میں روانہ کی جاتی تھیں۔ حضرت موصوف اپنے خرچ سے حساب کے لئے رجسٹر وغیرہ خرید کر تفصیلی حساب درج فرماتے تھے۔ تقسیم کا تناسب یہ تھا کہ مکّہ شریف کے مستحقین اور یتامیٰ و مساکین کے لئے کُل رقم کا ⅓ اور مدینہ منورہ کے مستحقین، یتامیٰ و مساکین کے لئے کُل رقم کا ⅔۔ جن جن کو اس فنڈ سے رقم دی جاتی تھی ان سے باقاعدہ رسید لی جاتی تھی۔

۱۹۴۶ء میں جب حضور کے نبیرۂ اکبر برادرم محترم الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے بھی مدینہ فنڈ کی جملہ رقوم حضرت مولوی صاحب قبلہ کے حوالے فرمادیں۔ حضرت مولوی صاحب قبلہ کے پاس مدینہ منورہ کے گھر گھر اور فرد فرد کا ریکارڈ موجود ہے۔ اور آپ ہر مستحق کو رقم تقسیم فرماتے تھے۔ آخری سفرِ حج ۱۹۴۹ء میں حضور نے مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مستحقین اور یتیم خانوں میں ہزاروں روپے تقسیم فرمائے۔ جب جدّہ شریف پہنچے تو میرے پاس اتفاق سے اپنے خرچ کے لئے صرف ڈھائی ریال بچے ہوئے تھے ایک شخص کے سوال کرنے پر حضور نے فرمایا کہ وہ بھی تقسیم کردو۔ چنانچہ اسی وقت اس شخص کو دے دیئے گئے۔ حیدرآباد دکن کے ایک نواب جناب غازی یار جنگ نے مدینہ فنڈ کے لئے نہایت خلوص اور اہلِ مدینہ کی محبت سے کام کیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور "گدائے مدینہ" لقب اختیار کرکے عامۃ المسلمین سے "مدینہ فنڈ" جمع کرنا شروع کیا تو حضور نے ان کو "تمغہ اعزاز" عطا فرما کر اظہار خوشنودی فرمایا۔

قائدِ اعظم کی مہمان نوازی اور معترضین کی زبان درازی

ماہ اپریل ۱۹۴۴ء میں حضور سری نگر (کشمیر) میں بمقام نشاط باغ قیام پذیر تھے۔ حضرت قائدِ اعظم حضور کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے تشریف لائے اور قیام پاکستان کے لئے دُعا کے طالب ہوئے۔ آپ نے دُعا فرمائی اور قائدِ اعظم کی مہمانی کے طور پر مکلّف ضیافت کا اہتمام فرمایا اور بوقتِ رخصت قائدِ اعظم کو عمدہ کشمیری شال اور کشمیر کے میوہ جات کا تحفہ عنایت فرمایا۔ قائد اعظم کی یہ عزّت افزائی مخالفین کو پسند نہ آئی۔ وہ قائدِ اعظم کو اثناء عشری، بے دین بلکہ کافر اور مسلم لیگ کو بے دینوں کی جماعت تک کہتے رہے ہے۔ لیکن آپ نے ان معترضین مخالفین کو جواب دیا "ہم نے قائدِ اعظم کو نہ مفتی بنایا نہ امام۔ نہ ہم ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں نہ دینی مسائل کا حل اور فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ وہ ہمارے سیاسی لیڈر اور پلیڈر ہیں۔ وہ ہماری قوم کی بہترین وکالت کر رہے ہیں۔ ان سے بہتر وکالت کرنے والا کوئی دوسرا میدان میں نظر نہیں آتا۔ انہوں نے مسلمانوں کی خدمت کا بیڑہ اٹھا کر اپنی لاکھوں روپے کی آمدنی کا ایثار کیا ہے۔ روزانہ ہزاروں روپے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کی بیرسٹری کرنے والا مفت ہیں قوم کی سیاسی لیڈری کر رہا ہے۔ اور فقیر جو امیرِ ملت کہلاتا ہے اس کا بوجھ سیاسی امور میں اس نے اپنے کندھوں پر لے لیا ہے۔ اس لئے وہ فقیر کی اور تمام حق پرست مسلمانوں کی تائید کا پورا مستحق ہے اور فقیر تا دمِ زیست انشاء اللہ تعالےٰ اس کے مقاصد میں پوری کامیابی کے لئے اس کی تائید کرتا رہے گا۔

دینی مدارس کی سرپرستی

حضور کو دینی تعلیم کی اشاعت و ترویج سے بڑی محبت تھی۔ اسی لئے علمائے دین کی خدمت اور دینی مدارس کی خواہ وہ کہیں ہوں بیش از بیش مالی امداد فرماتے تھے۔ چنانچہ سینکڑوں دینی مدارس آپ کی مالی امداد و اعانت سے استفادہ کرتے تھے اس علم و معارف پروری کی بناء پر حضرت مولانا شبلی نعمانی، حضرت مولانا عبدالحق مفسر تفسیر حقانی، حضرت مولانا عبداللہ ٹونکی (رحمہم اللہ عنہ) نے ندوۃ العلما لکھنؤ کے ایک جلسہ میں آپ کو ندوہ کا سرپرست منتخب فرمایا آپ قیام پاکستان تک ندوہ کے سرپرست رہے اسی طرح مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لئے آپ نے لاکھوں روپے کی امداد دی۔ اور یونیورسٹی کانووکیشن میں شریک ہوئے اور یونیورسٹی میں دینیات کی تعلیم اور نماز کی پابندی لازمی قرار دینے کی اراکین یونیورسٹی کو تاکید فرمائی۔ اس کے علاوہ انجمن حمایت الاسلام لاہور۔ مدرسہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نعمانیہ لاہور۔ مدرسہ حزب الاحناف لاہور۔ اسلامیہ سکول زیر انتظام انجمن اسلامیہ سیالکوٹ اور علی پور شریف کا مدرسہ نقشبندیہ جو خود آپ کا قائم کردہ ہے آپ کی فیاضانہ امداد سے مستفیض ہوتے رہے۔

ایک فتویٰ

ایک دفعہ قیام حیدر آباد دکن کے زمانے میں آپ کو معلوم ہوا کہ سرکشن پرشاد وزیر اعظم نے کسی نوعمر سیّد زادی کو جو ایک زنانہ ہائی سکول کی متعلمہ تھی اغوا کر کے نشانہ ہوس بنایا اور اس کو اپنی زوجیت میں لایا ہے۔ اس پر آپ نے روزانہ کی مجالس وعظ میں اُس کی خوب خبر لی اور سادات کی خاندانی عظمت اور نسبی شرافت کے متعلق وضاحت فرمائی اور احتراماً غیر سیّد سے سیّد زادی کے نکاح کو غیر صحیح قرار دیا۔ (اس مسئلہ پر دارالافتائے جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن کا فتویٰ شائع ہو چکا تھا) آپ نے جب یہ مسئلہ بیان فرمایا تو عام مسلمانوں میں اس وزیر کے خلاف جذبۂ نفرت پیدا ہو گیا۔ جس سے وہ گھبرا گیا۔ اور آپ کے خلاف ناجائز حربے استعمال کرنے لگا۔ پولیس والے آپ کے مواعظ نوٹ کرنے لگے اور وہ خود بعض علماء و مشائخین اور امرائے سلطنت کو اپنا ہمنوا بنا کر آپ کے خلاف شکایات حضور نظام کو پہنچانے لگا۔ جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

دوران وعظ اس کی ریشہ دوانیوں کا ذکر کر کے بلند حوصلگی سے فرمایا کہ معلوم ہوا ہے کہ فقیر کے خلاف حضور نظام کو رپورٹیں پہنچائی جا رہی ہیں۔ کان کھول کر سنو کہ فقیر جہاں وعظ سُنا رہا ہے اگر یہاں حضور نظام کی حکومت چل سکتی ہے تو فقیر اللہ کے گھر میں جا بیٹھے گا جہاں کسی کی حکومت نہ ہوگی۔ فقیر کو حق بات کہنے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ فقیر سیّد ہے اور سیّد کا کام ڈرنا نہیں ہے جو ڈرتا ہے وہ سیّد نہیں ہے۔ آپ کے اس جرأت مندانہ اعلان سے وزیر اور اس کے ہمنواؤں کے حوصلے پست ہو گئے اور آپ حسب معمول پند و موعظت، رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔

غرض کہ آپ نے ہر موقع پر اور زندگی کے تمام معمولات میں اطیعو اللہ و اطیعو الرسول پر عمل کر کے دُنیا کو دکھایا اور جرأت و حق پرستی کے ساتھ استقامت و ثابت قدمی کے ایسے گہرے نقوش صفحۂ ہستی پر ثبت فرمائے ہیں کہ رہتی دنیا تک تاباں و درخشاں رہیں گے۔ ان تمام خدمات جلیلہ کے علاوہ جو احیائے دین و تحفظِ ملّتِ اسلامیہ کے سلسلے میں آپ نے مجدّدانہ سرگرمی، انہماک و ثابت قدمی سے ہر طرح کی صعوبت برداشت کر کے سرانجام دیں ایک مہتم بالشان کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے بعد مخلوقِ خدا کی ہدایت اور اسلام کی خدمت کے لئے صالح اولاد چھوڑی ہے جو ایسی متشرع، متّقی، حاجی، حافظ اور عالمِ دین ہے کہ اس کی نظیر نہیں۔ نیز آپ کے درجنوں خلفاء اور لاکھوں متبع شریعت و فدائے سنّت، عاشقِ رسول ارادت کیش ہیں جو حُسنِ عمل میں ممتاز ہیں۔ اب مَیں اس گفتگو کو ایک شعر پر ختم کر کے حضور کی چند کرامات بیان کروں گا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کشف و کرامت

"اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل"

ترجمہ حدیث مقدسہ:- میری اُمت کے علمائے ربانی بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں۔

؎ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

مادہ پرستی اور مذہب سے گریز کے زمانے میں انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء اللہ کے کشف و کرامات کا ذکر کرنا گو عوام الناس کے لئے موجب دلچسپی نہ ہوگا۔ کیونکہ سائنس کی نظر فریبیوں اور عقائد کی بوقلمونیوں کی وجہ سے قلوب درست مذہبی معتقدات اور اکتساب فیوض رُوحانی کے ذوق سے عاری نظر آتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ ۔غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ کچھ لوگ سائنس کی کم واقفیت کی وجہ سے مذہب سے دُور اور کچھ سائنس کی زیادہ واقفیت کی وجہ سے مذہب سے بیگانہ ہوگئے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کہ کیا سائنس نے یہ خرابی پیدا کی ہے۔ مَیں کہوں گا کہ گو سرسری طور پر دیکھنے سے سائنس اور مذہب ایک دوسرے سے جُدا نظر آتے ہیں لیکن وسیع النظری سے کام لیا جائے تو ان میں کوئی تصادم معلوم نہ ہوگا۔ مَیں یہاں مختصر طور پر سمجھانا چاہتا ہوں کہ ہم سائنس کے ذریعہ مادی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اشیاء کے نام، اسرار اور استعمال کے طریقوں سے آشنا اور دنیا کی طبعی حالتوں سے واقف ہوتے ہیں لیکن اصول مذہب کی پابندی سے رُوحانی قوّت فروغ پاتی ہے اور مادہ رُوحانی قوّت کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

اب رہا عقائد کا معاملہ اس میں افراط وتفریط موجود ہے۔ ایک گروہ ہر کام کو مذہب کے معیار پر جانچنا چاہتا ہے یا سائنس کے نظریات اور تجربات کی مطابقت قرآن واحادیث سے کرنا چاہتا ہے۔ دوسرا گروہ مذہب اور اصولِ مذہب کو زمانہ موجودہ کے تقاضوں کے موافق نہیں سمجھتا۔ اسی افراط وتفریط کے سبب عوام اعتقاد اور یقین کی دولت سے محروم ہو گئے۔ مگر حقیقت قبول یا عدم قبول کے باوجود ہمیشہ جلوہ گر رہتی ہے اور کوئی بھی اس کو جھٹلا نہیں سکتا۔ جو لوگ معارفِ قرآن اور علوم دین سے آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ مومنین سابقین سے کرامات صادر ہونے کا ذکر قرآنِ حکیم میں مذکور ہے۔ مثلاً حضرت سلیمان علیہ السّلام کی خدمت میں تختِ بلقیس کا حاضر کرنا یا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی خدمت میں غیر موسمی پھلوں کا پایا جانا اور حضرت زکریا علیہ السّلام کے پوچھنے پر ان کا فرمانا کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ عظیم اور محیّر العقول کارنامے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور ان کے غلاموں سے صادر ہوتے رہے ہیں جن کا ذکر معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ میں یہاں صرف اپنے پیر و مُرشد، ہادی راہِ ہدایت، خضر جادہ طریقت حضور قبلہ عالم امیر ملّت رضی اللہ عنہ کے واقعات کرامت بیان کروں گا۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ حضورؒ کے دامنِ شفقت سے وابستگی رکھنے والوں کی تعداد کئی لاکھ ہے اور وہ اللہ کی وسیع و عریض زمین کے ہر جگہ پھیلے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کو حضورؒ کی کرامات کا علم ہے اور خود مجھے بے حساب کرامات یاد ہیں۔ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو کئی دفتر تیار ہو جائیں گے۔ اِس لئے چند واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔ ان میں سے کچھ وصال سے قبل کے ہیں اور کچھ وصال کے بعد کے۔

حضور قبلہ عالمؒ کو

بیرِ فاطمہ کا پانی زخموں پر لگانے کا حُکم

حضور قبلہ عالم روحی فداہٗ کو آنحضرت سیّدِ دوعالم، فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بے نظیر عشق صادق تھا اُس کے متعلق کیا اپنے کیا بیگانے سب ہی جانتے اور مانتے ہیں۔ لیکن بارگاہِ رسالت میں آپ کی رسائی و باریابی اور زیارت با سعادت کے شرف کے متعلق کم لوگوں کو معلوم ہے۔ یہ سعادت نہ صرف آپ کو حاصل تھی بلکہ آپ کے طفیل آپ کے حلقہ بگوشوں کو بھی یہ شرف نصیب ہوا۔ انہوں نے جمالِ مصطفوی اپنی جاگتی آنکھوں سے دیکھا۔ چنانچہ حضور قبلہ عالمؒ نے خود اپنا ایک واقعہ ان الفاظ میں بیان فرمایا[1] کہ ایک مرتبہ فقیر مصر کی راہ سے مدینہ منوّرہ میں حاضر ہوا۔ بمبئی سے لے کر مصر تک وضو اور استنجا کے لئے میٹھا پانی نہ ملا۔ سمندر کے کڑوے پانی سے وضو و استنجا کرتا رہا کڑوے

[1] ملفوظات امیر ملّت مطبوعہ حیدر آباد دکن ص۱۶

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

پانی کے لگنے سے چوتڑوں اور رانوں میں زخم ہو گئے اور اوپر کا باریک چمڑا اتر گیا اور اندر سے خون بہنا شروع ہو گیا اور خون لگ لگ کر کپڑا پلید رہتا تھا۔ مدینہ منورہ میں دربار اقدس میں حاضر ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد میں نے عرض کی کہ یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس دربار میں حاضری دینے کے قابل نہیں تھا یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ مجھ کو حاضری نصیب ہوئی مگر بے وضو میں یہاں حضوری میں ٹھہر نہیں سکتا یہ زخم ہر وقت جاری رہتا ہے۔ مجھے (حضور نے) فرمایا کہ اِن زخموں کو آبِ کوثر سے دھو ڈال (کوثر حرم شریف کے اندر ایک چھوٹا سا کنواں جو بیرِ فاطمہ کے نام سے موجود تھا) فقیر اُدھر گیا اور پانی پلانے والے سے ایک کوزہ لے لیا۔ پہلے تو یہ خیال آیا کہ یہ پانی متبرک ہے اور زخم غلیظ۔ پھر خیال آیا کہ یہ تو میں حکماً کر رہا ہوں۔ چنانچہ مَیں نے ذرا پرے ہٹ کر ایک ران پر ایک چُلّو دوسری ران پر ایک چُلّو لیپ کر دیا اور نماز عشاء کے بعد گھر جا کر لیٹ گیا۔ فجر کو اٹھا تو زخم کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ بدن آئینہ کی طرح چمک رہا تھا۔ اس وقت سے آج تک باسٹھ برس ہوئے کوئی پھوڑا یا پھنسی اعضا میں نہیں ہوئی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سرکار مدینہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے

حضور قبلہ عالم کے طفیل کھجوریں عطا فرمائیں

حضور قبلہ عالمؒ نے ایک اور واقعہ یوں بیان فرمایا کہ ؎ پچاس سال پہلے میرا ایک رفیق (باشندہ پنجاب) رات کو حرم شریف میں شب باش ہوا۔ اس طرح کہ ترکوں کے زمانے میں رات کو حرم شریف کے اندر رہنے کی کسی کو اجازت نہ تھی جب تک شیخ الحرم حکم نہ دیں۔ مجھے چار آدمی اپنے ساتھ رکھنے کی اجازت تھی۔ میرے ساتھ تین آدمی تو موجود تھے۔ مَیں نے اس سے کہا کہ چوتھا تُو رہ جا۔ اس دن وہ روزہ سے تھا۔ روزہ کھولنے کے بعد اس نے کھانا نہیں کھایا تھا اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد میرے ساتھ حرم شریف میں گیا۔ وہ اندر رات گزارنے کے بعد فجر کو میرے ڈیرے میں آ کر کہنے لگا کہ رات کو بڑا عجیب واقعہ ہوا کہ پچھلی رات کو مَیں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت بھوک سے بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ اتنے میں سفید لباس والے بزرگ تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ جھولی کر۔ مَیں نے جھولی کی تو انہوں نے میری جھولی میں کھجوریں جو سیر بھر ہوں گی ڈال دیں۔ کہنے لگا کہ مَیں نے پیٹ

؎ ملفوظات امیر ملت مطبوعہ حیدر آباد دکن ص۱۶

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بھر کر کھالیں۔ مَیں نے کہا کہ کہیں میرے لئے بھی دو چار کھجوریں رکھنا۔ کہنے لگا کہ کھا چکنے کے بعد یاد آیا۔ مَیں نے کہا کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چشم دید واقعہ کا انکار کفر ہے۔ دربار کی کھجوریں تجھ کو مبارک ہوں"۔

سرکارِ مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

حضورؒ کو اپنا قاصد بنایا

حضور قبلہ عالمؒ کے خادم حاجی عبداللہ صاحبؒ امرتسری نے بیان کیا کہ بیسویں صدی عیسوی کی دوسری دہائی تھی حضور حج کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ مَیں حضور کے ہمرکاب تھا۔ آپ بمبئی سے جدّہ شریف پہنچ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ ہمارا قیام مدینہ منورہ میں ایّامِ حج تک رہا۔ یہاں سے واپسی کے وقت حضور مواجہ شریف کے سامنے طلوعِ آفتاب کے بعد ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کر کے اجازت رخصت کی استدعا کر رہے تھے تو آپ کو عالمِ بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "مولوی خیر المبین صاحب کو حیدر آباد دکن میں ہمارا سلام پہنچا دو"۔ اِس حکم کی تعمیل میں حضور قبلہ عالم مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد فوراً پہلے جہاز سے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بمبئی تشریف لے گئے اور وہاں سے حیدر آباد دکن جانے والی پہلی گاڑی پر سوار ہو کر حیدر آباد دکن پہنچے اور اسٹیشن سے تانگہ کے ذریعے مولوی صاحب موصوف کے مکان پر تشریف لے گئے۔ آپ نے حضرت مولوی صاحب کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور آپ کا یہ سفر بھی پہلا تھا۔ جو حضور رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کی تعمیل میں کیا گیا تھا۔ آپ نے مولوی صاحب کے مکان پر دستک دی۔ ایک صاحب باہر آئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا مولوی صاحب گھر میں تشریف رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا "جی ہاں" پھر انہوں نے آپ کو مولوی صاحب کے پاس پہنچا دیا۔ آپ نے مولوی صاحب سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت ارشاد فرمایا کہ "مولوی خیر المبین صاحب کو حیدر آباد دکن میں ہمارا اسلام پہنچا دو" یہ سنتے ہی مولوی صاحب پر وجد طاری ہو گیا اور ماہئی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ جب بہت دیر کے بعد ہوش آیا تو اٹھ کر حضور قبلہ عالمؒ سے معانقہ کیا[1]۔

---

[1] یہ واقعہ اب بھی حیدر آباد دکن کے قدیم یارانِ طریقت کو یاد ہے۔ اور وہ جانتے ہیں کہ حضرت مولوی خیر المبین صاحبؒ شیخ الشیوخ قطب الاقطاب حضرت مولانا الحاج محمد نعیم صدیقی نقشبندی المعروف بہ مسکین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ثانی اور حضرت مولانا الحاج غلام محمد شاہ المتخلص بہ رکن خلیفہ اوّل کے پیر بھائی اور اپنے وقت کے قطب تھے۔ آپ نے وسط شہر میں مجالسِ وعظ و حلقہ ہائے ذکر منعقد کرنے کی غرض سے ایک وسیع و کشادہ مکان بنوایا تھا جو "نبی خانہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس مکان میں حضور قبلہ عالمؒ ۱۹۴۳ء سے پہلے کئی بار قیام فرماتے رہے ہیں۔ اس عمارت کے ساتھ والے مکان میں حضرت مولوی صاحبؒ قیام پذیر تھے۔ اب ان کے جانشین اسی مکان میں فروکش ہیں۔ اور حسبِ عادت قدیم سالانہ مجالسِ وعظ کا اہتمام کرتے ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں

حضور قبلہ عالمؒ

جناب حاجی عطاء محمد صاحب نقشبندی جماعتی ساکن رنگ پورہ سیالکوٹ نے بیان کیا کہ بیسویں صدی کی دوسری دہائی تھی۔ ایک رات مجھے خواب آیا کہ مَیں ایک سڑک پر چلا جا رہا ہوں۔ یکایک ایک جماعت میرے سامنے چند قدم کے فاصلے پر آ کر رُک گئی۔ اس جماعت میں تیرہ نفوس تھے۔ ان میں سے ایک نہایت باوقار شخصیت جو حُسن و جمال، صباحت و ملاحت میں لاجواب تھی میرے قریب آئی اور مخاطب ہوئی۔ کہ ''کیا تم مجھ کو جانتے ہو؟'' مَیں نے جواب دیا ''جی نہیں''۔ لیکن شاید علی پور شریف میں آپ کی زیارت ہوئی ہو۔ میرا جواب سن کر اس نورانی پیکر کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ جس سے ایسا معلوم ہوا جیسے بجلی سی کوند گئی۔ اور فرمایا کہ ''مَیں ہی محمد رسول اللہ ہوں''۔ تین دفعہ اس جملہ کی تکرار فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''ہم تیرہ آدمیوں کا آج شام کا کھانا تمہارے پاس ہوگا''۔ مَیں ابھی اس مبارک خواب میں محو تھا کہ میری رفیقہ حیات نے نماز تہجد کے لئے جگا دیا۔ نماز فجر کے بعد مَیں نے حکم کی تعمیل میں گھر والوں سے روٹی۔ پلاؤ اور کھیر تیار کرنے کے لئے کہا اور خود گوشت خریدنے کے لئے مارکیٹ میں چلا گیا۔ معاً خیال آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنبہ کا گوشت مرغوب ہے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

لہٰذا وہی خریدا جائے۔ مارکیٹ میں تلاش کرنے کے بعد دُنبہ کا گوشت نہ مل سکا مگر ایک قصاب نے بتایا کہ محلہ کے ایک قصاب نے دُنبہ ذبح کیا ہے۔ اس کے کہنے مَیں نے محلہ کے قصائی سے دُنبہ کا گوشت خریدا۔ گھر والوں نے میری ہدایت کے مطابق کھانا تیار کیا۔

مَیں نے عصر کی نماز دکان پر پڑھی اور مراقبہ کیا تو دل میں خیال آیا کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں کھانا تیار ہو چکا ہے اب مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ جونہی مَیں نے مراقبہ سے سر اٹھایا ایک مجذوب سائیں بوٹا (اس شخص سے مَیں واقف تھا۔ یہ مہینوں برسوں میں کبھی مجھ سے ملنے کے لئے آجایا کرتا تھا) دکان پر آیا اور کہنے لگا کہ سرکار نے تیرہ آدمیوں کا کھانا طلب فرمایا ہے۔ مَیں اس کے اس طرح آنے اور سوال کرنے پر حیران سا رہ گیا لیکن اس کے اشارہ پر کہ "سرکار نے طلب فرمایا ہے" مَیں فوراً گھر گیا اور اپنے نوکر کو کھانا دے کر سائیں بوٹا کے ہمراہ روانہ کیا اور اسے چلتے وقت تاکید کی کہ برتن واپس لے آئے۔ لیکن وہ رات کے دس بجے خالی ہاتھ واپس آیا اور بیان کیا کہ سائیں بوٹا مجھے پیر شعلہ شہیدؒ کے مقبرے واقع سیالکوٹ چھاؤنی لے گیا تھا وہاں سے مجھے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ برتن وہ خود لے آئے گا۔

دوسرے دن سائیں بوٹا میرے پاس برتن لے آیا اور کہا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ کھیر بہت پسند آئی۔ اس لئے اسی بھوری بھینس کے دودھ کی تیار کر کے بھیجو۔ میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی کہ سائیں بوٹا جس بھینس کی نشان دہی کر رہا ہے اس نے خود تو اسے کبھی نہیں دیکھی اور نہ ہی وہ کبھی میرے گھر آیا تھا۔ خیر یہ بھینس عادتاً صرف ایک وقت یعنی شام کو دودھ دیا کرتی تھی مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچنے پر مَیں نے بھینس کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر حضور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کا حکم ہے تو دودھ دے۔ چنانچہ اس نے اتنا ہی دودھ خلاف عادت دن کو دیا جتنا شام کو دیا کرتی تھی۔ اسی وقت اس دودھ کی کھیر تیار کرا کے سائیں بوٹا کے حوالے کی گئی اور وہ روانہ ہوگیا۔ اس نورانی جماعت میں ایک جانی پہچانی صورت حضور قبلہ عالم کی تھی چنانچہ جب میں نے علی پور شریف جا کر یہ خواب اور واقعات حضور قبلہ عالم کو سنائے تو آپ نے تصدیق فرمائی اور مبارک باد دی۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور قبلہ عالم کی بدولت زیارت کا شرف عطا فرمایا

جناب حاجی ذاکر علی صاحب صدیقی خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالمؒ نے بیان کیا کہ ہمارے ایک رشتہ دار شیخ رشید الدین صاحب روہتک کے محلہ قلعہ میں رہتے تھے اور محکمہ انہار میں ہیڈ منشی تھے۔ وہ پنشن لینے کے بعد حج کے لئے گئے۔ انہیں مدینہ منورہ میں حضور قبلہ عالمؒ سے شرف ملاقات و قدم بوسی حاصل ہوا۔ وہیں داخل سلسلہ ہوئے۔ ایک دن میں نے ان سے خواہش کی کہ آپ اپنے مُرید ہونے کا حال اور حرم شریف میں حضور قبلہ عالم کی کوئی کرامت جو دیکھی ہو بیان کریں۔ انہوں نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور آبدیدہ ہوگئے۔ اب میرا شوق اور بڑھ گیا اور اصرار بھی۔ انہوں نے کہا کہ وعدہ کرو کہ میری زندگی میں اس واقعہ کا

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کسی سے ذکر نہ کرو گے۔ مَیں نے وعدہ کیا تو شیخ صاحب نے کہا کہ یہ سعادت مجھے ۱۹۱۰ء میں نصیب ہوئی۔ اس مبارک سفر میں میری اہلیہ بھی ساتھ تھی۔ ہم مدینہ منوّرہ میں حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ ترکوں کا زمانہ تھا۔ حضور قبلہ عالم کو شیخ الحرم کی طرف سے چار یارانِ طریقت کے ساتھ حرم شریف میں رات بسر کرنے کی اجازت تھی۔ روزانہ چار آدمی حضور کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ ایک دن مَیں نے حضور کی خدمت میں اپنی تمنّا پیش کی حضور نے فرمایا کہ ایسی تیاری کرو کہ رات بھر وضو ساقط نہ ہو۔ اگلے دن میں نے روزہ رکھا اور رات کو حضور قبلہ عالم کے ساتھ حرم شریف میں داخل ہوا۔ حضور مواجہ شریف کے سامنے مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ مَیں بھی حضور کے پیچھے مراقب ہو گیا۔ جب تھک گیا تو نفل پڑھنے لگا۔ اس کے بعد تسبیح شروع کر دی۔ اس سے فارغ ہو کر قبلہ عالم کو دیکھا تو آپ بالکل ساکت نظر آئے۔ حتّٰی کہ تنفس کی آواز بھی سُنائی نہ دیتی تھی۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اگر آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک نصیب نہ ہو تو پھر کب ہوگی۔ اس خیال کے آتے ہی حضور قبلہ عالم کی پشت مبارک کی طرف آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے عمر بھر کے گناہوں پر نادم ہوا۔ مجھ پر گریہ وزاری، عجز وانکساری کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور حضور کی بارگاہ میں اپنے شیخ کے وسیلے سے زیارت کا شرف عطا کئے جانے کی التجا کرنے لگا۔ بیقراری بڑھتی چلی گئی۔ مَیں وہاں سے ہٹ کر باب مجیدی کی طرف کھڑا ہو گیا اور بعد الحاح وزاری عرضِ تمنّا کرنے لگا۔ پھر خیال آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو مواجہ شریف کے سامنے ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے پھر اپنے پیر و مُرشد کی پشت مبارک کی طرف آ کھڑا ہوا۔ اور گریہ وزاری میں مشغول ہوا۔ پھر

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اپنی مصیبتوں کا خیال کر کے باب مجیدی کے سامنے چلا گیا۔ یہ عمل بیقراری میں سات مرتبہ ہوا۔ ساتویں مرتبہ جب مَیں باب مجیدی کے سامنے کھڑا تھا تو اچانک حضور محبوب ربّ العالمین صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے اور بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین بھی آپ کی خدمتِ اقدس میں حلقہ بنائے گردن جھکائے دم بخود بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ رُوح پرور، جانفزا نظّارہ مَیں اپنی جاگتی آنکھوں سے ایک منٹ تک دیکھا گیا۔ اِس کے بعد یہ پُرکیف سماں آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اس وقت مجھے جو رُوحانی انبساط اور قلبی سرُور حاصل ہوا اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔

صبح ہوئی تو حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بوسی کی تو حضور نے خود ہی فرمایا کہ بھئی مبارک ہو۔ کسی سے ذکر نہ کرنا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت

واہ فیکٹری (پاکستان) کی مسجد میں

جناب محمد اقبال صاحب جماعتی نے روایت کی کہ

ایک رات مسجد میں نماز عشاء کے بعد حضور قبلہ عالمؒ کے تلقین کیئے ہوئے وظائف پڑھ رہا تھا کہ اسی حالت میں مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالمؒ کے ساتھ ایک نہایت ہی مقدس شکل وصورت بزرگ ہیں جو میرے قریب تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ اور حضور قبلہ عالمؒ ان کے پیچھے مؤدبانہ کھڑے ہوگئے۔ مَیں جلدی سے حضور قبلہ عالمؒ کی قدم بوسی کے لئے آگے بڑھا تو آپ نے فرمایا یہ حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں پہلے آپ کی قدم بوسی کرو۔ مَیں نے فوراً حضور انور واقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتے ہوئے عرض کیا "یا رسول اللہ السلام علیکم"۔ آپ نے تبسّم فرمایا اور کچھ فرمانے والے ہی تھے کہ میری آنکھ کھل گئی اس کے بعد مَیں ہر چند اٹھنا چاہا لیکن مجھ سے ہلا تک نہ گیا اور سخت سردی کے باوجود میرے سارے جسم سے پسینہ جاری تھا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مکاشفات

وساوسِ قلبی کا کشف

برادرم حضرت علامہ الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ حافظ غلام حسن سرگودھا کا رہنے والا تھا۔ علی پور شریف کے مدرسے میں پڑھتا تھا۔ ابتدا میں میرا ہم سبق تھا پھر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ سے بیعت کیا تھا اس لئے اکثر علی پور شریف حاضر ہوا کرتا تھا لیکن نماز روزے سے اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ شراب اور بھنگ پیتا تھا۔ جب علی پور شریف آتا تو چرس ساتھ لاتا اور راستہ میں کسی کھیت میں چھپا آتا تھا۔ ایک مرتبہ سید صاحب میرے پاس آیا اور کہا کہ ایک مسئلہ بتائیے۔ میری جو حالت اور کیفیت ہے آپ کو خوب معلوم ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کنوئیں کی طرف سے حضور قبلہ عالمؒ ایک بہت بڑے بزرگ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ جب میں حضور کے قریب ہو کر دست بوسی کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا ان کی دست بوسی کرو یہ حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے تعمیل حکم کی۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے سیدھا گھر سے چلا آ رہا ہوں کہ میں تو ایسا گنہگار رہوں پھر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے نصیب ہوئی۔ میں نے اسے جواب دیا کہ اس مسئلہ کی پچھلی بات تو میں بتاتا ہوں کہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہے درحقیقت وہ آپ ہی کی زیارت کرتا ہے۔ اس لئے کہ شیطان آپ کی شکل مبارک میں نہیں آ سکتا۔ رہی اس مسئلہ کی اگلی بات تو چلو حضور قبلہ عالمؒ سے چل کر پوچھیں۔ ہم دونوں حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ پہلے میں نے حضور کی دست بوسی کی۔ حضور نے مجھ سے پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے میں نے کہا غلام حسن۔ حضور نے فرمایا "بھئی غلام حسن تمہاری طرف بارش ہوئی ہے؟" غلام حسن نے عرض کیا "نہیں" حضور نے فرمایا لندن میں دن رات بارش ہوتی ہے اور مدینہ شریف میں ایک بوند نہیں پڑتی۔ یہ سن کر ہم دونوں خاموش رہے۔ مسئلہ حل ہو گیا۔ سمجھ میں آ گیا (یعنی مدینہ شریف جیسے مقدس مقام پر بارش کا نہ ہونا اور لندن جیسے بدکاری کے شہر میں دن رات بارش کا ہونا کرشمہ ہائے قدرت الٰہی ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ایک گناہگار کا مشرف ہونا باعثِ حیرت نہیں)۔ ایک دو دن کے بعد غلام حسن چلا گیا۔ پھر چند ماہ کے بعد آیا اور کہنے لگا کہ دو مہینے سے میرے دل میں یہ خیال آ رہا ہے کہ حضور اگر ولی ہوتے تو میری حالت درست فرما دیتے۔ اب یہ خیال جمتا جا رہا ہے۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ کہیں گمراہ نہ ہو جاؤں۔ لیکن حضور قبلہ عالمؒ سے یہ عرض کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں۔ میں نے کہا کہ چلو میں چل کر عرض کئے دیتا ہوں۔ جب حضور کی خدمت میں پہنچ کر غلام حسن نے دست بوسی کی تو آپ نے فرمایا (پنجابی میں) "غلام حسن مسجد سے صلح ہو گئی؟" غلام حسن نے عرض کیا۔ حضرت آپ کرا دیں گے تو ہو جائے گی۔ غلام حسن کے ساتھ اس کا ایک دوست بھی تھا۔ حضور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نے اپنے خادم حاجی عبدالعزیز سے فرمایا "ان کو چار آنے دے دو"۔ پھر غلام حسن سے فرمایا "تم دونوں صابن خرید کر اپنے کپڑے پاک کر لو اور نہا لو۔ غلام حسن نے بتایا کہ ہم دونوں نئے کپڑے پہن کر آئے تھے لیکن حضور کے فرمانے سے ہم نے اپنے کپڑے دھوئے اور نہائے اور تہجد کے وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے پوچھا "غلام حسن تم نے کپڑے پاک کر لئے؟" عرض کیا "جی حضور پاک کر لئے"۔ اس پر حضور نے فرمایا "تم نے کپڑے پاک کر لئے رب نے تمہیں پاک کر دیا"۔

حضور کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ گولہ سا بن کر دل پر لگے۔ ان کی حالت یکسر بدل گئی ہے۔ اب یہ دونوں پرہیز گار اور عبادت گزار ہو گئے ہیں اور ہر رات دو بجے کے بعد نماز تہجد کے لئے مسجد میں چلے جاتے ہیں۔ فاللہ الحمد۔

دوست کی حالتِ نزع کا کشف

حاجی عبداللہ صاحب امرتسری خادمِ خاص حضور قبلہ عالمؒ نے روایت کی کہ جب حضرت مولوی خیر المبین صاحبؒ قطب حیدر آباد دکن کے وصال کا وقت قریب آیا اور آپ حالتِ نزع میں تھے تو اس وقت حضور قبلہ عالمؒ بمبئی میں تشریف فرما تھے روزانہ مجالس وعظ منعقد ہوا کرتی تھیں اور حضور معمول کے مطابق رات گئے تک وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک رات حضور نے خلاف معمول وعظ جلد ختم فرمایا۔ اور دُعا مانگ کر فوراً مسجد کے دروازے کی طرف روانہ ہوئے۔ حاضرین دست بوسی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کے لئے بڑھے مگر حضور سب کو ہٹاتے ہوئے مسجد سے باہر نکل آئے اور ایک ارادت مند سیٹھ صاحب کی موٹر کار میں سوار ہوگئے جو سب سے آگے کھڑی تھی۔ اور کار کے مالک سے فرمایا کہ گاڑی حیدرآباد دکن جانے والی ہے اسٹیشن پر لے چلو۔ اور مجھ سے فرمایا کہ کل سامان لے کر حیدرآباد آجاؤ۔ اسٹیشن پر گاڑی تیار تھی حضور سیکنڈ کلاس میں بیٹھ گئے۔ کار کے مالک سیٹھ صاحب نے ٹکٹ لاکر دیا۔ گاڑی روانہ ہوگئی۔ حیدرآباد پہنچ کر حضور قبلہ عالمؒ مولوی صاحب موصوف کے مکان پر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ مولوی صاحب کی آنکھیں بند ہیں اور حالت نازک ہے۔ حضور نے سلام کیا تو مولوی صاحب نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ آپ تشریف لے آئے ہمارا آخری وقت ہے میں نے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی تھی کہ آپ کو میرے پاس بھیج دے۔ میری دعا قبول ہوگئی۔ اب آپ میری وصیتیں سُن لیجیے۔ مولوی صاحب نے جو وصیتیں کیں آپ نے منظور فرمائیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے آنکھیں بند کرلیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد آپ کا وصال ہوگیا۔

حضور نے حسب وصیّت تجہیز و تکفین کی اور نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد جنازہ قبرستان لے کر چلے تو حضور نے جنازہ اپنے جس کندھے پر اٹھایا تھا قبرستان پہنچنے تک تبدیل نہ فرمایا۔ اس وقت حضور کی عمر شریف تقریباً اسّی سال تھی۔ حضور نے خود میّت کو لحد میں اتارا اور سب کو زیارت کرانے کے بعد تدفین فرمائی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بدعقیدہ شخص کی شرارت کا کشف

جناب ممتاز علی خاں صاحب روہتکی جماعتی ممتاز حوالدار کلرک بلوچ رجمنٹ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ روہتک تشریف لائے ہوئے تھے۔ پندرہ سولہ آدمی بیعت کے لئے آئے۔ ان میں ایک بدعقیدہ شخص بھی تھا جو صرف یہ دیکھنے کے لئے آیا تھا کہ بیعت کیسے ہوتی ہے۔ حضور نے دستور کے مطابق سب کو حلقہ کی صورت میں بٹھا کر اپنی دستار مبارک سب کے ہاتھوں میں تھما دی اور فرمایا کہ تم میں ایک شخص ہے جو بیعت کرنا نہیں چاہتا وہ خود اُٹھ کر چلا جائے ورنہ فقیر اس کا کان پکڑ کر باہر نکال دے گا۔ یہ سُنتے ہی وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر حضور کے قدموں پر گر گیا اور اقرار کیا کہ وہ اب تک بدعقیدہ تھا۔ مگر اب اپنے عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ وہیں توبہ کر کے داخل سلسلہ ہوا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مُنکرِ ولایت کے قلب کا کشف

سیّد جماعت علی شاہ جالندھری نے بیان کیا کہ مَیں حضور کے ارادت مندوں میں شامل ہونے سے قبل وہابیوں کی طرح حضور کی ولایت کا مُنکر تھا۔ ایک دفعہ مَیں امرتسر گیا اور وہاں سے واپس جالندھر آنے کے لئے اسٹیشن پر پہنچا تو وہاں بے پناہ ہجوم دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضور حیدر آباد دکن تشریف لے جا رہے ہیں اور یہ لوگ آپ کو خدا حافظ کہنے کے لئے آئے ہیں۔ مَیں اس گاڑی میں سوار ہو کر حضور ہی کے ڈبے میں چلا گیا اور دل میں خیال کیا کہ اگر آپ واقعی ولی اللہ ہوں تو مجھے میرے حسب و نسب سے پہچانیں گے۔ اور دوسروں سے زیادہ مجھ پر شفقت فرمائیں گے اور کوئی کرامت بھی دکھائیں گے۔ اگرچہ اس سے پہلے کبھی مجھے آپ کی ملاقات کا شرف نصیب نہیں ہوا تھا۔ جوں ہی مَیں حضور کے سامنے ہوا حضور نے نہایت شفقت سے شاہ صاحب کہہ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور ساتھ ہی اپنے خادم سے میری خاطر تواضع کرائی اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ آپ کو میرا سیّد ہونا کیسے معلوم ہو گیا اور آپ کے الطافِ کریمانہ دیکھ کر استعجاب اور بڑھ گیا جو تکلف طبیعت میں تھا وہ کچھ کم ہوا۔ گو آپ کا مجھے پہچان لینا اور مجھ پر شفقت فرمانا ہی کرامت تھا مگر آپ کی ولایت اور کشف کا دل میں انکار ہی رہا۔ گاڑی دریائے بیاس کے پُل پر پہنچی تو آپ نے فرمایا شاہ صاحب لوٹا لو اور دریا سے پانی بھر لاؤ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مَیں ابھی تذبذب میں تھا کہ آپ نے اصرار فرمایا۔ مَیں نے لوٹا لیا تو ایسا معلوم ہوا کہ گاڑی رُک گئی ہے۔ مَیں نے دریا سے پانی لیا اور آپ کی خدمت میں بھرا لوٹا پیش کیا۔ گاڑی تیزی سے روانہ ہوگئی۔ مَیں حیرت میں ڈوب گیا کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ پھر مَیں اپنے ڈبے میں واپس چلا گیا۔ اور وہاں مسافروں سے بیاس کے پُل پر گاڑی ٹھہرنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے واقعہ کی صحت سے اِنکار کیا کیونکہ یہ ڈاک گاڑی تھی جو چھوٹے اسٹیشنوں پر نہیں ٹھہرتی تو کُجا بیاس کا پُل جہاں اسٹیشن ہی نہ تھا۔ اس لئے وہ میرا مذاق اڑانے لگے۔ میری گفتگو سُن کر ایک بزرگ صورت مسافر نے کہا یہ ایک راز ہے آپ اسی بزرگ سے پوچھیں۔ چنانچہ مَیں اپنا تردد رفع کرنے کے لئے پھر حضور کے پاس گیا اور پوچھا تو آپ نے فرمایا شاہ صاحب اور کرامت کسے کہتے ہیں ؟ یہ سُنتے ہی مَیں حضور کی ولایت وکرامت کا معترف وقائل ہوگیا اور آپ کی غلامی میں داخل ہونے کا شرف بھی حاصل کیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ایک فنافی الرسول کے دِلی خیالات کا کشف

حضرت حافظ خلیل الرحمٰن صاحب پیلی بھیت کے رئیس اعظم اور آنریری مجسٹریٹ تھے عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فنافی الرسول کے مرتبہ تک پہنچا دیا تھا کیفیت عشق صادق موثر انداز میں نظم فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت امیر ملّت قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت مولوی غلام احمد صاحب اخگر امرتسری سے ان کی ملاقات دیرینہ تھی کیونکہ مولوی صاحب موصوف بسلسلہ تبلیغ صوبہ یو۔ پی میں اکثر جایا کرتے تھے۔ وہاں ان کے بیعت گرفتہ لوگ بھی کافی تھے۔ ایک دن حافظ صاحب نے ان سے فرمایا کہ آپ سے مل کر آپ کے حضرت صاحب کی زیارت کی تمنّا پیدا ہو گئی ہے۔ جب انہوں نے آپ کی ایسی تربیت فرمائی ہے تو نہ جانے ان کی ہستی کتنی عظیم ہو گی۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ آپ جب بھی پنجاب تشریف لائیں تو مجھے شرف ملاقات بخشیں پھر میں آپ کو حضور کی خدمت میں لے چلوں گا۔ اس ملاقات کے تھوڑے دن بعد حضرت حافظ صاحب کو لاہور آنے کا اتفاق ہوا اور وہ وہاں سے فارغ ہو کر امرتسر گئے اور مولوی صاحب کے مکان پر پہنچے۔ مولوی صاحب نے ان کی حسب استطاعت خاطر داری کی اور کہا کہ حضور آج کل لاہور میں تشریف رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں لاہور آئے اور بمقام مسجد پٹولیاں واقع لوہاری دروازہ حضور کی خدمت میں پہنچ کر مشرفِ زیارت ہوئے۔ اس ملاقات کا حال مولوی غلام احمد صاحب اخگر

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

امرتسری نے یوں بیان کیا کہ جب ہم دونوں حاضر خدمت ہوئے تو حضور کے پاس کشمیری سیبوں کا ایک ٹوکرا رکھا ہوا تھا۔ حضور نے بطورِ خاص حافظ صاحب کو مخاطب فرماتے ہوئے یہ مصرع پڑھا۔

برگ سبز است تحفۂ درویش

اور ایک سیب اپنے دستِ مبارک سے عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "حافظ صاحب کھائیے"۔ حافظ صاحب نے وہ سیب کھا لیا تو حضور نے سیبوں کا ٹوکرا ہی حافظ صاحب کی طرف بڑھا دیا او ر فرمایا "اور کھائیے خوب کھائیے" حافظ صاحب نے مزید شوق فرمایا۔ جب حافظ صاحب اور میں حضور سے اجازت لے کر باہر نکلے تو حافظ صاحب نے مجھ سے کہا کہ جب میں امرتسر سے آپ کے ساتھ روانہ ہوا تو اس وقت میں نے یہ خیال کیا تھا کہ اگر حضور نے مجھے سیب عطا فرمایا تو میں سمجھوں گا کہ آپ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ ہیں لیکن حضور نے ایک سیب کی بجائے ٹوکرا ہی عنایت فرما دیا اور وہ بھی کشمیری سیبوں کا۔

اِس واقعہ کے بعد حضرت حافظ صاحب کو حضور سے اس قدر عقیدت ہو گئی تھی کہ ہر سال انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ میں تشریف لاتے اور جلسہ میں ترنم سے نعت شریف سُناتے۔ ایک دفعہ حضرت حافظ صاحب جلسے میں نعت شریف سُنا کر بیٹھے ہی تھے کہ حضور نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ سب لوگ حافظ صاحب کی زیارت کریں یہ فنا فی الرسول ہیں اور حافظ صاحب سے فرمایا کہ "آپ کھڑے ہو جائیے"۔ حافظ صاحب کھڑے ہو گئے اور زار و قطار رونے لگے۔ اس کے بعد حافظ صاحب سالانہ جلسہ میں تشریف لاتے رہے اور جب نعت شریف سُناتے تو حضور فرماتے کہ بھئی سب حافظ صاحب کی زیارت کریں یہ فنا فی الرسول ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ایک نامور ادیب وشاعر کے

قلب کا کشف

جناب منظور حسن صاحب ناتمی۔ ایم۔ اے (علیگ) ہندوستان کے ایک نامور ادیب وشاعر ہیں۔ ان کا ایک مضمون حضور قبلہ عالمؒ کی کرامت کے متعلق دہلی کے مشہور ماہنامہ "آستانہ" بابت ماہ مارچ ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا جو بجنسہٖ درج ذیل ہے

وہ رقمطراز ہیں کہ ہندوستان کے وسیع النظر اور انصاف پسند مسلمان جانتے ہیں کہ ہمارا ملک اولیاء اللہ کے وجود سے خالی نہیں ہوا۔ راقم الحروف نے اپنی شادی سے پہلے کبھی حضرت الحاج حافظ امیر ملّت سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کی زیارت نہیں کی تھی۔ اہلیہ لڑکپن سے مُرید ہیں۔ ایک مرتبہ کسی موقع پر اہلیہ کے وطن جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں ایک بہت بڑے جنکشن پر گاڑی تبدیل کرنی پڑتی تھی اور اس جنکشن پر مختلف سمت سے ریل گاڑیاں آتی تھیں۔ گاڑی سے اُترا تو اسٹیشن پر ایک مقام پر اجتماع نظر آیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضرت شاہ صاحب موصوف کے عقیدت مند ہیں۔ حضرت قبلہ عالم ایک سمت سے تشریف لانے والے ہیں اور یہ ارادت مند مختلف مقامات سے پیشوائی کے لئے آئے ہیں۔ راقم الحروف کو نہ کوئی جانتا تھا کسی سے قرابت تھی جس گاڑی سے حضرت

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

شاہ صاحب قبلہ تشریف لانے والے تھے۔ اس کے آنے میں آدھے گھنٹے کی دیر تھی — راقم الحروف نے ہوٹل میں چائے پی اور ٹہلتا ہوا اس پلیٹ فارم پر گیا جس پر وہ گاڑی آنے والی تھی اور پلیٹ فارم کے ایک آہنی کھمبے سے کمر لگا کر کھڑا ہو گیا اور دل میں کہا اگر شاہ صاحب قبلہ موجودہ زمانے کے ولی اور قطب ہیں تو

(۱) میں نے چونکہ نیاز کبھی حاصل نہیں کیا اور حضرت کو مسافروں میں سے نہیں پہچان سکتا اس لئے وہ اپنی شناخت کا خود اہتمام کریں۔

(۲) جس ڈبے میں حضرت سوار ہوں گے وہ ڈبہ عین میرے سامنے آ کر رُکے۔

(۳) حضرت قبلہ مجھے خود میری اہلیہ کے تعلق سے بُلائیں۔

(۴) حضرت قبلہ مجھ پر دوسروں سے زیادہ توجہ فرمائیں۔

گاڑی کے آنے کا وقت ہو گیا۔ حضرت قبلہ عالم کے مُریدین، مخلصین اس پلیٹ فارم پر آ کر اس طرح پھیل گئے کہ راقم الحروف اس سیلاب میں ایک قطرے کی طرح فنا ہو گیا۔ یکایک شور ہوا "گاڑی آ گئی"۔ راقم الحروف وہیں کھڑا رہا۔ گاڑی کی رفتار بہت دھیمی ہوئی اور ایک ڈبہ عین اسی مقام پر رُکا۔ اس میں ایک بزرگ جن کے چہرے سے نورانی کرنیں نکلتی ہوئی نظر آئیں تشریف فرما تھے۔ شائقین کے بڑھتے ہوئے ہجوم نے ظاہر کر دیا کہ آپ ہی حضرت ممدوح ہیں۔ حضرت گاڑی سے اترے راقم الحروف پر ایک نگاہ ڈالی جو رُوح کی گہرائیوں میں اترتی چلی گئی۔ اشارے سے راقم الحروف کو قریب بُلایا اور ایک نورانی تبسم کے ساتھ فرمایا "کیا تم ہی لیلیٰ حسین پوری کے شوہر ہو؟"

(نظامی صاحب کے اس مضمون سے کشف القلوب اور ریل گاڑیوں پر حضور کا تصرف ظاہر ہوتا ہے)

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سخت سردی میں

آنے والے یاروں کی خبر اور امداد

جناب حافظ محمد رمضان صاحب صدر مدرس شعبہ حفظ قرآن مجید مدرسہ عالیہ نقشبندیہ علی پور شریف راوی ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور حاجی اللہ دتہ صاحب گجراتی جو حضور کی خدمت میں چند سال رہ چکے ہیں سخت سردی کے دنوں میں علی پور شریف آرہے تھے۔ وزیر آباد جنکشن پر گاڑی میں اس قدر ہجوم تھا کہ کسی ڈبے میں داخل ہونا ممکن نہ تھا میں نے یہ سوچ کر کہ اللہ دتہ صاحب بوڑھے ہیں کسی نہ کسی صورت میں انہیں ڈبے میں داخل کر دیا اور اپنی کمر سے چادر لپیٹ کر اسے گاڑی کے ڈنڈے سے باندھ دیا اور وزیر آباد سے علی پور شریف تک باہر پائیدان پر کھڑا آیا۔ تیز سرد ہوا چل رہی تھی جس سے میرے ہاتھ پاؤں بالکل سُن ہو گئے تھے۔ ان میں گرمی اور قوت بالکل باقی نہ رہی۔ جب علی پور شریف کے اسٹیشن پر اترا تو زمین پر کھڑا نہ ہو سکا پلیٹ فارم پر گر گیا۔ ہاتھ پاؤں بالکل بے جان معلوم ہوتے تھے۔ اتنے میں ایک درویش دو کمبل لے کر آیا اور ہم دونوں کو ایک ایک دے کر کہا کہ حضور قبلہ عالم نے مجھ سے فرمایا کہ یہ دو کمبل لے کر اسٹیشن پر جاؤ۔ دو آدمی آرہے ہیں جن کو سردی نے بالکل مُردہ کر دیا ہے۔ یہ کمبل انہیں گاڑی سے اترتے ہی اوڑھا دو۔ کمبل اوڑھنے سے ہوش و حواس درست ہوئے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اور ہم کمبل لپیٹے ہوئے دربار شریف پہنچے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی سے مشرف ہوئے۔ اور کمبل اتار کر میں نے حضور کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا اب یہ کمبل تمہارا ہے۔ میں نے یہ کمبل احتیاط سے رکھا ہوا ہے۔

صحرائے عرب میں

خلیفہ مجاز کی پریشانی کی خبر اور امداد

حضور قبلہ عالمؒ کی صدارت میں علی پور شریف میں انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ جلسہ تھا حضرت مولانا مولوی حاجی امام الدین صاحب خلیفہ مجاز و اڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ بعنوان "ضرورت شیخ" تقریر فرما رہے تھے۔ تقریر کے دوران انہوں نے اپنی حسب ذیل آپ بیتی سنائی۔

جب میں اور میرا ایک ساتھی حج و زیارت سے فارغ ہوئے تو ہم نے بیت المقدس کی زیارت کا ارادہ کیا اور ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ وہ موٹروں کا زمانہ نہ تھا۔ منزل بہ منزل چلتے رہے۔ ایک دن سفر میں نماز عصر کا وقت ہو گیا اور منزل دُور تھی۔ جب عصر کا وقت تنگ ہونے لگا تو ہم نے اونٹ والے سے کہا ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ ہم نماز عصر پڑھ لیں شتربان نے جواب دیا منزل بہت دُور ہے۔ اس راستہ میں لوٹ مار کا خطرہ ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

منزل پر جاکر عصر مغرب دونوں نمازیں ملاکر پڑھ لینا۔ اب اگر کوئی بدو آگیا تو تمہارا مال اور میرا اونٹ چھین لے گا۔ ہم نے اصرار کیا کہ عصر کی نماز ضرور پڑھیں گے جو ہو سو ہو۔ اس نے مجبوراً اونٹ کو بٹھا لیا۔ ہم نے عصر کی نماز پڑھی ابھی سلام پھیرا ہی تھا کہ اونٹ والے نے روتے ہوئے کہا دیکھیئے "وہ" ہماری طرف آرہا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک نوجوان عرب بندوق لئے ہماری طرف آرہا ہے۔ مَیں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم تو بیچے ہوئے آئے ہیں ہمارا محافظ موجود ہے ہمیں کیا خطرہ یہ بات کر کے ہم نے آنکھیں بند کرلیں اور ہم دونوں نے اپنے پیرومُرشد حضرت قبلہ عالمؒ کی طرف توجہ کی۔ اتنے میں وہ نوجوان ہمارے پاس آگیا۔ اس نے کہا شاید تم راستہ بھول گئے ہو چلو مَیں تمہیں بحفاظت منزل تک پہنچا دوں۔ ہم نے پوچھا تم کو ہم سے کیا تعلق اور کیوں ہم سے ہمدردی پیدا ہوئی۔ اس نے جواب دیا مَیں اس علاقہ کے شیخ کا لڑکا ہوں۔ شکار کیلئے نکلا تھا۔ جب مَیں سامنے کی پہاڑی پر تھا تو ایک شیخ میرے پاس آئے جن کی سُرخ داڑھی، سفید لمبا کرتا، سفید عمامہ تھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا ہمارے دو رفیق راستہ بھول گئے ہیں اور وہ دیکھو سامنے موجود ہیں تم ان کو منزل تک پہنچا دو۔ چنانچہ مَیں حکماً آیا ہوں۔ ہم اس کے ساتھ منزل تک اطمینان سے پہنچ گئے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بلائے ناگہانی کی خبر اور امداد

حضرت الحاج خان بہادر بخشی مصطفٰے علی خان صاحب مہاجر مدینہ منورہ خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی ایک سرگزشت اس طرح بیان کی کہ ۱۹۳۵ء میں نیاز مند کی ملازمت[1] کا مستقر صوبہ آندھرا (صوبہ مدراس) کا شہر کوکناڈا تھا۔ اس سال ۲۷ر دسمبر کو شہر کے تھانے کا معائنہ صبح سات بجے کرنے کا پروگرام تھا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر کار میں بیٹھنے والا ہی تھا کہ عین اسی وقت حافظ عبید اللہ صاحب بہاری تشریف لے آئے اور سلام و مصافحہ کے بعد فرمایا کہ آج سحری کے وقت خواب میں آپ کے پیر و مرشد نے مجھ سے فرمایا کہ "آج سے وطن واپس جانے تک بخشی صاحب کے گھر ناشتہ کیا کرو (یہ سُن کر میرے دل میں یہ فاسد خیال آیا کہ حافظ صاحب اگر حضور کے فرمان کا حوالہ نہ بھی دیتے تو ضرور ناشتہ کراتا۔ کیونکہ گزشتہ ماہ رمضان المبارک میں انہوں نے شہر کی جامع مسجد میں قرآن شریف سُنایا تھا اور تمام ماہ رمضان میرے ساتھ افطار کرتے رہے تھے) چونکہ حافظ صاحب نے حضور کا اسمِ گرامی لیا تھا نیاز مند نے اندرون خانہ حافظ صاحب کے لئے خاص تکلّف سے ناشتہ تیار کروایا اور ان کی خاطر تواضع

---

[1] حضرت موصوف محکمہ پولیس میں ایس۔پی کے عہدہ پر فائز تھے اور پنشن لے کر علیحدہ ہوئے۔ اب مدینہ منورہ میں زیر سایہ حضور رحمت اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم اقامت گزیں ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کے پیشِ نظر تھانے کو ٹیلیفون کر کے اطلاع دی کہ مُعائنہ بجائے سات کے آٹھ بجے شروع ہو گا۔ حافظ صاحب ناشتے سے فارغ ہو کر رخصت ہوئے اور نیاز مند کار میں سوار ہونے والا ہی تھا کہ مکان کے قریب باہر کی طرف بڑے زور کے دھماکے کی آواز آئی اور کوے جمع ہو کر فضا میں اُڑنے لگے۔ لوگوں کو سڑک پر آواز کی طرف دوڑتے دیکھا تو خود بھی صحن سے باہر نکلا کہ حقیقتِ حال معلوم کی جائے۔ صحن کے باہر بڑی سڑک ہے جس کے ساتھ ساتھ سمندر کے تلخ پانی کی ایک نہر بہتی ہے۔ اس نہر میں دو میل کے فاصلے پر سمندر میں لنگر انداز ہونے والے جہازوں تک سامان لے جانے والوں اور مچھلی کا شکار کرنے والوں کی بادبان والی کشتیاں ٹھہرتی ہیں۔ ان میں سے ایک کشتی میں جو مکان سے صرف تیس گز کے فاصلہ پر تھی سات آدمی زخمی ہو گئے اور کشتی خون سے بھری ہوئی ہے۔ کچھ ہمدرد لوگ ان کو ہسپتال لے جانے کی فکر میں ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کشتی میں سات عدد وزنی گولے ٹینس کے گیند کے برابر رکھے تھے۔ کشتی ران ان میں سے ایک گولہ اُٹھا کر دیکھ رہا تھا وہ اچانک دھماکے سے پھٹ گیا۔ وہ بم تھا۔ لوگوں نے باقی چھ گولے نہر میں پھینک دیئے۔ اس دن تھانے کا معائنہ ملتوی کر دیا اور انسپکٹر ڈسب انسپکٹر کو ٹیلیفون کر کے موقع واردات پر بُلا لیا اور تفتیش شروع کر دی کہ یہ بم کس نے بنائے اور کشتی میں کیوں رکھے۔ نہر میں اس وقت پندرہ فٹ گہرا پانی تھا۔ ایک مشّاق غوطہ زن کو سمندر میں اتارا۔ اس نے پانچ بم درست حالت میں نکالے۔ چھٹے بم کا پتہ نہ چل سکا۔ یہ بم حکومت مدراس کے کیمیکل ایگزامینر کے پاس بھیجے گئے۔ اس نے تصدیق کی کہ یہ بم نہایت خطرناک بارود اور باریک کیلوں اور کانچ کے پُرزوں سے بنائے گئے ہیں۔ ایک ہفتہ کی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

دوڑ دھوپ اور نہایت جدوجہد کے بعد پتہ چلا کہ فلاں فلاں نوجوان کانگریسیوں نے خاص نیاز مند کو قتل کرنے کے لئے یہ بم تیار کئے تھے۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ جب تحصیل ضلع کے معائنہ کے لئے صبح سات بجے نکلے تو اس کی موٹر پر یہ بم پھینک دیئے جائیں۔ ان نوجوانوں نے بڑی اہم خفیہ سازش کی تھی۔ اور کامیاب حملے کے لئے بڑی اچھی تیاری کی تھی لیکن خود نیاز مند، مقامی پولیس و سی آئی ڈی کا اسٹاف سب بے خبر تھے۔ مگر کوکنا ڈا سے ساڑھے تین ہزار میل دور علی پور شریف میں حضور قبلہ عالمؒ کو اس سازش کا علم ہو گیا اور آپ نے عین مقررہ وقت پر حافظ صاحب کو بغرض ناشتہ روانہ کر کے نیاز مند کی جان بچائی۔

مُصیبت میں گھِر جانے کی خبر اور امداد

جنابِ محترم حاجی خوشی محمد صاحب جماعتی (صراف) مہاجر فیروز پور حال مقیم ملتانؒ نے بیان کیا کہ انہیں نعت خوانی کا شوق اوائل عمر ہی سے ہے۔ انہیں اکثر محافل میلاد میں مدعو کیا جاتا تھا۔ وہ مشاہیر شعرا کی منتخب نعتیں نہایت درد و اثر آفریں ترنم میں سُنایا کرتے تھے۔ سُننے والے وجد سے

لہ حاجی خوشی محمد صاحب قدیم یارانِ طریقت میں شامل ہیں۔ انجمن خدام الصوفیہ کے جلسوں میں ہر سال رباعیاتِ راکب بڑی کیفیت سے سنایا کرتے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ سے نہایت عقیدت تھی۔ ستمبر ۱۹۷۲ء میں حضور قبلہ عالمؒ کے عرس شریف میں شامل ہو کر کھبل سے واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

جھوم اُٹھتے تھے۔ اسی بنا پر چند بدعقیدہ لوگ ان کے دشمن ہو گئے۔ انہوں نے ایکا کر کے خوشی محمد صاحب کو نعت خوانی کی دعوت دی۔ جب یہ وہاں پہنچے تو جلسہ کی کوئی صورت نہ تھی۔ صرف وہ لوگ وہاں ان کے منتظر تھے جنہوں نے دعوت دی تھی۔ انہوں نے ان سے جلسہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جلسہ کسی اور جگہ ہو گا لہٰذا انہیں ساتھ لے جا کر ان لوگوں نے رات کا کھانا کھلایا اور ایک کمرے میں لے گئے جہاں چار پانچ آدمیوں نے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور ٹوکوں (ایک آہنی ہتھیار جس سے مویشیوں کے لئے سبز چارہ کُترا جاتا ہے) سے مُنہ اور جسم پر پے در پے وار کرنے لگے تو ایک بزرگ ہستی نے ان لوگوں کو یہ کہتے ہوئے کہ کیا مار ہی ڈالو گے دھکے دے دے کر کمرے سے باہر نکال دیا اور اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ ادھر ان کے والد صاحب ان کے واپس نہ آنے کی وجہ سے گھر میں سخت پریشان رہے۔ اور نماز تہجد کے بعد ان کی تلاش میں نکلے۔ ایک گھر میں خوشی محمد صاحب کے کراہنے کی آواز آئی۔ یہ وہیں رُک گئے اور اپنے بیٹے کو آوازیں دینے لگے۔ ان کی آواز پر آس پاس کے گھروں سے کچھ آدمی نکل آئے تو انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ یہاں سے ان کے بیٹے کی آواز آتی ہے وہ آج رات گھر نہیں آیا تھا۔ اسے نعت خوانی کے لئے بُلایا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ناروا سلوک کیا گیا ہے۔ لوگوں کے مشورہ پر وہ پولیس کی چوکی پر گئے اور روئداد سنائی واقعات سُن کر تھانے دار اور کچھ سپاہی ان کے ہمراہ مقام واردات پر پہنچے اور اہل خانہ کو طلب کر کے تفتیش کی تو وہ تھانے دار وغیرہ کو اس کمرہ تک لے گئے جہاں مجروح بند تھا۔ حالات دریافت کرنے پر انہوں نے بیان دیا کہ ہم نے خوشی محمد کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ لیکن جب ہم نے ٹوکے کے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

چند وار کئے تو ایک ضعیف آدمی جس کے سر پر سفید بڑی سی پگڑی تھی اور کپڑے بھی سفید تھے آگیا، اور ہمیں زور زور سے دھکے دے کر باہر نکال دیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ تھانے دار نے کمرے پر کئی آوازیں دیں مگر کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ مجبور ہو کر تھانے دار نے دروازہ تڑوا دیا اور اندر جا کر دیکھا تو خوشی محمد صاحب کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ اور کمرے میں ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ یہ دیکھ کر سب حیران ہو گئے۔ جب خوشی محمد صاحب کو ان کے والد صاحب گھر لے گئے تو اسی وقت کشمیر سے حضور قبلہ عالمؒ روحی فداہٗ کا تار پہنچا کہ خوشی محمد کی دوبارہ زندگی مبارک ہو۔"

مرض الموت سے شفا اور درازی عمر

حضرت حافظ انور علی صاحب صدیقی پنشنر سیشن جج امرتسر ایک صاحب علم و فضل بزرگ تھے۔ متعدد کتب تصوف ان کے قلم سے منظر عام پر آئیں۔ ان ہی کی کتب تصوف کے مطالعہ سے حضور قبلہ عالمؒ کی طبیعت سلسلہ نقشبندیہ کی طرف مائل ہوئی۔ اس لحاظ سے دونوں بزرگوں میں بے حد محبت قائم ہو گئی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے حضرت حافظ صاحب کو "شیخ الطریقت" کا خطاب بھی دیا تھا۔ انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسوں میں ان کو بطور صدر منتخب فرمایا کرتے تھے ان کے فرزند ارجمند جناب حاجی ذاکر علی صاحب صدیقی روہتکی حال کراچی خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالمؒ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۱۰ء میں والد صاحب قبلہ سخت بیمار ہوئے اور علالت بڑھتی گئی یہاں تک کہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ کا وقت آگیا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے جلسہ میں دس ہزار سامعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حافظ صاحب نے تصوف کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ وہ اس وقت سخت بیمار ہیں میں دُعا کرتا ہوں حاضرین آمین کہیں اور یہ دُعا فرمائی۔ یا اللہ تعالیٰ میری عمر کے دس سال حافظ صاحب کی عمر میں اضافہ کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس وقت سے پورے دس سال بعد ۱۹۲۰ء تک بقید حیات رہ کر واصل باللہ ہوئے۔

برادر مکرم و محترم حضرت مولانا الحاج حافظ

پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضور کشمیر میں تشریف فرما تھے ایک بڑھیا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس کا بیٹا نامعلوم بیماری میں مبتلا ہے۔ ڈاکٹروں اور حکیموں نے جواب دے دیا ہے۔ وہ اس کا اکلوتا بیٹا ہے اور اس کی زندگی کا واحد سہارا ہے۔

حضور اس کا درد بھرا بیان بغور سماعت فرماتے رہے۔ جب وہ اپنا بیان ختم کر چکی تو حضور نے فرمایا کہ مائی ہم خود آکر تیرے بیٹے کو دیکھیں گے۔ چنانچہ وہ خوش ہو کر چلی گئی۔ شام کے بعد حضور اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ بیمار کے قریب ہو کر آپ نے صرف یہ دُعا فرمائی

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

یا اللہ میرا یہاں آنا قبول فرما

تین دفعہ اس کی تکرار فرمائی اور واپسی کا ارادہ فرمایا تو بڑھیا قدموں میں گر کر زار و قطار رونے لگی۔ حضور نے اس کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ مائی اگر یہ مر جائے تو میرا گریبان پکڑ لینا چنانچہ بفضلہ تعالےٰ وہ لڑکا صحت یاب ہو گیا۔

لنگ دُور اور پاؤں ٹھیک ہو گیا

حضرت مولانا حاجی امام الدین صاحب رائے پوری خلیفہ مجاز اعلیحضرت امیرِ ملت رضؓ اولاد نرینہ سے محروم تھے۔ حضور کی دُعا سے ۱۹۴۰ئہ میں ان کی دیرینہ آرزو برآئی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو اولاد نرینہ سے سرفراز فرمایا۔ نومولود کا نام احسان الٰہی رکھا گیا۔ دھوم دھام سے عقیقہ کیا گیا لیکن اس لڑکے کا ایک پاؤں خمیدہ تھا جس کی وجہ سے مولانا دل گرفتہ رہتے تھے۔ وہ ایک دن حضور کی خدمت میں حاضر تھے حضور نے ان کو لڑکے کی مبارک باد دی۔ انہوں نے دبی زبان میں عرض کیا کہ حضور اس کا ایک پاؤں خمیدہ ہے۔ حضور نے فرمایا نہیں مولوی جی ٹھیک ہے۔ مولوی صاحب بدستور ملول خاطر نظر آئے تو حضور نے پھر فرمایا مولوی جی وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن مولوی صاحب کی طبیعت کا وہی رنگ رہا تو حضور نے جوش سے فرمایا مولوی جی وہ تو ٹھیک ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب حضور سے اجازت لے کر گھر گئے اور اپنی زبیقہ حیات سے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بچہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ بچہ کے پاؤں سے چٹخنے کی ایک آواز آئی اور پاؤں سیدھا ہو گیا۔ وقت پوچھا تو انہوں نے وہی وقت بتایا جس وقت مولوی صاحب حضور کی خدمت میں حاضر تھے اور حضور نے فرمایا تھا "مولوی جی ٹھیک ہے"۔ اب یہ لڑکا بالکل ٹھیک ہے اور لندن میں زیر تعلیم ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

بیمار گھوڑی تندرست ہو گئی

محترم حاجی اللہ دتہ صاحب ساکن پڑ دیاں ضلع لائل پور کو انگریزوں کی حکومت کے زمانے میں گھوڑی پال سکیم کے تحت ایک گھوڑی اور ایک مربع اراضی ملی ہوئی تھی۔ اتفاق سے وہ گھوڑی "پھیٹیا" بیماری میں مبتلا ہو گئی۔ مقامی معالجوں کے علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار اس مرض کے خاص ٹیکے حاصل کرنے کے لیے وہ لاہور گئے مگر تلاش بسیار کے بعد جب ناکامی ہوئی تو دل میں یہ خیال لے کر علی پور شریف آئے کہ حضور سے دُعا کرالیں گے گھوڑی ٹھیک ہو جائے گی مگر حضور قبلہ عالمؒ اس وقت کشمیر میں تشریف فرما تھے اس لئے انہوں نے کشمیر جانے کے لئے مجھ سے سو روپے قرض لئے اور کشمیر چلے گئے۔ جب حضور کی خدمت میں پہنچے تو حضور نے سب کی خیریت حسب عادت دریافت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور سب تو خیریت سے ہیں مگر گھوڑی بیمار ہے۔ حضور نے پھر دریافت فرمایا کہ سب ٹھیک ہیں تگڑے ہیں؟ حاجی صاحب نے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

عرض کیا کہ حضور گھوڑی بیمار ہے۔ حضور خاموش ہو گئے اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ میرے دل میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے کہ حضور نے گھوڑی کی بات اَن سُنی کر دی شاید گھوڑی مر چکی ہے۔ دو دن بعد نماز تہجد کے بعد حضور نے فرمایا "حاجی جی مبارک ہو گھوڑی تگڑی ہو گئی ہے۔" انہوں نے فوراً دن تاریخ اور وقت لکھ لیا۔ صبح ہوئی تو حضور سے اجازت لے کر روانہ ہوئے۔ وہ جونہی پہنچے گھوڑی ہنہناتی ہوئی ان کے پاس آئی۔ انہوں نے اپنے فرزند سے گھوڑی کے علاج کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس کا کوئی علاج نہیں کرایا گیا لیکن ایک رات سحری کے وقت گھوڑی کے ہنہنانے کی اچانک آواز آئی اس وقت سے گھوڑی بالکل ٹھیک اور تندرست ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ستر سالہ بانجھ کو نرینہ اولاد کا مژدہ

ایک ستر سالہ بانجھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نہایت درد و کرب سے اپنا حال عرض کیا اور دُعا کی طالب ہوئی۔ حضور نے اس کی گفتگو سُن کر فرمایا کہ "مائی کہیں کیکر میں بھی انگور لگتے دیکھے ہیں"۔ وہ بڑھیا بڑی حاضر جواب تھی اس نے تڑسے جواب دیا کہ حضور میں نے علی پور شریف میں کیکروں کو انگوروں کے گچھے لگتے دیکھے ہیں۔ اس بڑھیا کی حاضر جوابی سے متاثر ہو کر حضور نے کافی دیر تک دُعا فرمائی اور اس کے بعد اس بڑھیا سے فرمایا "مائی تجھے رب ایک بیٹا دے گا اس کا نام نور محمد رکھنا۔ اس نے عرض کیا حضور میں نے تو گچھے دیکھے ہیں آپ ایک فرما رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا ایک تو لے پھر دیکھی جائے گی۔ اگلے سال وہ اپنے نومولود بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور حضور کی خدمت میں اس کو پیش کر کے عرض کرنے لگی کہ حضور اس کی جوڑی ہو تو اچھا ہو۔ حضور نے دُعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور اتنی دیر تک دُعا فرماتے رہے کہ میرے ہاتھ تھک گئے دُعا کے بعد حضور نے فرمایا مائی اب جو بیٹا رب دے اس کا نام منظور احمد رکھنا۔ اس کے بعد وہ چلی گئی لیکن جب وہ اپنے دوسرے بیٹے کو لے کر آئی تو حضور کا وصال ہو چکا تھا۔

در فیضِ حق مند جب تھا نہ اب کچھ
فقیروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ

یہ اللہ والے ہیں، دیتے ہیں سب کچھ
مگر چاہیئے ان سے لینے کا ڈھب کچھ

(حالی)

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

بھوکوں پیاسوں نے آم کھائے۔ لسی پی

جمعدار قاسم علی خاں صاحب نے بیان کیا کہ ۱۹۲۲ء کے فتنۂ ارتداد کے زمانے میں حضور قبلہ عالمؒ نے حضرت مولوی حاجی امام الدین صاحب رائے پوری کو یوپی میں تبلیغ واشاعتِ دین کی خدمت پر مامور فرمایا تھا۔ مَیں بھی ان کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ مَیں اور مولوی صاحب سفر کرتے کرتے تھک گئے۔ ہم تبلیغ کے سلسلے میں نکلے تھے۔ موسم گرمی کا تھا دوپہر ہوگئی تھی راستہ میں آم کا ایک باغ نظر آیا۔ ہم دونوں ذرا ستانے کے لئے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ گرمی اور تھکن کی شدت کے علاوہ سخت پیاس اور بھوک بھی لگ رہی تھی۔ اتنے میں باغ کا محافظ ہمارے پاس آیا اور نہایت سختی کے انداز میں بولا اگر کسی آم کو ہاتھ لگایا تو ہاتھ کاٹ دوں گا۔ اور اگر دیکھا تو آنکھیں نکال لوں گا۔ مولوی صاحب نے نہایت نرمی سے جواب دیا کہ بھئی ہم تمہارے کسی آم کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا "کیا حضور نے ہمیں بھوکا پیاسا مرنے کے لئے بھیجا ہے، تم حضور سے تو عرض کرو"۔ مَیں نے آنکھیں بند کرلیں اور درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اسی طرح مولوی صاحب بھی بیٹھ گئے۔ تھکن کی وجہ سے ہم دونوں کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضور قبلہ عالمؒ نے ہم دونوں سے بیک وقت فرمایا کہ "بھوکے پیاسے کیوں مرتے ہو آم کھالو۔ لسی پی لو"۔ ہم جب بیدار ہوئے تو مولوی صاحب

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نے کہا قاسم علی خاں حضور نے یہ فرمایا ہے۔ ہم نے کہا مجھ سے بھی یہی فرمایا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک چرواہا بکریوں کا گلہ لئے ہوئے نظر آیا۔ اس کی پیٹھ پر پانی کا مشکیزہ تھا۔ مولوی صاحب نے اس سے کہا کہ ہمیں تھوڑا سا پانی پلا دو۔ وہ ایک بڑے گلاس میں بکری کا دودھ دوہ کر اس میں پانی ملا کر لایا اور کہا "آپ پانی نہیں لسی پیو۔" مولوی صاحب نے باغ کے محافظ کو آواز دے کر بلایا اور اس سے کہا پہلے تمہارا حق ہے تم پیو۔ اس نے کہا ذرا ٹھہریئے میں آم لے آؤں۔ وہ ایک ٹوکرا آم لے آیا۔ مولوی صاحب نے چرواہے سے کہا تم بھی آم کھاؤ۔ اس نے کہا اچھا میں لسی اور لے آؤں۔ وہ ایک بڑے برتن میں لسی لے آیا۔ پہلے ہم سب نے سیر ہو کر آم کھائے پھر لسی پی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

جنّت کا خربوزہ کھلایا

باہنال (علاقہ کشمیر) کے پہاڑوں میں ایک رشی رہتا تھا۔ اس کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کا حکم سرکار عرش مدار صلے اللہ علیہ وسلم نے رویائے صادقہ کے ذریعہ حضور قبلہ عالم کو دیا اور آپس میں دونوں کا تعارف بھی کرایا۔ اس رشی کی تلاش میں آپ باہنال پہلی بار تشریف لے گئے۔ وہ اپنی کٹیا میں آپ کا منتظر تھا۔ حضور کو دیکھا تو خیر مقدم کے لئے باہر آیا اور حضور کو اپنی کٹیا میں لے گیا۔ اس نے حضور سے تواضعاً پوچھا کہ آپ کیا تنقل فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا "خربوزہ کھلاؤ"۔ اس نے فوراً اپنی گردن جھکالی اور کافی دیر کے بعد سر اُٹھا کر کہنے لگا کہ زمین پر تو نایاب ہے آپ نے فرمایا آسمان پر دیکھو۔ اس نے کہا وہاں تک میری پہنچ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا پڑھو کلمہ شریف پھر وہاں تک رسائی ہو جائے گی۔ پھر آپ نے اُسے کلمہ طیبہ پڑھایا۔ جونہی اس کی زبان سے نکلا "محمد رسول اللہ" کسی غیبی طاقت نے وہاں ایک خربوزہ لاکر رکھ دیا جس کی خوشبو مشک سے زیادہ لطیف، ذائقہ جس کا شہد سے زیادہ شیریں اور رنگ جس کا پھولوں سے زیادہ دلکش تھا یہ خربوزہ دونوں نے کھایا حضور نے فرمایا کلمہ شریف کی برکت سے رب تعالیٰ نے یہ خربوزہ جنّت سے بھیجا ہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اسیرِ محبّت کو ارتکابِ گناہ سے بچایا

محترم چوہدری غلام حسین صاحب امرتسر کے ایک زمیندار تھے۔ ان کا بیٹا ایک سکھ دوشیزہ کے دامِ محبت میں گرفتار ہو گیا۔ انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ بیٹا باز آجائے مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ ایک دفعہ وہ اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر علی پور شریف آئے اور لڑکے کو حضور کی خدمت میں پیش کر کے اس کی داستان سُنائی تو حضور نے اس کو توبہ کرا کے وعدہ لیا کہ وہ آئندہ گناہ کا مرتکب نہ ہو گا۔ اس نے حضور سے مرعوب ہو کر وعدہ کر لیا۔ حضور نے فرمایا کہ چوہدری تیرے بیٹے نے اگرچہ سچے دل سے وعدہ نہیں کیا لیکن میں آج کے بعد اسے زنا کرنے نہ دوں گا۔ وہ واپس چلے گئے۔ انہیں دنوں امرتسر میں کہیں سکھوں کا ایک میلہ تھا۔ اس لڑکی کا شوہر اس میلے میں چلا گیا۔ لڑکی نے چوہدری صاحب کے لڑکے کو گھر آنے کا پیغام بھیجا۔ پیغام ملتے ہی یہ لڑکا رات کو اس کے گھر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک سکھ اس کے گھر کا پہرہ دے رہا ہے۔ یہ وہاں سے گھبرا کر واپس آگیا۔ دوسرے دن لڑکی نے پھر بُلوایا۔ یہ رات کو پھر اس کے گھر گیا۔ مگر اس رات بھی ایک سکھ کو پہرہ دیتے دیکھ کر واپس آگیا۔ تیسرے دن اس لڑکی نے پھر اس کو پیغام بھیجا۔ یہ لڑکا تیسرے دن ہاتھ میں تلوار لئے کافی رات گئے اس کے گھر گیا کہ اگر آج بھی وہاں کوئی سکھ موجود ہوا تو اس کو قتل کر دے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

چنانچہ جب وہ وہاں پہنچا تو وہی سکھ پہرہ دے رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس لڑکے نے غصے میں آکر تلوار سونت لی اور سکھ پر حملہ کرنا چاہا تو سکھ نے پستول کی نالی اس کی طرف کر دی۔ یہ دیکھ کر وہ لڑکا بدحواسی کے عالم میں بھاگتا ہوا اپنے گھر پہنچا۔ گھر کے باہر چوہدری غلام حسین صاحب بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے وہ انہیں دیکھ نہ سکا اور ٹکرا کر گر پڑا۔ چوہدری صاحب نے اس سے کہا کہ تُو اپنی عادتوں سے باز نہ آئے گا۔ پھر اسے صبح علی پور شریف لے آئے۔ جب وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ چوہدری اپنے لڑکے کو منع کر مجھ سے روز روز سکھ نہیں بنا جاتا۔ اس لڑکے نے حضور سے عرض کیا کہ مجھے وہی سکھنی لے دیجئے۔ حضور نے فرمایا "پرسوں آنا" ایک دن گزار کر دونوں پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تتنے میں وہی سکھنی اور اس کا شوہر بھی علی پور شریف آئے۔ سکھنی کے شوہر نے حضور سے رض کیا کہ اس کی بیوی مسلمان ہونا چاہتی ہے۔ حضور نے اس کی مرضی دریافت فرمائی تو اس نے اقرار کیا۔ اس پر حضور نے قلعہ سوبھا سنگھ سے تھانے دار کو طلب فرمایا اور اُس کو حالات ائے تو اس نے بھی ان دونوں کے خیالات سے اتفاق کیا۔ اس پر حضور نے اس عورت توبہ کرا کے حلقہ اسلام میں داخل فرمایا اور اسی مجلس میں اس عورت کا نکاح چوہدری ام حسین کے بیٹے سے کر دیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مایوسوں کے دِل باغ باغ ہوگئے

ماہ ستمبر ۱۹۴۶ء میں میسور کے دو رؤساء محترم حاجی بی محمد عباس صاحب اور محترم حاجی محمد اسحاق صاحب سفرِ حج میں حضور کی بیعت حاصل کرنے کی غرض سے علی پور شریف پہنچے اور میسور کے عازمین حج کا کوٹہ ختم ہونے کی وجہ سے پنجاب سے ٹکٹ حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ حضرات حضور کے ہمراہ کراچی پہنچے، وہاں پہنچ کر انہیں بڑی دوڑ دھوپ کرنی پڑی مگر پھر بھی کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ۱۲ ستمبر کو حضور کے ایماء پر محترم بخشی مصطفیٰ علی خاں صاحب ان حضرات کو لال شاہ صاحب حج افسر کے پاس لے گئے لیکن انہوں نے بعد از وقت درخواستیں وصول ہونے کی بناء پر معذوری کا اظہار کیا۔ یہ حضرات مغموم و مایوس ہو کر فضل منزل پہنچے۔ محترم بخشی صاحب نے تمام واقعات حضور کے گوش گزار کئے تو حضور نے ان حضرات سے بھی دریافت فرمایا، انہوں نے بعد عسرت و یاس عرض کیا کہ حضرت بخشی صاحب نے ساری کیفیت سُنا دی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بھئی وہ تو کہہ چکے تم بھی تو کچھ کہو۔ اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور نقش بدیوار کی صورت مُہر بلب خاموش بیٹھے رہے اور کچھ ملاقاتیوں کے آنے کی وجہ سے اُٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ دن نہایت سعی و کوشش میں گزارا۔ منتیں مانیں دُعائیں کیں اور کرائیں۔ مجھ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

سے ختم خواجگان رحمہم اللہ پڑھوایا۔ بعد از نماز فجر ان حضرات نے پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا کے لئے التجا کی۔ ناشتہ کے بعد حضور نے محترم بخشی صاحب سے فرمایا کہ انہیں لال شاہ صاحب کے پاس لے جاؤ اور کسی نہ کسی طرح سیٹوں کا انتظام کراؤ۔ یہ تینوں حضرات حج افسر سے ملنے چلے گئے۔ حضور کو ان کے حالِ زار پر ترس آگیا۔ آپ نے توجہ فرمائی۔ اِس ملاقات میں حج افسر نے اپنے ماتحتوں کی مخالفت کے باوجود محترم بخشی صاحب سے صداقت نامہ لے کر ٹکٹ دے دیئے۔ اس طرح ان حضرات کی ناکامی کامیابی سے بدل گئی اور حج و زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔

ناکام قرعہ اندازی کو حجِ اکبر نصیب ہوا

حضور کے خادم کلیم صاحب جماعتی ۱۹۶۹ء سے ہر سال حج کے لئے درخواست دیتے رہے لیکن قرعہ اندازی میں ان کا نام نہ نکلا۔ ۱۶ جنوری ۱۹۷۱ء کو حضور کے مزار شریف پر حاضر ہو کر اپنی ناکامی کی رُوداد سُنائی اور دُعا مانگی اور برادرِ مکرم حضرت مولانا الحاج حافظ پیر سیّد انور حسین شاہ صاحبؒ سے اجازت لے کر روانہ ہوئے۔ ۱۸ جنوری ۱۹۷۱ء کو اپنے دوست حکیم محمد فضل الٰہی صاحب کے ہمراہ سیالکوٹ سے روانہ ہو کر کراچی پہنچے۔ یہ دونوں ایک ہفتہ تک کوشش میں لگے رہے اور بہت سے چھوٹے بڑے افسروں سے ملے لیکن کسی نے بھی حامی نہ بھری حتیٰ کہ ۲۴ جنوری کو رات کے بارہ بجے کے بعد حاجیوں کا سامان بندرگاہ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

پر منتقل ہونے لگا اور صبح ہونے سے قبل تمام عازمین حج کو حاجی کیمپ سے بندرگاہ پہنچا دیا گیا۔ کلیم صاحب نے اپنے دوست کو رخصت کیا اور نماز فجر ادا کر کے اپنا سامان سفر لے کر حج افسر کے دفتر کے برآمدے میں چلے گئے۔ اور وہاں مراقبہ میں حضور کو مخاطب کر کے عرض کیا کہ حضور میں نے اپنی سی کوشش کر دیکھی اب آپ ہی پُشت پناہی فرمائیں ورنہ میں کراچی سے واپس نہ جاؤں گا اتنے میں دن نکل آیا۔ دفتر کے کارکن آنے لگے۔ انہوں نے اپنا سامان برآمدے میں چھوڑ دیا اور خود حج افسر کے کمرے کے پاس بیٹھ گئے۔ حج افسر دفتر میں آٹھ بجے کے بعد پہنچے یہ آخری جہاز کی روانگی کا دن تھا۔ بہت سے آرزومندوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور ہر ایک نے اپنی درد بھری کہانی انہیں سُنائی وہ خوش اخلاقی سے سب کو نفی میں جواب دیتے اور معذرت کرتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ جب وہ اپنے کمرے کی طرف آرہے تھے تو کلیم صاحب نے ان کی خدمت میں درخواست پیش کی لیکن انہیں بھی نفی میں جواب ملا مگر کلیم صاحب کے اصرار پر انہوں نے سیکنڈ کلاس کی چند خالی نشستوں کی قرعہ اندازی کے لئے ان کی درخواست لے لی اور قرعہ اندازی میں شامل کر لی۔ دس بجے صبح قرعہ اندازی ہوئی لیکن اس دفعہ بھی ان کو کامیابی نہ ہوئی۔ یہ پھر افسر حج کے پاس گئے حج افسر نے اپنی مجبوری ظاہر کر کے صاف انکار کر دیا۔ انہوں نے ان سے کہا کہ آپ نے جو کچھ کرنا تھا سو کیا لیکن میں اس آخری جہاز پر ضرور جاؤں گا مجھے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ اس پر انہوں نے چیں بجبیں ہو کر کہا کہ آپ تو ایک ہفتہ سے کراچی آئے ہوئے ہیں لیکن ایسے بہت لوگ ہیں جنہوں نے رمضان کے روزے یہاں رکھے ہیں مگر ان کو موقع نہ مل سکا آپ کو کس طرح مل سکتا ہے۔ جائیے۔ اب

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کلیم صاحب حج افسر کے کمرے کے باہر آکر بیٹھ گئے۔ وہ دفتری کاموں کے سلسلے میں چند بار ان کے سامنے سے گزرے اور دیکھتے گئے۔ گیارہ بجے کے قریب اپنے ایک کلرک کو بھیجا کہ جاؤ باہر ایک شیروانی والا بیٹھا ہے اس سے درخواست لے آؤ۔ کلرک نے آکر پوچھا کہ آپ ہی شیروانی والے ہیں؟ کلیم صاحب نے کہا کہ ایک تو میں ہوں شاید باہر کوئی اور بھی ہو۔ وہ کلرک باہر گیا اور دفتر کے اطراف گھوم پھر کر دیکھ کر واپس آیا اور کہا کہ باہر کوئی اور شیروانی والا نہیں ہے۔ تب کلیم صاحب نے کہا بتائیے کام کیا ہے تو اس نے کہا صاحب نے آپ کی درخواست منگوائی ہے۔ انہوں نے اپنی درخواست اس کلرک کے حوالے کی وہ جاتے ہوئے کہہ گیا کہ آپ یہیں بیٹھیں۔ چنانچہ کلیم صاحب وہیں بیٹھے رہے۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ کلرک واپس آیا اور کہا کہ آپ کا پاسپورٹ تیار ہو چکا ہے اب میں خود سعودی عرب کے سفارت خانے سے اس پر ویزا لگوا کر لاؤں گا آپ یہیں میرا انتظار کریں۔ چنانچہ وہ گیا اور ایک بجے واپس آیا۔ اب ڈاکٹر کی تصدیق حاصل کرنا تھا لیکن دفتر بند ہو چکا تھا اور تمام عمال بندرگاہ پر حاجیوں کو رخصت کرنے گئے ہوئے تھے۔ کیونکہ جہاز کی روانگی ڈیڑھ بجے تھی۔ اس کلرک نے ڈاکٹر کو ٹیلیفون کر کے اطلاع دی اس نے کہا کہ نام لکھواؤ اور چپراسی کو بھیج دو تاکہ وہ سرٹیفکیٹ لے جائے۔ چنانچہ چپراسی گیا اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لے آیا۔ اس کے بعد بنک سے رقم وغیرہ حاصل کر کے کلیم صاحب بندرگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاز ابھی حرکت میں نہیں آیا تھا صرف یہی آخری مسافر تھے جو جہاز پر سوار ہوئے اور جہاز بھی ۲ بجے روانہ ہوا۔ اس طرح کلیم صاحب حج اکبر و زیارات حرمین شریفین کی سعادت سے مشرف ہو کر بخیر و عافیت واپس آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حضورؒ نے آڑے وقت میں امداد فرمائی

یہ واقعہ حضورؒ کے وصال کے فوراً بعد کا ہے جب کہ میں مہمانوں کی بکثرت آمد ورفت کی وجہ سے دن رات حضورؒ کے مزار شریف پر حاضر رہتا تھا۔ ایک روز صبح کے وقت میں مزار شریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دیہاتی مرد اور عورت افتاں وخیزاں گریہ وزاری کرتے ہوئے آئے اور مزار شریف پر بہت دیر تک روتے رہے۔ اس کے بعد جب وہ میرے پاس آئے تو میں نے اُن سے گریہ وزاری کا سبب پُوچھا تو مرد نے کہا ہم غریب کاشتکار ہیں کل شام ایک دوست نے ہمیں دوسیر دودھ بھیجا۔ عورت نے کھیر پکانے کے لئے اس میں چاول ڈال کر ہنڈیا چُولھے پر چڑھا دی۔ جب چاول پکنے لگے تو ہنڈیا میں چمچہ چلانے لگی۔ اتفاق سے چمچہ اس زور سے ہنڈیا میں لگا کہ وہ نیچے سے پھُوٹ گئی اور دودھ گرنے لگا۔ عورت بدستور ہنڈیا چُولہے پر رکھے چمچہ چلاتی رہی اور ساتھ ہی یہ کہتی رہی۔

پیرا اوکھے ویلے کم آؤندا اے۔ پیرا اوکھے ویلے کم آؤندا اے

جب کھیر پکا چکی تو ہنڈیا چولھے سے اتار کر دیکھا تو دودھ گر جانے کے باوجود کچھ بھی کمی نہیں آئی تھی ہم سب کھیر کھا کر سو گئے۔ رات خواب میں عورت نے حضور قبلہ عالمؒ کو دیکھا کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ دکھا رہے ہیں۔ آپ کے دونوں ہاتھ بالکل سیاہ ہیں جیسے ہنڈیا کو نیچے سے پکڑ رکھا تھا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آپ نے اپنے ہاتھ دکھا کر فرمایا "یہاں کیا آزماتی ہے قیامت کے دن آزمانا" اس لئے ہم دونوں صبح سویرے پیدل ہی چل پڑے اور اس وقت یہاں پہنچے ہیں اور حضور کی خدمت اقدس میں معافی کے طلبگار ہیں۔

خشک کنوئیں میں پانی کی فراوانی

جنابہ زاہدہ بیگم صاحبہ بنگلوری نے یہ کرامت نظم کی جو رسالہ "آستانہ" شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۵۰ء میں شائع ہو چکی ہے

حقیقت آئی ہے لب پر مرے سنانے کی
کہ یاد ہے کسی گزرے ہوئے زمانے کی

فرید کوٹ جو پنجاب میں ریاست تھی
علاقہ بھر میں زمیں کی وہاں یہ حالت تھی

ہر اک طرف تھے بیابان ریت کے چٹیل
کہیں شجر تھے نہ تھیں جھاڑیاں، نہ پھول، نہ پھل

ہمیشہ خشک گزرتی تھی اس جگہ برسات
زیادہ نہر کے پانی پہ تھا مدارِ حیات

کسی نے چاہ جو کھودا تو پھر یہ قسمت تھی
کہ کھودنے پہ نکلتا کچھ اس میں پانی بھی

عمیق چاہ تھے، جتنے تھے اور کم پانی
وہاں جو تھی تو فقط ریت کی فراوانی

اسی میں لوگ مگر کھیتیاں اگاتے تھے
جو سر پہ پڑتی تھیں سب سختیاں اٹھاتے تھے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

تھے اہلِ قریہ زراعت میں ہوشیار بہت
جگہ جگہ تھے مُسلمان کاشتکار بہت

کچھ اتفاق ہوا ایک گاؤں میں ایسا
کہ ایک شخص نے اِک چاہ کھیت میں کھودا

غریب لوگوں نے گہرا اسے بہت کھودا
مگر نہ قطرۂ آب اُس میں ایک بھی نِکلا

شکستہ دِل وہ مُسلمان کاشتکار ہوا
فضول خرچ کا بے چارہ زیرِ بار ہوا

مگر وہ شاہ جماعت علی سے بیعت تھا
ہر اعتبار سے اِک پیکرِ عقیدت تھا

یہ روئداد تکالیف عرض کی اپنی
یہ بد نصیبی اُنہیں لکھ کے بھیج دی اپنی

ہوا یہ اذن وہاں سے ہم آنے والے ہیں
تمہارے رنج میں حصّہ بٹانے والے ہیں

غرض ورودِ مُبارک ہوا وہاں آخر
بنی زمین وہ اُس گاؤں کی آسماں آخر

پہنچ کے آپ نے خادم سے پھر یہ فرمایا
اِک آفتابہ تُو پانی سے بھر کے لے آنا

وہ آفتابہ لیا اور آئے چاہ کے اُوپر
وہ سب اُنڈیل دیا پانی چاہ کے اندر

بنا توجہِ حضرت سے کام یوں بگڑا
خدا کی شان کہ پانی کا سوت بہہ نکلا

تمام کھیت کو سیراب کر دیا اس نے
کمی کو پانی کی اک خواب کر دیا اس نے

مُصیبت آئی ہوئی آدمی کی ٹلتی ہے
نگاہِ مردِ خُدا قسمتیں بدلتی ہے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

عدالت کی تاریخ فیصلہ سے

دو ہفتے قبل آپ نے فیصلہ سُنا دیا

جناب حاجی ذاکر علی صاحب صدیقی خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالمؒ نے بیان کیا کہ حضور قبلہ عالمؒ ۱۰ فروری ۱۹۳۱ء کو دیہاتی علاقوں میں دورہ فرماتے ہوئے روہتک تشریف لائے اور قبلہ والد صاحب کے مزار پر تشریف لے گئے۔ واپسی پر مجھ سے فرمایا کہ "حافظ صاحب[1] کا مزار پختہ بنا دو"۔ میں نے عرض کیا کہ جناب ابھی عدالت میں دو مقدمے چل رہے ہیں ان سے فارغ ہو کر انشاء اللہ تعالیٰ بنوا دوں گا۔ آپ نے فرمایا "مقدمات فسخ ہو گئے"۔ میں نے اس خیال سے کہ شاید حضور سمجھے نہیں، عرض کیا کہ حضور ابھی تو مقدمات کی تاریخیں لگی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا "وہ ہو گئے"۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ایک مقدمہ کی تاریخ ۱۷ فروری اور دوسرے کی تاریخ ۲۶ فروری ہے۔ حضور نے تیسری بار پُرزور لہجہ میں فرمایا "وہ ہو گئے"۔ میں خاموش ہو گیا۔ چنانچہ دونوں مقدموں کا فیصلہ حضور کے فرمان کے مطابق ہمارے حق میں ہو گیا اور والد صاحب قبلہؒ کا مزار بھی پختہ بن گیا۔

---

[1] حضرت حافظ انور علی صاحب سیشن جج امرتسر مصنف متعدد کتب تصوّف۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

غریب ڈرائیور موٹر کمپنی کا مالک بن گیا

حضرت الحاج خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خاں صاحب (مہاجر مدینہ) خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالمؒ نے روایت کی کہ حیدر آباد دکن میں ہمارے ایک نہایت مخلص اور سرد لعزیز یار طریقت جناب عبدالعزیز صاحب افواج شاہ دکن کے سرجن میجر ڈاکٹر نائیڈو کے موٹر ڈرائیور تھے۔ جب حضور قبلہ عالمؒ حیدر آباد تشریف لے گئے اور حضرت مولانا خیر المبین صاحب کے ہاں خانے میں فروکش ہوئے تو عبدالعزیز صاحب ڈاکٹر نائیڈو سے اجازت لے کر موٹر کار روزانہ بعد نماز عصر لے آتے اور بڑی منت سماجت سے حضور کو اس میں سوار کرا کے لے جاتے اور جمیع آثار مبارکہ، مساجد و مزارات اولیاء کرام کی باری باری زیارت کراتے۔ حضور کی واپسی کے وقت انہوں نے خدمتِ اقدس میں دست بستہ عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ جب حضور دوبارہ تشریف لائیں تو اس وقت میرے پاس اپنی خاص موٹر گاڑی ہو اور بجائے مستعار موٹر کار کے میں حضور کو اپنی کار میں سیر کراؤں۔ حضور نے دعا کرنے کے بعد فرمایا "اے عبدالعزیز جو اللہ کے بندوں کو خوش کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ تم ایک موٹر کے نہیں کئی موٹروں کے مالک ہو جاؤ گے"۔ چنانچہ ایک سال کے اندر اندر عبدالعزیز

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

صاحب ایک ٹیکسی کے مالک ہو گئے جسے وہ خود چلاتے تھے۔

رفتہ رفتہ کئی موٹر کاروں اور موٹر بسوں کے مالک ہو گئے۔ آٹھ دس موٹر ڈرائیوروں کو نوکر رکھا اور ایک پٹرول پمپ کے مالک بن گئے۔ ریلوے اسٹیشن سے ڈاک خانہ تک دن میں تین چار بار روزانہ موٹر پر ڈاک لانے اور لے جانے کا انہیں ٹھیکہ مل گیا، ایک خوشنما کوٹھی بھی عابد روڈ پر بنالی۔ اپنی فرم کا نام اپنے فرزند کے نام پر کریم ٹیکسی کمپنی رکھا۔

ریل گاڑیوں پر تصرّف

ریل گاڑیوں پر تصرّف کے واقعات بکثرت ہیں۔ یہ واقعات خود حضور کی معیت میں سفر کرنے والوں نے بیان کئے ہیں لیکن یارانِ طریقت نے بھی اپنے سفر کے موقع پر اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ چنانچہ جناب حاجی ذاکر علی صاحب صدیقی راوی ہیں کہ ۱۹۲۵ء کے سالانہ عُرس شریف میں شرکت کے لئے میں اور حضرت قاضی حفیظ الدین صاحب روہتک سے علی پور شریف حاضر ہوئے اور عُرس شریف کے بعد دس دن تک حاضرِ خدمتِ اقدس رہے۔ اس کے بعد جب حضور نے لاہور کا قصد فرمایا تو آپ کی معیت میں لاہور تک جانے کے لئے ہم بھی صبح اسٹیشن

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

پہنچ گئے اور ٹکٹ لے آئے۔ تھوڑی دیر میں گاڑی آگئی لیکن حضور گھوڑے پر سوار لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ تشریف لا رہے تھے اور اسٹیشن سے قریباً ایک فرلانگ دُور تھے۔ حضور کے پیچھے سب کا سامان ایک گڈے پر آرہا تھا اور مستورات بھی اس پر سوار تھیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر ہم گاڑی پر سوار ہونے کے بجائے حضور کی طرف گئے اور دست بوسی سے مشرف ہوئے۔ اتنے میں انجن نے دو تین بار سیٹی دی اور گاڑی روانہ ہوگئی۔ حضور نے گاڑی کی طرف دیکھ کر فرمایا "ٹور دی بھئی بذات تے ٹور دی" (یعنی بد ذات نے گاڑی چلا دی)، حضور کا یہ فرمانا تھا کہ گاڑی پندرہ بیس گز چل کر رُک گئی اور اتنی دیر کھڑی رہی کہ حضور سوار ہو گئے اور گڈا بھی آہستہ آہستہ چل کر اسٹیشن پہنچ گیا۔ تمام سامان گاڑی میں رکھ دیا گیا اور مستورات بھی سوار ہوگئیں۔ مَیں اور حضرت حفیظ الدین صاحب حضور کے ڈبے کے پاس کھڑے تھے حضور نے مجھ سے فرمایا ذاکر علی "پہلے بذات نوں اپنی جلدی سی ہُن کیوں نئیں ٹور دا جاؤ دیکھو کی گل اے"۔ مَیں ڈرائیور کے پاس دوڑا گیا اور پوچھا کیا بات ہے گاڑی کیوں نہیں چلتی۔ اُس نے کہا انجن میں کچھ خرابی ہوگئی تھی اس لئے وہ ٹھہر گئی تھی اب وہ خرابی دُور ہوگئی ہے گاڑی چلنے والی ہے۔ مَیں دوڑ کر حضور کے پاس پہنچا اور ڈرائیور کا جواب عرض کیا ہی تھا کہ گاڑی چل دی۔ اور مَیں دوسرے ڈبے میں سوار ہو گیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نمازِ تہجّد کے لئے گاڑی رُکی رہی

حضورؒ چلتی گاڑی پرنماز پڑھنا پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ ہمیشہ زمین پر نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت بخشی مصطفٰی علی خاں صاحب نے بیان کیا کہ ان کی استدعا پر حضور اننت پور صوبہ آندھرا (سابقہ صوبہ مدراس) میں جہاں وہ پولیس اسکول کے پرنسپل تھے تشریف لے گئے۔ دو دن کے مختصر قیام میں مرد و زن داخل سلسلہ ہوئے۔ رات کے تین بجے والی میل سے حضور کی واپسی کا پروگرام تھا۔ گاڑی کی آمد کے مقررہ وقت سے چند منٹ قبل آپ پلیٹ فارم پر پہنچ گئے۔ یارانِ طریقت سے مصافحہ و معانقہ کے بعد آپ نے پلیٹ فارم پر نمازِ تہجّد پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ سے مؤدبانہ عرض کیا گیا کہ گاڑی ایک دو منٹ میں آنے والی ہے ابھی یہ بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ انجن کی سیٹی سُنائی دی لیکن آپ نے مُصلّٰی بچھا کر نماز شروع فرمائی۔ گاڑی اسٹیشن کے سگنل تک پہنچ کر رُک گئی۔ سب حیران تھے کہ یہ کیا ہوا حضور نے پوری نماز ادا فرما کر دُعا مانگی اور اُٹھ کر دریافت فرمایا گاڑی کیوں ابھی تک نہیں آئی۔ بخشی صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے اس کو روکا تھا وہ کیسے نماز ادا کرنے سے پہلے آسکتی تھی۔ اتنے میں گاڑی چلی اور پلیٹ فارم پر آگئی اور آپ اطمینان سے سوار ہوئے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ڈرائیور سے معلوم ہوا کہ یکایک انجن کا ایک پُرزہ ڈھیلا ہو گیا تھا اس لئے گاڑی رُک گئی۔

بغیر اجازت جانے سے گاڑی نہ ملی

جناب زاہد حسن صاحب فریدی پرنسپل گورنمنٹ تلہ گنگ کالج کا بیان ہے، کہ ایک مرتبہ حافظ خلیل الرحمٰن صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ پیلی بھیت (بھارت) نے جو صاحبِ دیوان نعتیہ اور فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا، حافظ صاحب آپ کو اجازت نہیں۔ مگر حافظ صاحب اپنی ضرورت کے لحاظ سے چُپکے سے اسٹیشن چلے گئے۔ ابھی وہ اسٹیشن سے سو گز دُور تھے کہ ریل گاڑی آگئی اور آپ کے اسٹیشن پہنچنے سے پہلے چھُوٹ گئی۔ حافظ صاحب کو مجبوراً واپس آنا پڑا۔ حضور قبلہ عالم نے دیکھتے ہی فرمایا۔ حافظ صاحب! آخر آپ کو واپس آنا پڑا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

طعام میں برکت

قبلہ عالم رُوحی فداہٗ کا معمول تھا کہ جب آپ کسی کے ہاں دعوت میں تشریف لے جاتے تو حاضرین کو ساتھ چلنے کا حکم فرماتے خواہ وہ کتنے ہی ہوں۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ میزبان نے ایک اندازہ کے مطابق اہتمام کیا لیکن حضور کے ہمراہ مہمان اس کے اندازے سے کئی گُنا زیادہ آ گئے لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ کھانا کم ہو گیا ہو۔ علی پور شریف میں قیام کے زمانے میں بھی برکت طعام کے واقعات آئے دن مشاہدہ کئے گئے ہیں۔ گھر سے مخصوص تعداد کے لئے کھانا آتا تھا عین وقت پر کثرت سے مہمان آجاتے یا بعض اوقات آپ دانستہ کھانے میں دیر فرماتے اتنے میں کچھ اور مہمان آجاتے لیکن کھاتے میں کمی کبھی محسوس نہیں ہوتی تھی اور سب مہمان شِکم سیر ہونے کے بعد حضور کے خدام اور درویش بھی کھاتے۔ برکتِ طعام کے ہزاروں واقعات مشاہدہ میں آئے ہیں۔ ان کے شاہد لاکھوں یار بھی ہیں اور اغیار بھی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

جناب مولوی قاضی عبدالقادر صاحب فیاض بلگوڈی ست (ریاست میسور)

۲۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء کا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں وہ ابھی حضور کے حلقۂ ارادت میں داخل نہیں ہوئے تھے جناب حاجی محمد حسین صاحب ساہوکار کی استدعا پر حضور ملناڈ تشریف لے گئے اور کسی ناخوش گوار واقعہ کی بناء پر شہر ہاسن میں قیام کرنا پسند نہ فرمایا۔ اس لئے میزبان نے آپ کو ایک سرکاری بنگلہ میں ٹھہرانے کا انتظام کیا تاکہ آپ آرام کرسکیں۔ یہ مقام شہر ہاسن سے بارہ میل دُور تھا وہاں خورد و نوش کا انتظام کرنا دشوار تھا اس لئے صرف آٹھ دس سیر چاول کی بریانی دوپہر کے کھانے کے لئے ہاسن سے تیار کرا کے لائی گئی تھی۔ اور خیال تھا کہ اس دُور دراز مقام پر حضور کے ہمراہی اور ارادت مند کم ہوں گے لہٰذا کھانا سب کے لئے کافی ہو جائے گا۔ مگر اس دُور افتادہ مقام پر بھی حضور کی قدم بوسی کے لئے کثرت سے یارانِ طریقت پہنچ گئے جن کی تعداد ڈھائی تین سو سے کم نہ تھی۔ اب میزبان پریشان کہ کیا کیا جائے۔ وہاں نہ مسلمان کا کوئی گھر تھا نہ جلد ہی کوئی انتظام ہو سکتا تھا۔ تمام لوگ حضور کے ساتھ نماز ظہر ادا کر چکے کھانے میں دیر ہوئی جا رہی تھی۔ حضور نے بعد انتظار فرمایا دیر کیوں لگا رہے ہو، دستر خوان بچھاؤ۔ کسی نے حضور کو چُپکے سے بتا دیا کہ کھانا مختصر ہے اور مہمان زیادہ۔ اس جنگل میں کوئی انتظام ممکن

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نہیں۔حضور نے فرمایا تم نے پہلے ہی کیوں نہ کہا۔ پھر آپ نے دیگ منگوائی اس پر ایک سفید کپڑا اوڑھا دیا ہم سب کے سامنے دُعا مانگی اور فرمایا کہ اب لے جاؤ اور دسترخوان بچھاؤ اور کہہ دو کہ سب آئے ہوئے مہمان کھانا کھا کر جائیں۔چنانچہ سب مہمانوں نے کھانا کھایا لیکن کھانا اسی طرح موجود تھا۔اگر کچھ اور مہمان بھی آجاتے تب بھی کھانا کافی ہوتا۔

جناب ممتاز علی خاں صاحب ممتاز روہتکی

نے بیان کیا کہ حضور قبلہ عالمؒ پٹوالوپر ضلع روہتک میں ایک یارِ طریقت کے گھر رونق افروز ہوئے۔اس موقع پر بیس پچیس آدمیوں کی ضرورت کے مطابق کھانا تیار ہو رہا تھا کہ ایک سو سے بھی زیادہ مہمان آگئے۔میزبان نے ایک آدمی کو کاہنور سے جلد چاول لانے کے لئے دوڑایا۔حضور پر یہ بات منکشف ہوگئی۔آپ نے میزبان کو بُلا کر فرمایا کیا کرتے ہو۔اُس نے عرض کیا کہ کھانا کم ہوگیا ہے اس لئے چاول منگوائے ہیں۔آپ نے فرمایا کوئی ضرورت نہیں آدمی کو واپس بُلا لو۔جب کھانا تیار ہوگیا تو آپ نے ایک سفید چادر دے کر فرمایا اسے کھانے پر ڈھانپ دو اور کھلانا شروع کرو۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تمام آدمی کھا چکے اور کھانا باقی تھا۔جب کپڑا اوپر سے اتارا گیا تو دیگ خالی تھی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نزع کے وقت مرید کے پاس تشریف فرما ہونا

جناب مولوی قاضی محمد فاضل صاحب کوہاٹی راوی ہیں کہ میاں عصمت اللہ صاحب ہمارے ایک مخلص پیر بھائی تھے۔ ان کی بیوی نے حضور قبلہ عالمؒ کی کبھی زیارت نہیں کی تھی۔ جب ان کا وقتِ آخر آپہنچا تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس کرسی رکھ دو اور باہر چلی جاؤ میرے پیرومرشد قبلہ تشریف لا رہے ہیں۔ وہ کرسی رکھ کر دروازہ بند کر کے باہر چلی گئی۔ اس نے دروازے کی درزوں سے جھانک کر دیکھا کہ حضور قبلہ عالمؒ کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ آپ تھوڑی دیر وہاں بیٹھے اور اٹھ کر چلے گئے۔ میاں صاحب کے انتقال کے بعد ہماری ایک پیر بہن سے حضور کا حلیہ بیان کر کے پوچھا کہ کیا یہی تمہارے پیرومرشد کا حلیہ ہے تو انہوں نے تصدیق کی۔ تب اس نے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔

بسترِ مرگ پر نماز و ذکر کی تعلیم

کلیم صاحب جماعتی کی دختر نور آمنہ عرف چاند پاشا مارچ ۱۹۵۱ء میں پہلی بار

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اپنے والدین کے ہمراہ دربار شریف آئی تھی۔ اس وقت وہ سات آٹھ سال کی بچی تھی، لیکن مؤدب، خوش گفتار، ملنسار اور فرمانبردار ہونے کے سبب جلد ہی دربار شریف کے تمام افراد کی توجہ کا مرکز بن گئی۔ حضور قبلہ عالمؒ بھی اس پر شفقت فرماتے تھے۔ اور آپکے سب خدام اس سے محبت کرتے تھے۔ کلیم صاحب نے بیان کیا کہ یہ لڑکی ۱۹۶۶ء میں بیمار ہوگئی علاج معالجہ سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور مرض بڑھتا گیا۔ دو تین ماہ میں بہت کمزور ہوگئی۔ ماہ اپریل میں ایک دن مریضہ بہت دیر تک بے ہوش رہی، ہوش آنے پر والدین نے اس سے طبیعت کا حال پوچھا تو اُس نے کہا کہ حضور قبلہ عالم تشریف لائے تھے اور ابھی یہاں سے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد اسی دن نماز عشاء کی اذان سُن کر اس نے اپنے والد سے کہا کہ مجھے وضو کرا دیں۔ وضو کرایا گیا تو اُس نے اشارہ سے نماز ادا کی اور یہ کہہ کر سو گئی کہ نماز تہجّد تک نہ جگانا۔ پھر خود ہی ایک بجے کے قریب جاگ اُٹھی اور اپنے والد سے نماز تہجّد کا وقت دریافت کیا اور سب اہلِ خانہ کو نماز پڑھنے کے لئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اپنے بڑے بھائی کو سبز قہوہ تیار کر کے پلانے کی تاکید کی اور کہا کہ حضور قبلہ عالمؒ نماز تہجّد کے بعد قہوہ نوش فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کی خواہش کے مطابق قہوہ تیار کر کے پلایا گیا۔ اسی روز سے وہ ہر نماز پابندی سے ادا کرنے اور ہمہ وقت ذکر میں مشغول رہنے لگی وہ اس قدر زور سے ذکر کرتی کہ گھر میں موجود تمام افراد کو ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی اور ذکر کرتی کرتی بے ہوش ہو جاتی تھی۔ چنانچہ وہ یکم مئی ۱۹۶۶ء کو بوقت ظہر ذکر کرتی ہوئی دنیا سے رخصت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(رسالہ انوار الصوفیہ قصور ماہ جون ۱۹۶۶ء)

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

حضور قبلہ عالمؒ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور مصاحب ہیں

جناب محمد یوسف صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی سابق ہیڈ ماسٹر جناح اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ راوی ہیں کہ میرے عم محترم حضرت الحاج مولانا مولوی محمد امام الدین صاحبؒ رائے پوری خلیفہ مجاز سرکار علی پوری کا وصال بتاریخ ۱۳؍ اپریل ۱۹۵۲ء ؍ رجب ۱۳۷۱ھ ہوا۔ اس حادثہ جانکاہ کے بعد مجھے آپ کا دیدار ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ کی ایک رات رویا صادقہ میں نصیب ہوا آپ نے فرمایا کہ میں نے دُنیائے فانی میں بڑی تکلیفیں اُٹھائی تھیں اب ہنایت آرام میں ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ اب کس کام پر مامور ہیں؟ تو فرمایا کہ اب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار کا دربان ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اشارہ کیا کہ وہ دیکھو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دربار آراستہ ہے۔ جب میں نے اس طرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار آراستہ ہے اور ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑے مورچھل (مور کے پروں کا پنکھا) ہلا رہے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پہچانا وہ کون صاحب ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ آپ کے پیر و مرشد جناب سید جماعت علیشاہؒ صاحب ہیں۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ میں شہنشاہ مکی و مدنی کے دربار کا دربان ہوں اور میرے شاہ صاحب حضور کے خادم اور مصاحب ہیں۔ صلوٰۃ اللہ علیہ والتسلیم

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

صحیفۂ حیات کا آخری باب

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (سورہ نحل)

ترجمہ:۔ پس جب ان کی موت کا وقت آجاتا ہے تو ایک لمحہ آگے ہوتا ہے نہ پیچھے

؎ زندگی انساں کی ہے مانندِ مرغِ خوشنوا　　شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا اُڑ گیا

موت کا لامتناہی سلسلہ ابتدائے آفرینش کائنات سے اب تک جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جتنے انسان روئے زمین پر پیدا ہوئے اور تا قیامت پیدا ہوتے ان کے لئے ربع مسکون پر گزر بسر کرنا ناممکن ہو جاتا اور موجودہ زمین ان کے لئے قطعی ناکافی ہوتی اور خالق ارض و سما کو ایسے کئی طبقاتِ ارض بنانے پڑتے اس لئے فطرت نے قانون ہی ایسا نافذ کیا کہ جس کی رُو سے ہر شے پر موت لازم ہوگئی۔ اِسی قانونِ فطرت کے تحت انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام، مردانِ حق، صاحبِ جاہ و جلال، باجبروت بادشاہ اور کاسہ بدست گدا سب ہی کو تلخی اجل کا مزہ چکھنا پڑا اور سب سے بڑھ کر باعثِ ایجادِ عالم، فخرِ بنی آدم، رحمت اللعالمین، خاتم النبیین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس جہانِ رنگ و بو سے پردہ فرمایا اور بہت سی برگزیدہ ہستیاں خاک میں پنہاں ہوگئیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے رُوحانی کمالات اور فیوض و برکات برابر جاری اور انمٹ ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کیونکہ موت ایک مومن کے لئے وجہ فنا نہیں بلکہ پیغامِ بقا ہوتی ہے۔ وہ اس ذریعہ سے حیات ابدی کے قصر میں داخل ہوتا ہے اور دیدارِ خداوندی کا انعام پاتا ہے اور کہتا ہے

کیا خوف مرگ دل جو محبت مقام ہے
میری فنا فنائے بقا انصرام ہے

ایک مومن اور ایک کافر کی موت میں یہ فرق ہے کہ جب بندہ مومن مرتا ہے تو اپنی روحانی اور لافانی قوت کو برقرار رکھتا ہے اور ایک عالم کے دلوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی یاد چھوڑ جاتا ہے مگر جب ایک کافر کی موت واقع ہوتی ہے تو وہ روحانیت اور ایمان کی دولت سے محروم اور ایمان صالحہ سے عاری ہونے کے سبب معدوم محض ہو جاتا ہے اور اسے کوئی بھول کر بھی اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتا۔ یہاں یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ بندۂ مومن کی موت فنا نہیں بلکہ وجہ بقا ہے۔ اس لئے وہ کبھی موت سے نہیں ڈرتا اور وقت آنے پر بخوشی اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دیتا ہے۔ چنانچہ فکرِ انسانی کی رہنمائی کے لئے علامہ اقبالؒ نے فرمایا

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

خدا کے دوست خدا کے وصال کی تمنا میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اہل دنیا اسباب دنیا پر فریفتہ ہو کر اسی کو اپنا مقصودِ حیات خیال کرتے ہیں یہ ان کی خام خیالی ہے۔ بقولیکہ

ہم تو مرنے پہ جان دیتے ہیں
لوگ مرتے ہیں زندگی کے لئے

المختصر طالب رضائے حق وجویائے خوشنودی رسول برحق ہمارے ہادی و رہنما فیض بخش شاہ و گدا حضور قبلہ عالمؒ پر بھی ایسی ہی ایک ساعت آئی جو آپ سے پہلے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

کروڑوں بلکہ اربوں پر آچکی اور قیامت تک سب پر آتی رہے گی۔ یعنی ہم سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک، دِلوں کی راحت، حامیٔ شریعت، ماحیٔ بدعت وضلالت، واقفِ رموزِ طریقت، کاشفِ اسرارِ حقیقت، شمعِ بزمِ معرفت اعلیحضرت امیر الملّت مولانا و مرشدنا الحاج حافظ سیّد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز ۳۰/ اور ۳۱/ اگست ۱۹۵۱ء مطابق ۲۶/ اور ۲۷/ ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ جمعرات اور جمعہ کی مبارک شب کے ساڑھے دس بجے اس سرائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف روانہ ہو گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

حالاتِ روزِ وصال

حضور کی خدمتِ اقدس میں کلیم صاحب جماعتی ماہ جولائی ۱۹۵۱ء سے باریاب تھے اور ہمہ وقت حضور کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ انہوں نے روزِ وصال اور مابعد کے چشم دید تفصیلی حالات اپنے منتشر و پراگندہ حال یارانِ طریقت کی اطلاع و معلومات کے لئے مرتب کئے جو رسالہ لمعات الصوفیہ سیال کوٹ کے خصوصی نمبر ۱۹۵۱ء میں شائع ہوئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "۳۰/ اگست مطابق ۲۶/ ذی قعدہ روزِ پنجشنبہ کی صبح حسبِ معمول آئی مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ صبح حضور پیر و مُرشد کی زندگی کی آخری صبح ہوگی۔ اس کا ہر گزرنے والا لمحہ زبانِ حال سے حضور کو الوداع کہہ رہا تھا۔ بیماری کا عالم گو تشویشناک نہ تھا مگر تکلیف دہ ضرور تھا۔ اس کے باوجود حضور کے معمولاتِ عبادت و وظائف میں تادمِ آخر کچھ بھی فرق نہ آیا۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نمازِ فجر کے بعد جب حضور وظائف و مراقبہ سے فارغ ہوئے تو تخلیہ کرایا گیا۔ مستورات قدم بوسی و مزاج پُرسی کے لئے حجرہ شریف میں آئیں۔ ان کے بعد تمام مہمان صبح آٹھ بجے ناشتہ سے فارغ ہو کر حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آنے جانے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ صاحبزادگان عالی مقام مہمانوں کی طرف متوجہ رہے۔ حضور بھی آنے والوں کا حال دریافت فرمالیا کرتے تھے۔ اس دوران حضور نے دو دفعہ تھوڑی دیر سے اٹھانے کا حکم دیا۔ مَیں نے حضور کو اٹھا کر ظرف پیشاب پیش کیا لیکن کوشش کے باوجود آپ کو پیشاب نہ آیا۔ حضور ہر مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دُعا فرماتے رہے۔ گو یہ عمل خلافِ معمول تھا مگر کسی کا دھیان اس طرف نہ گیا۔ اور حالت بھی موجب تردّد نہ تھی۔ اہلِ حاجت حضرات آتے اور اپنی اپنی عرض پیش کرتے رہے۔ حضور ہر ایک کا حال سُنتے، کسی کو دوا اور کسی کو دُعا سے سرفراز فرماتے اور کسی کو اوراد و وظائف کی تعلیم فرماتے۔ اسی حالت میں نمازِ ظہر کا وقت آگیا۔ نماز سے پہلے دستر خوان چُنا گیا۔ حضور بھی جُملہ مہمانوں کے ساتھ شریکِ طعام رہے۔ تکیوں کے سہارے بیٹھ کر تھوڑا سا دلیہ نوش فرمایا۔ اور کچھ دوسری چیزیں بھی چکھ کر مہمانوں کی طرف بڑھا دیں جو سب میں تبرکاً تقسیم ہو گئیں۔ بعد فراغت طعام حضور نے حسبِ عادت دُعا فرمائی اور نماز کی تیاری کا حکم دیا۔ حضرت صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سیّد انور حسین شاہ صاحبؒ نے امامت فرمائی۔ نماز کے بعد لوگ مزاج پُرسی کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے۔ دریافت حال پر حضور نے فرمایا وہی حال ہے۔ بعد میں مہمانوں سے فرمایا کہ لیٹ جاؤ اس وقت کا سونا سُنّت ہے۔ چنانچہ مہمان رخصت

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہو گئے مگر میں اور صرّاف عبدالعزیز صاحب حضور کے قریب ہی بیٹھے اور حسب الحکم سر کی مالش کرتے اور پیر دباتے رہے۔ اس وقت بھی بار بار پیشاب کی ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ ہم حضور کو اٹھاتے رہے حضور کوشش فرماتے کہ پیشاب آئے مگر ہر وقت ناکامی ہوتی رہی۔ حضور ہر بار ہاتھ اٹھا کر دُعا فرمایا کرتے۔

تقریباً پانچ بجے حضور نے حاجی عبدالعزیز صاحب خادمِ خاص کو حکم دیا کہ سیالکوٹ جانا ہے سامان تیار کرو۔ ضروری سامانِ سفر تیار کر کے خادمِ خاص نے عرض کیا کہ سب کچھ تیار ہے صرف ارادہ کی دیر ہے۔ اس اثناء میں کچھ نئے ملنے والے آتے رہے اور دریافت حال کر کے رخصت ہوتے رہے۔ آپ نے وقت دریافت فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ اس وقت ساڑھے پانچ بجے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ سب اپنی اپنی گھڑیاں دیکھو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا سب کے پاس کم وبیش یہی وقت تھا جو عرض کیا گیا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ آج دن کونسا ہے۔ عرض کیا گیا کہ پنجشنبہ (جمعرات) ہے۔ اس پر آپ نے سکوت فرمایا۔ اسی دوران حضور کے خلفِ اکبر فاضلِ اجلّ علامہ الحاج حافظ پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب قبلہ مزاج پُرسی کے لئے حاضر ہوئے اور تھوڑی ہی دیر بعد حضرت صاحبزادہ الحاج پیر سیّد حیدر حسین شاہ صاحب بھی لاہور سے واپس آئے۔ حضور ان سے حالاتِ سفر دریافت فرماتے رہے۔ اور صاحبزادہ صاحب نے جواب عرض کئے۔ حضور نے فرمایا کہ لسّی یا پانی پلاؤ مگر صاحبزادہ صاحب نے شربت پینا پسند فرمایا۔ چنانچہ شربت صندل پیش کیا گیا۔ تقریباً چھ بجے نمازِ عصر باجماعت ادا فرمانے کے بعد حضور نے کوٹھے پر لے چلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حاجی عبدالعزیز

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

صاحب خادم خاص نے آپکو اپنے ہاتھوں پر اُٹھا کر کوٹھے پر پہنچایا جہاں آپ معمولی اوراد و وظائف میں مغرب تک مشغول رہے۔ اس وقت حضور کی صحت بالکل اچھی تھی۔ چہرہ شگفتہ اور طبیعت پر سکون تھی۔ اور سب حاضرین مطمئن تھے کہ آج حضور کا مزاج بہت اچھا ہے۔ نماز مغرب حضرت صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سید انور حسین شاہ صاحبؒ نے پڑھائی۔ حضور نے تیمم کر کے چارپائی پر خلف امام اشارہ سے نماز ادا فرمائی اور نماز سے فارغ ہو کر روٹی طلب فرمائی جو تھوڑے ہی وقت میں دستر خوان بچھا کر پیش کی گئی۔ حضور نے چارپائی پر اپنی مرغوب غذا دلیہ کے دو ہی لقمے تناول فرمائے تھے تیسرے لقمے کے لئے ہاتھ رکابی میں غیر معمولی طور پر دیر تک رکھا رہا۔ پھر آپ نے سنبھل کر ایک دو لقمے نوش فرمائے اور پانی پی کر کھانا ختم کیا دستر خوان اٹھایا گیا۔ ہاتھ دھونے کے لئے صابن اور پانی پیش کیا گیا۔ ہاتھ تر کر کے صابن ملنا چاہتے تھے مگر صابن ملا نہ گیا اور صابن کی ٹکیہ ہاتھ ہی میں رہ گئی۔ اس کیفیت سے سب کو تشویش ہوئی۔ بعضوں کے دل اُبل پڑے اور آنسو رواں ہو گئے مگر حضرت صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ کیوں پریشان ہوتے ہو حضور کو صرف کمزوری ہے۔ بہزار ضبط بڑی احتیاط سے حضور کے ہاتھ سے میں نے صابن کی ٹکیہ نکالی۔ کچھ دیر کے بعد حضور نے فرمایا ہاتھ دُھلاؤ۔ چنانچہ ہاتھ دُھلائے گئے۔ حضور نے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف سے کھانسی کی دوا طلب کر کے استعمال فرمائی اور اسی حالت میں فرمایا کہ پرسوں سیال کوٹ چلنا ہے تیاری کرو۔ جس پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے آمادگی کا اظہار فرمایا۔ اس کے فوراً بعد حضور نے حاجی عبد العزیز صاحب کو مخاطب کر کے نیچے کمرے میں لے چلنے کا حکم

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ مہمان ابھی کھانے اور نماز عشاء سے فارغ نہیں ہوئے اس لئے بہتر ہوگا کہ اس کے بعد نیچے چلیں۔ حضور یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر فرمایا کہ جلدی کرو اور نیچے چلو، مجھے بخار ہو رہا ہے۔ اس پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے نبض دیکھ کر عرض کیا کہ حضور کو بخار تو نہیں ہے، تھکاوٹ ہوگی کیونکہ آج خلافِ معمول اُٹھتے رہنا پڑا ہے۔ اس اثناء میں جملہ مہمان و خدام طعام شب سے فارغ ہو گئے۔ حضور نے حضرت صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سید انور حسین شاہ صاحب کو نماز عشاء کے لئے طلب فرمایا حضرت صاحبزادہ صاحب نے امامت فرمائی۔ حضور نے مہمانوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا فرمائی اور حکم دیا کہ فوراً نیچے لے چلو۔ حسب الحکم حضور کو نیچے لا کر کمرے میں لٹایا گیا۔ بستر پر لٹانے کے بعد آپ پر سکتہ طاری ہو گیا جس کی اطلاع برق رفتاری کے ساتھ ہر جگہ پھیل گئی۔ جملہ صاحبزادگان، خواتین اہل بیت، طلبائے مدرسہ نقشبندیہ اور دیگر ارادت مند جمع ہو گئے۔ اسی حالت میں حضور کا سر اور پیر ملے گئے جس سے ذرا ہوش آیا۔ بحالتِ ہوش جب حضور نے خواتین کی آوازیں سُنیں تو فرمانے لگے مائیوں سے کہو کہ وہ گھر چلی جائیں مَیں آج تگڑا ہوں۔ اسی وقت حاجی عبدالعزیز صاحب نے آپ کی توجہ تسبیح کی طرف مبذول کرائی۔ حضور نے ہاتھ بڑھا کر تسبیح لی اور اوراد و وظائف ادا فرماتے رہے۔ پھر تسبیح ہاتھ سے چھوٹ گئی اور آپ پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ پھر پیر ملے پنکھا جھلا گیا جس کے بعد سکتہ رفع ہوا۔ حضور نے اشارہ سے پنکھا بند کرا دیا اور انگلیوں پر کچھ پڑھتے رہے۔ اسی حال میں حضور نے اٹھانے کا اشارہ کیا۔ حضور کو اُٹھا کر ظرفِ پیشاب پیش کیا گیا لیکن اب بھی پیشاب نہ آیا۔ پھر آپ کو لٹا دیا گیا اور آپ بیہوش

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہو گئے۔ پیر ملنے لگے نبض دیکھی جانے لگی اور قلب کی حرکت کا اندازہ کیا جانے لگا۔ یکایک حضور نے دو مرتبہ فرمایا اختر! اختر! اس پر صاحبزادہ صاحب حضور کے قریب تر ہو گئے لیکن جنبشِ لب کے سوا کچھ معلوم نہ کر سکے۔ جب انہوں نے دوا کے متعلق عرض کیا، تو اشارہ سے انکار فرمایا۔ اب حالت نازک تر معلوم ہونے لگی۔ حاجی عبدالعزیز صاحب نے ایک ہاتھ قلب پر اور دوسرا نبض پر رکھا۔ صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب نے چمچ سے دہن مبارک میں پانی ٹپکایا۔ ساڑھے دس بجے سرہانے سے تکیے ہٹا لئے گئے اور حاجی عبدالعزیز صاحب نے نبض سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے آبدیدہ ہو کر کہا۔

ہائے شاہ جماعت چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اُف کتنی غم انگیز، کس درجہ دلخراش، کس قدر رُوح فرسا تھی یہ آواز جسے جاننے والے ہی جانتے ہیں گویا ایک طوفان تھا جو آن کی آن میں اُٹھا، ایک قیامت تھی جو چشم زدن میں برپا ہو گئی، ہر طرف صفِ ماتم بچھ گئی، نغمے نوحوں میں بدل گئے، مسرت غم میں مدغم ہو گئی اپنے پرائے دوست دشمن بحرِ رنج و ملال میں ڈوب گئے۔

علی پور سے دُور، بہت دُور اکنافِ پاکستان اور پاکستان سے باہر تمام ممالک میں یہ غمناک خبر پہنچ گئی۔ پاکستان کے گوشہ گوشہ سے حضور کے وابستگان جوق در جوق علی پور شریف پہنچنے لگے۔ عقیدت مندوں اور جاننے والوں کی آمد کا سلسلہ صبح ہی سے شروع ہو گیا اور شام ہوتے ہوتے لاکھوں افراد علی پور شریف پہنچ گئے۔ ہجومِ خلائق کا یہ عالم تھا کہ جدھر نظر اُٹھتی انسانوں کا سیلاب نظر آتا۔ صاحبزادگان نے مختلف

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مقامات پر خدام کو بھیج کر اور ٹیلیگرام روانہ کر کے یارانِ طریقت کو اس سانحۂ عظیم سے آگاہ کیا۔

جوشِ اندوہ و ملال

۳۱ اگست ریڈیو پاکستان لاہور سے صبح کی خبروں میں حضورؒ کے وصال کی خبر نشر ہوئی تو پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں یارانِ طریقت نے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ حضورؒ کے وصال پُر ملال کی خبر عوام تک پہنچائی۔ جو سُنتا دم بخود رہ جاتا۔ سڑکوں پر لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے۔ ہر جگہ عامتہ المسلمین، ملک کے اکابرین، مشاہیر علمائے کرام اور مشائخین عظام نے آپ کی وفات حسرت آیات کو ملک و ملت کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان سے تعبیر کیا اور اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کیا۔ اس وقت عالمِ ارضی ماتم کناں ہے کہ وہ ایک عظیم الشان رُوحانی پیشوا، گیارہ کروڑ اسلامیان ملک کا نمائندہ، بے مثال عالم باعمل، خدا ترس و خدارس کے سائے سے محروم ہو گیا ہے۔ یہ احساسِ غم بظاہر درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اولیائے حق و نفوس قدسیہ کے ظاہری طور پر روپوش ہو جانے کو موت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ گو ان کا پیکر ہم سے جُدا ہوتا ہے مگر ان کے روحانی تصرفات و باطنی فیوض کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آخری غسل

حضور آفتابِ ولایت کے سانحۂ ارتحال سے علی پور شریف میں تو کہرام مچ ہی گیا تھا مگر اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع راتوں رات قُرب وجوار اور دُور دراز کے مقامات پر جس طرح ممکن ہوا پہنچا دی گئی۔ یارانِ طریقت اسی وقت اپنے اپنے مقامات سے چل پڑے جو نزدیک تھے وہ صبح ہی سے آہ و نالہ کرتے ہوئے علی پور شریف پہنچنے لگے۔ دن بھر مشتاقان دید ہزاروں کی تعداد میں پہنچتے رہے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ ایک بڑا بھرپور شہر نظر آتا تھا۔ تقریباً بارہ بجے حضور کے خلفِ اکبر و جانشین حضرت مولانا الحاج حافظ حکیم پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب قبلہؒ کی اجازت سے حضور کو غسل کے لئے آپ کی خواب گاہ کے زیریں کمرے میں لے جایا گیا۔ غسل کے فرائض مولوی محمد عالم صاحب، حاجی عبدالعزیز صاحب خادمِ خاص، صراف عبدالعزیز صاحب، سید احمد صاحب اور میں نے انجام دیئے۔ حضرات صاحبزادگان ذیشان نے بھی شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت بھی مشتاقِ دیدار ہجوم کئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس لئے غسل کے کمرے کا شمالی دروازہ اور جنوبی دریچہ زیارت کے لئے کھُلا رکھا گیا۔ زائرین قطار در قطار آگے بڑھتے نظارۂ حسرت کرتے اور حضور کی رُوحِ پاک پر سلام پیش کرتے رہے۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

آخری لباس

حضور کے آخری لباس کے لئے عمدہ قسم کا لٹھا منتخب کیا گیا تھا جسے پہلے پانی سے خوب دھو کر پاک اور آبِ زمزم شریف میں بھگو کر خشک کیا گیا تھا۔ مولوی محمد عالم صاحب نے شاملین غسل کی مدد سے حضور کو آخری لباس پہنایا۔ اس وقت حضور کے پُرنور رُوئے مبارک سے انوارِ سعادت چمک رہے تھے۔ چہرہ مبارک ہشاش بشاش اور جملہ اعضاء میں حسبِ معمول نرمی تھی۔ حضور کے جسمِ اطہر کو خوشبوؤں سے بسا کر سفید عمامہ باندھا گیا۔ اُس کے بعد حضور کو یہاں سے حویلی کے صحن میں منتقل کیا گیا۔

آخری نظّارہ

اہلِ خاندان اور مقامی ارادت مندوں کے علاوہ دُور دراز کے ہزاروں اشخاص تمنائے دیدار میں آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی کو اس سعادت سے محروم نہیں رکھا جاسکتا تھا۔ حضور کے غمِ فراق میں ہر شخص نڈھال ہو رہا تھا۔ زیارت کے لئے دیوانہ وار بے چین ہو کر ٹوٹ پڑتا تھا۔ بالائی منزل پر ایستادہ مشتاقوں کو زیارت کرانے کی غرض سے حضور کی چارپائی ہاتھوں پر اٹھالی گئی اور کافی دیر تک زیارت کے لئے موقع دیا گیا۔ اس وقت حویلی میں اس قدر ہجوم تھا کہ کسی بھی قسم کا انتظام کرنا اور لوگوں کو سنبھالے رکھنا مشکل ہو گیا تھا چھت سے لے کر فرش تک تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے نکلا

جنازہ تقریباً چار بجے زنانہ حویلی کی طرف روانہ ہوا جہاں اہل بیت کرام صبح سے زیارت کے انتظار میں تھے۔ زنانہ حویلی میں زیارت کرانے کے بعد حضور کی چارپائی مسجد نور کی طرف روانہ ہوئی جہاں انسانوں کا نامتناہی سلسلہ امڈ رہا تھا حضور کی چارپائی مسجد نور کے صحن میں شمالی کنارے پر رکھی گئی۔ چارپائی کے اطراف حفّاظ، طلبائے مدرسہ اور دیگر حضرات تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول ہو گئے۔ وصال کی خبر سُن کر غفران مآب کے پیرزادہ حضرت الحاج محمد شفیع صاحب چوراہی تشریف لائے اور مسجد نُور میں پہنچے۔ حضور کی چارپائی کے پاس پہنچ کر آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت موصوف کے تشریف لانے کے بعد حضور کی چارپائی صحنِ مسجد سے اٹھائی گئی اور مسجد نور کے مغرب میں تقریباً دو فرلانگ کے فاصلہ پر وسیع میدان میں پہنچائی گئی۔ یہاں نمازِ جنازہ کے لئے صفیں درست کی گئیں۔ حضرت الحاج پیرزادہ محمد شفیع صاحب نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔ اور آپ کی اقتدا میں پچیس تیس ہزار مسلمانوں نے نمازِ جنازہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد نماز حضرت موصوف نے دُعا مانگی۔

آخری آرام گاہ

حضرات صاحبزادگان والاشان نے حضور کی آخری آرام گاہ کے لئے متفقہ طور

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

پر جگہ منتخب فرمائی۔ مسجد نور کے جنوب میں حضور کے لئے آرام گاہ بنائی گئی۔ لحد میں اینٹوں سے دیواریں بنائی گئیں اور اسی اندازہ کا لکڑی کا صندوق بنوایا گیا اور اس میں روئی بچھا کر مدینہ منوّرہ کی خاکِ شفا، مُشک کافور، آبِ زمزم شریف، عرق گلاب ڈالا گیا۔ عقیدت مندوں نے کثرت سے گلاب اور خوشبو دار پھولوں سے اس صندوق کو بھر دیا۔ تقریباً ساڑھے چھ بجے حضور کی سواری آرام گاہ پر پہنچی۔ پیچھے پیچھے ہزاروں عقیدت مند قُل اور درود شریف زیرِ لب پڑھ رہے تھے۔ یہاں پہنچ کر حضور کے جسدِ مبارک کو صندوق میں رکھا گیا۔

تدفین

حضور آقائے ولئ نعمت کے سانحۂ ارتحال نے ساری فضا کو مغموم و افسردہ بنا دیا تھا۔ خورشید خاور صبح سے دن بھر اِس عالمِ یاس و حسرت کا نظّارہ کرتا رہا اور بالآخر خود بھی اس پیرِ روشن ضمیر کی رُوحِ پُر فتوح پر عقیدت کی کرنیں نچھاور کرتا اور سلام و داع عرض کرتا ہوا رخصت ہو گیا۔ غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی اس آفتابِ ہدایت کو پردہ خاک میں پنہاں کرنے کے لئے صندوق مبارک کو قبر میں اتار دیا گیا۔ مگر ہجومِ مشتاقانِ آخری دید کے لئے سنبھالے نہ سنبھلتا تھا۔ بمشکل تمام رُخِ پُر انوار کو غلافِ کعبہ سے ڈھانپ دیا گیا اور سینہ مبارک پر بھی روضۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاف کا کپڑا آپ کی رغبت کی مناسبت سے تبرکاً رکھا گیا۔ اِدھر صندوق بند ہوا اُدھر مؤذن

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اور لوگ نماز مغرب کے لئے روانہ ہوئے۔ زاں بعد مدرسہ نقشبندیہ کے حفاظ، دیگر طلبا اور بہت سے عقیدت مندوں نے رات بھر میں کئی قرآن پڑھ کر ختم کئے۔

لوگوں کے بڑھتے ہوئے ہجوم اور نئے نئے آنے والوں کا سلسلہ دوسرے دن بھی برابر جاری تھا اور ہر شخص دیدار کے لئے بیقرار تھا۔ لہذا حضرات صاحبزادگان مدظلہم العالی نے ازراہِ کرم گاڑیوں کے اوقات میں صندوق کھولنے اور نو واردوں کو دیدار کرانے کی اجازت عطا فرمائی۔ تاکہ دُور دراز سے آنے والے اس سعادت سے محروم نہ رہ جائیں۔ اور ان کی دلجوئی ہو جائے۔ چنانچہ تدفین کے دوسرے روز پانچ چھ مرتبہ صندوق کھولا گیا اور زیارت کرائی گئی۔ شام کے سات بجے تک ہزاروں طالبانِ دید نے دیدار کی سعادت حاصل کی۔ باوجودیکہ یہ حضور پر تیسرا دن تھا مگر چہرے پر وہی جلال، لبوں پر وہی تبسم، اعضاء کی وہی حالت اور ماتھے پر ہلکے ہلکے پسینہ کی دلکش افشاں موجود تھی۔ بالآخر بتاریخ یکم ستمبر صبح سات بجے صندوق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ اس طرح حضور کے غلام حضور کے ظاہری دیدار سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ آہ، فآہ، ثم آہ۔ حضور کے پائے مبارک دراز نہیں بلکہ نیچے کی طرف خمیدہ ہیں۔ کیونکہ حضور آدابِ مجلس کی پابندی فرما کر پَیر دراز نہ فرماتے تھے یہی حال خلوت میں بھی تھا۔ آپ نے ایک مُدت سے پَیر دراز نہیں کئے تھے۔ دورانِ علالت کئی ایک حضرات نے حضور سے پَیر دراز کرنے کی درخواست کی۔ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ "بھائی ساری عمر نہیں کئے تو اب کیا کرنا ہے"۔ اغلب ہے کہ بعد وصال بھی آپ نے اس کا لحاظ رکھا ہو کہ لوگ میرے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مزار پر حاضر ہوں گے، تلاوت قرآن مجید کریں گے اور سلام عرض کریں گے۔ اس وقت بھی بے ادبی گوارا نہ تھی۔ یہ ہے خاصانِ حق کی نشانی اور اولیائے برحق کی پہچان ۔

دجلہ بدجلہ یم بہ یم چشمہ بہ چشمہ جو
می رود از فراقِ شاہ خونِ دل دو دیدہ ام

حضور کے وصال پر عرب، افغانستان، ہند و پاکستان کے قادر الکلام عظام، ممتاز علمائے کرام و مشاہیر اہلِ قلم، گلستانِ ادب کے گلچینوں اور باکمال حضرات نے عقیدت کے پھول بصورت تعزیتی خطوط، قصائد و تاریخی قطعات کہے جن کا اس کتاب میں شامل کرنا موجب طوالت تھا۔ اس لئے بخیال اختصار صرف چند کو شریکِ اشاعت کیا گیا ہے۔

مکتوب مدینہ منوّرہ

جناب محترم الحاج خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خان صاحب خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالمؒ نے لکھا کہ:

جمعہ ۳۱ اگست کی صبح بندہ حضرت مولوی ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ کے رحمت کدہ پر حاضر تھا کہ بوقت اشراق حضرت مولوی صاحب حرم شریف سے تشریف لائے اور فرمایا:

بخشی صاحب! حسب عادت آج میں ابھی ابھی بوقت اشراق

---

[1] رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ، رسالہ لمعات الصوفیہ سیالکوٹ، الکلام بنگلور بابت ماہ اکتوبر ۱۹۵۱ء

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

اپنا غلامانہ سلام عرض کرنے حرم شریف میں حاضر ہوا تھا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ مواجہ شریف کے سامنے اور بالکل قریب اعلیٰحضرت قبلہ عالم کھڑے ہوئے ادب سے ہاتھ باندھے حسب عادت سر جھکائے سلام عرض کر رہے ہیں۔ دیکھئے حضور تو اس وقت علی پور شریف میں علیل وناتوان ہیں لیکن آپ کی رُوح یہاں سلام عرض کرنے برابر حاضر ہوئی ہے۔ آہ! اس ۳۱ اگست جمعہ کی صبح کی نہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کو خبر تھی نہ اس بندہ کو کہ آنجناب کی رُوحِ مبارک کو قفسِ عنصری سے پرواز فرمائے ۸ یا ۹ گھنٹے ہو چکے تھے۔ واقعہ یہ ہوا ہے کہ جیسا اب ہم پر روشن ہو رہا ہے کہ آپ جنّت الفردوس تشریف فرما ہوتے ہوئے بھی حضور پُرنور تاجدارِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے کہ اجازت ہو تو داخل جنّت ہوں ورنہ کیا معنی۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

آپ کا مخلص: بخشی مصطفیٰ علی خاں عفی عنہ (مؤلف کوکبہ غزوہ بدر، مآثر بدر شریف، مناقب سیدنا امام جعفر صادقؓ، تصویر یا تصوّر)

بیتِ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد صاحب القادری۔

محلہ باب السلام۔ مدینہ منورہ۔ سعودی عرب

جناب پروفیسر قادری صاحبؒ (کراچی) نے حضور کے سانحۂ ارتحال کو "نمودِ قیامت صغریٰ" ۱۹۵۱ء سے تعبیر کیا اور آیت قرآنِ حکیم سے تاریخ برآمد کی۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

يَآاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي اِلٰى رَبِّكِ = ۱۳۷۰ھ

جناب فیاض بلگوڈی (حاسن ریاست میسور) نے کہا

محیط علم و عاشق زائر بیت اللہ = ۱۳۷۰ھ

جناب سراج آغائی صاحب اکبر آبادی نے کہا

"برگزیدۂ زماں کاشفِ ہر خفی و جلی" "کامل عصر و قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ"

۱۹۵۱ء ———— ۱۹۵۱ء

جناب علیم صاحب صدیقی حیدر آبادی نے کہا

علیمِ دل افگار تاریخ لکھ دے "جہاں میں ہیں ساقی جماعت علی شاہ"

۱۳۷۰ھ

جناب مولوی غلام مصطفیٰ صاحب بی-اے لاہوری نے کہا

سروش از پے سالِ ترحیل و ے جماعت علی شاہ گیتی بگفت

۱۳۷۰ھ

حضور کے خادم کلیم جماعتی نے آہ بھرتے ہوئے کہا

ہائے قطب عالم سیّد القوم جماعت علی شاہ چل بسے

۱۳۷۰ھ

مولانا ضیاء القادری صاحب کراچی نے کہا

پیر جماعت حق آگاہ زاہد و عارف ظل اللہ

۱۳۷۰ھ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

جناب سید محی الدین صاحب گلشن حیدر آبادی نے کہا

چراغِ دینِ محمدی

۱۳۷۰ھ

جناب مائل بنگلوری نے بتاسّف کہا

عارفِ حق مرشدِ روشن ضمیر
پائے ہیں اب قُربِ ربِ ذُوالجلال

آہ... شیخِ عصرِ موجودہ گئے
کہدیا مائل نے یہ سالِ وصال

۱۳۷۰ھ

تعمیرِ مقبرہ

تدفین کے بعد مہمانوں اور زائرین کی سہولت کے پیشِ نظر مَیں نے ایک تنبُو مزارِ شریف کے قریب نصب کرادیا تھا۔ مَیں خود بھی اور زائرین و مہمان بھی اسی تنبُو میں قیام کرتے تھے۔ حفّاظ، طلبۂ مدرسہ نقشبندیہ اور مہمان رات دن قرآن خوانی میں میرے ساتھ شامل رہ کر ماجور ہوتے تھے۔ دو ماہ بعد موسم سرما شروع ہوگیا تو مجھے خیال آیا کہ زائرین کو سردی کی وجہ سے تکلیف ہوگی۔ اس لئے مَیں نے مزارِ شریف کے گرد چاردیواری کھڑی کرکے ایک مسقف کمرہ تیار کرادیا تھا تاکہ مقبرہ کی تعمیر تک عارضی طور پہ کارآمد ثابت ہو۔ ایک عظیم الشان مقبرے کی تعمیر حضور کے خانوادہ کے پیشِ نظر تھی۔ چنانچہ میرے عم بزرگ اعلحضرت سراج الملت محدث علی پوریؒ سجادہ نشین اولیٰ کی اجازت سے

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

جناب محترم عبدالمنان صاحب انجنیئر (کراچی) نے قدیم وجدید طرزِ تعمیر کے امتزاج سے نقشہ تیار کیا۔ اس نقشہ کی منظوری کے بعد برادرم مکرم الحاج حافظ پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ کی ہدایت کے مطابق جناب مستری عبدالوہاب صاحب مقبرہ کی تعمیر میں مشغول ہیں اور تن تنہا نہایت ذوق وشوق اور دلی محبت سے کام کر رہے ہیں۔ اب مقبرے کی عمارت تیار ہو چکی ہے۔ مُرتبہ نقشہ کے مطابق مزار شریف کے کمرے کے اندر ۳۰×۳۰ اور باہر ۵×۵ کی گنجائش ہے یعنی کُل ۳۵×۳۵ جگہ مخصوص کی گئی ہے اور باہر چاروں گوشوں پر ایک ایک کمرہ زائرین کے قیام کے لئے بنایا گیا اور ہر کمرہ ہر ایک ایک مینار پر تیار کیا گیا ہے۔ مقبرے کے اندر تین مزارات اس ترتیب سے ہیں:

۱۔ مزار حضرت مخدوم الملت صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سیّد خادم حسین شاہ صاحب قبلہؒ

۲۔ مزار پُر انوار حضور قبلہ عالمؒ

۳۔ مزار حضرت سراج الملت الحاج حافظ حکیم پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب قبلہؒ محدث سجادہ نشین اولیٰ۔

مزارات کی یہ ترتیب گنبدِ خضریٰ میں واقع مزارات کی ترتیب سے مشابہت رکھتی ہے۔

گُنبدِ ابیض

مقبرے کی عمارت کی بلندی ۷۵ فٹ ہے۔ اس میں گُنبد کی بلندی شامل ہے گنبد پر ساڑھے سات فٹ بلند سونے کا کلس اس کے علاوہ ہے۔ گنبد کا قطر ۲۵ فٹ

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

ہے۔ برادرم مستری عبدالوہاب صاحب نے گنبد کی تیاری میں سفید چپس نہایت ہوشیاری اور ماہرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے استعمال کیا ہے۔ انہوں نے مقبرے اور گنبد کی تعمیر پہ اپنی پوری صلاحیتیں صرف کرکے حضور قبلہ عالمؒ سے اپنی عقیدت و محبت کی ایسی عظیم الشان یادگار عمارت تعمیر کی ہے وہ شاید اس کے بعد کوئی اور عمارت ایسی شاندار تعمیر نہ کرسکیں۔ جزاہُ اللہ خیر الجزیٰ۔ گو مقبرہ اور گنبد تیار ہو چکا ہے مگر ابھی کچھ کام زیرِ تکمیل ہے۔ گنبدِ ابیض کا روح پرور و دلنواز منظر چاروں طرف سے آنے والوں کو سات سات آٹھ آٹھ میل کے فاصلے سے دکھائی دیتا ہے اور کیف و سرور رُوحانی بخشتا ہے۔ بالخصوص مجھے گنبدِ ابیض کی ہمہ وقت زیارت اتنی مرغوب ہے کہ مَیں نے اپنی بیٹھک کے لئے ایسی جگہ منتخب کر لی کہ گنبدِ ابیض ہر وقت پیشِ نظر رہے تاکہ لذّت و انبساطِ رُوحانی اس کے نظارے سے حاصل ہوتا رہے۔ الحمدللہ

زائرین کی آمد و رفت کے لئے مقبرے میں دو دروازے ایک مشرقی جانب اور ایک مغربی جانب نصب کئے گئے ہیں جو نمازِ فجر کے بعد کھول دیئے جاتے ہیں اور بعد نمازِ مغرب بند کر دیئے جاتے ہیں۔ چونکہ واپڈا والوں نے تاحال علی پور شریف میں عام استعمال کے لئے بجلی نہیں پہنچائی ہے اس لئے مقبرے میں لالٹین سے روشنی کی جاتی ہے اور اعراس مبارک و دیگر تقریبات پر گیس روشن کئے جاتے ہیں۔

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

توسیعِ صحنِ مسجدِ نور

مقبرے کے تعمیری منصوبے کے ساتھ مسجدِ نور کے صحن کی توسیع کی تجویز بھی پیشِ نظر ہے۔ اس مقصد کے لئے طلبہ کے وہ کمرے جو مسجد کے جنوب میں واقع ہیں منہدم کر دیئے جائیں گے تاکہ صحنِ مسجد میں حضور کا گنبد شریف آجائے۔ اس توسیع سے جگہ کی وہ قلت دور ہو جائے گی جو سالانہ اجتماع کے موقع پر پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز گنبد شریف کے صحنِ مسجد میں آجانے سے وہ رُوح پرور منظر سامنے آجائے گا جو مسجد نبوی شریف میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اور طلبہ کے لئے وسیع کمرے گنبد شریف کے جنوب میں بنا دیئے جائیں گے۔ اس مہتمم بالشان کا بیڑہ برادرم مکرم حضرت علامہ الحاج حافظ پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے بڑی ہمت سے اٹھایا اور مستقل مزاجی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر و صحت و ہمت میں برکت عطا فرمائے۔ ان کا ظلّ ہمایونی ہمارے سروں پر دائم و قائم رہے۔

این دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

مادہ ہائے تاریخِ اشاعت

بالطاف اسم اللہ الودود العظیم

۱۳۹۲ھ

نذرِ عقیدت بہ پیش گاہ حضرت فیضد رجبت عالی مرتبت الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی

سرشارِ مئے عشقِ نبی ہے حیدر ۔۔۔ فرزندِ حسین ابن علی ہے حیدر
نورِ نگہ و لختِ جگرِ بنتِ رسول ۔۔۔ واللہ مقدّر کا دھنی ہے حیدر

نویدِ عروجِ خورشیدِ عالمتاب

۱۹۷۳ء

خوشا پیر حیدر حسینِ مکرم ۔۔۔ بیاں کس طرح آپ کے ہوں محامد
شگفتہ گلِ تر ہیں باغِ علی کے ۔۔۔ عمل میں مکمل، سلف کے مقلد
بہر قول و فعل و عمل تا بمقدور ۔۔۔ ہیں کوشاں بتعمیلِ ارشادِ مرشد
رقم کر کے حالاتِ شاہِ جماعتؒ ۔۔۔ کیا آپ نے ہم پہ احسان زائد
بنوکِ قلم گل کھلائے ہیں کیا کیا ۔۔۔ مضامینِ نادر ہیں اس کے شواہد
بلطف و کرم اس کو شائع کرایا ۔۔۔ کہ حاصل کرے خلق اس سے فوائد

کلیمِ ثنا خواں بوصفِ طباعت
کہو تم "ظہورِ ضیاءِ مجدد"
۱۹۷۳ء

bakhtiar2k@hotmail.com

bakhtiar2k@hotmail.com

جماعتیہ حیدریہ پبلشرز

400- ہنزہ بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
Cell: 0300-4660246

bakhtiar2k@hotmail.com